یہ کتاب مکابرہ منقولی خاص تہذیب شیعہ کیلیے لکھی ہے

حضرات اہل سنت والجماعة ملاحظہ نفرمائین!!

کتاب

رد ہفوات شیعہ

کا

مکابرات شیعہ

حصہ دوم موسوم بہ

تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب

مولفہ و متممہ و مضاعفہ

قدوة السالکین زبدة العارفین شہسوار عرصۂ ملکوت یکہ تاز میدان لاہوت محمد ملت عت بد دناجی
عالم جلیل فاضل نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد ماہ عالم صاحب قبلہ و کعبہ
مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ

جسکو

۱۳۳۷ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء مین مؤلف کے بھائی مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی ساکن دہلی نے
مطبع نور المطابع لکھنؤ مین باہتمام منشی سید نور الحسن صاحب مالک مطبع چھپوا کر بار دوم مکرر شائع کیا

۱۳/۱۷

یہ کتاب مکابرۂ منقولی خاص تہذیب شیعہ کیلیے لکھی ہے

حضرات اہل سنت والجماعۃ ملاحظہ فرمائین!!

کتاب

ردّ ہفوات شیعہ

کا

مکابرات شیعہ

حصہ دوم موسوم بہ

تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب

مولفہ و مرممہ و مضاعفہ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شہسوار عرصۂ ملکوت یکّہ تاز میدان لاہوت مجدّد ملت بدعت دناحی عالم جلیل فاضل نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد ماہِ عالم صاحب قبلہ و کعبہ مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ

جسکو

۱۳۳۷ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء مین مؤلف کے بیربھائی مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی ساکن دہلی نے مطبع نور المطابع لکھنؤ مین باہتمام منشی سید نور الحسن صاحب مالک مطبع چھپوا کر بار دوم مکرر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

تدبر کتب سے ہم عرب کے جملہ معیوب الانساب کو مکابرہ منقولی بوجوہ احسن صحیح الانساب
ثابت کرچکے جس سے حضرات شیعہ کا ناطقہ بند ہوگیا اور اب اس حصہ دوم مین اُن اکابرین اسلام
کے انساب کو صحیح کر کے دکھانا مقصود ہے جن کے وجود باجود سے بعقیدہ اہلسنت گھر گھر کلمہ حق
جاری ہوا دُنیا مین اسلام کا بول بالا ہوگیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ڈنکا بج گیا۔
معبودان باطل اور ان کے پجاری جزیرہ نمائے عرب سے نکالدیے گئے۔ ہزاروں آتشخانے سرد کردیے
گئے۔ لاکھون دیول مندر توڑ توڑ کر مسجدین بنادی گئین لیکن اُن عمودان اسلام کی تنزیہ انساب
سے پہلے حضرات شیعہ کے مقاصد و دلائل مع اسانید اُن کی کتب کثیرہ اور بالخصوص رسالہ
ماہواری "اصلاح" کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار سے استنباط و استخراج کر کے یہان درج کرتے ہین
اور پھر مکابرات منقولی حصہ اول کے التزام کے مطابق تنزیہ انساب کی بحث شروع کرینگے
جن جوابات شافی سے شیعون کی آنکھین کھلکر سینون مین دل دہل جائین گے اور نوین ربیع
الاول کی بزم نیروزی سے توبہ کرینگے انشاء اللہ تعالی وہو المستعان۔

مقدمہ

در اخبار غیب مشتمل بر تباہی عترت و دیگر واقعات متعلقہ مع وجوہ ارشاد احادیث محک ولد الزنا منجانب شیعہ

کتب ۔ فریقین مین اثبات عداوت شیخین و عترت کے اسانید تو بکثرت ہین لیکن ہم باختصار بیان کرتے ہین۔

غنیۃ الطالبین مین جناب علیؓ سے روایت ہے انھون نے فرمایا کہ ایک دن پیغمبر خدا رو رہے تھے۔

اخرج ابو یعلی عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک	مین نے عرض کیا آپ کیون روتے ہین آنحضرت نے فرمایا
قال صغائن فی صدور قوم لا یبدونک الا	کہ لوگون کے دلون مین تمھاری طرف سے کینہ ہے وہ اسکو
من بعدی (دلیل المتحیرین)	ظاہر نہ کرینگے مگر میرے بعد انتہی۔

اصلاح ماہواری مین بحوالہ **مسند** امام احمد حنبلؒ **اکام** المرجان فی احکام الجان قاضی بدرالدین شبلی درج ہے۔ عبداللہ ابن مسعود نے ایک سفر مین آنحضرت سے پوچھا کہ آپ بیتابانہ کیون روتے ہین آنحضرت نے فرمایا موت قریب ہے مجھے اپنی امت کا خیال ہے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا۔ ابن مسعود کہتے ہین۔

قلت الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرأیت	مین نے کہا کہ آپ ابو بکر کو خلیفہ کیون نہین بنا
انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا	دیتے آنحضرت نے منھ پھیر لیا مین سمجھا کہ یہ بات پسند
تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انہ	نہین آئی مین نے عرض کیا کہ عمر کو خلیفہ کیون نہین
لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا	بنا دیتے آپنے منہ پھیر لیا مین سمجھا کہ یہ معروضہ مرضی کے خلاف
تستخلف علیا قال ذلک والذی	ہوا پھر مینے کہا آپ علی کو خلیفہ کیون نہین بنا دیتے آنحضرت
لا الہ غیری لو بایعتموہ و اطعتموہ	نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم علی کی بیعت و اطاعت کروگے تو وہ

دخلوالجنة۔ | تمکو جنت مین داخل کرینگے۔ انتہی

اور **تقویت الایمان** حصہ دوم تذکیرالاخوان کے صفحہ (۹۸) مین اسی مضمون کی حدیث بحوالہ مسند امام حنبل جناب علی سے مروی ہے اوس کے آخری الفاظ یہ ہین

وان تؤمروا علیا ولا ارئکم فاعلین تجدوہ ھادیا وھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم۔ | یعنے اگر تم علی کو خلیفہ بناوگے مگر تم ایسا کرتے نہین تو علی کو ہادی اور مہدی پاؤگے اور راہ مستقیم پر سیدھا چلانے والا پاؤگے۔

اور **ازالة الخفا** مقصد دوم صفحہ ۲۷۵ مین احادیث ذیل مین جو اصلاح سے درج کی جاتی ہین۔

واخرج الحاکم عن علی قال ان مما عھد الی النبی صلعم ان الامة ستغدر بک بعدی۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلعم لعلی اما انک ستلقی بعدی جھدا۔ | حاکم نے جناب علی سے روایت کی ہو اُنھون نے کہا آنحضرت نے مجھ سے بوثوق فرمایا ہو کہ میرے امتہ تم سے میرے بعد بے وفائی کریگی انتہی محصلاً۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہو اُنھون نے کہا آنحضرت نے فرمایا ای علی تم کو میرے بعد بہت سی مصیبتین پیش آئین گی انتہی

ابو یعلی کی جناب علی سے روایت ہو اُنھون نے فرمایا کہ آنحضرت میرا ہاتھ پکڑے مدینہ مین چل رہے تھے کہ ایک باغ مین پہنچے مین نے عرض کیا کہ یہ باغ کیا اچھا ہو آنحضرت نے فرمایا کہ جنت مین تمھارے لیے اس سے بہتر باغ ہے پھر دوسرا اور تیسرا غرض سات باغون کی مین تعریف کرتا رہا اور آنحضرت کلمہ مذکور فرماتے رہے۔

فلما خلا له الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیا قال قلت یا رسول الله مایبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لایبدونھا لک الا من بعدی۔ | لیکن جب راستہ اغیار سے خالی ہوگیا تو آنحضرت مجھے گلے لگا کر خوب چیخ چیخکر رونے لگے مین نے عرض کیا کہ آپ کیون روتے ہین آن حضرت نے فرمایا کہ لوگون کے دلون مین تمھاری طرف سے عداوت ہے جو میرے بعد تم سے دشمنی ظاہر کرینگے

مدارج النبوة شیخ عبدالحق دہلوی بیان وفات سرور کائنات مین ہو جس کا خلاصہ یہ ہو کہ آنحضرت نے جناب علی کو اپنے قرضہ کی وصیت فرمائی ایسی حالت مین کہ آپکے منہ سے کف جاری تھا

اور فرمایا ای علی تم کو میرے بعد مصیبتین پیش آئینگی لیکن تم صبر کرنا انتہی **اور اسی تاریخ اور روضۃ الاحباب** جمال الدین محدث مین ہی کہ آنحضرت نے مہاجرین سے خاصۃً یہ وصیت فرمائی کہ نیکی بجاے آرید پس خواند والعصر ان الانسان لفی خسر و این آیہ نخواند فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم (سورہ محمد) یعنے وہ وقت بہت قریب ہے کہ تم دنیا مین فساد کروگے اور رشتہ داریان قطع کردوگے انتہی

بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلعم مین ہی آنحضرت نے انصار کو یہ وصیت فرمائی

قال ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض ۔ | قریب ہی وہ زمانہ کہ تم حق تلفی دیکھوگے پس مجھسے حوض کوثر پر ملنے تک صبر کرنا انتہی

اسد الغابہ ترجمہ علی ابو علی ہیدلی سے مروی ہی جس کو انھون نے اپنے باپ سے روایت کیا ہی اُن کے باپ نے کہا کہ مین آنحضرت کی خدمت مین اُس بیماری مین گیا کہ جس مین آنحضرت کا انتقال ہوگیا اُسوقت حضرت فاطمہ بنت رسول آنحضرت کے سرہانے بیٹھی تھین وہ رونے لگین حتی کہ اُنکے رونے کی صدا بلند ہوئی آنحضرت نے پوچھا کیون روتی ہو سیدہ نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے بعد اپنے برباد ہونے کا اندیشہ ہی انتہی محصلاً

ایسی جملہ پیشین گوئیون کی نسبت بعض علماے اہلسنت کے سلف وخلف مثل امام احمد حنبل اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وغیرہ کی یہ رائے ہی کہ حضرت عائشہ وحفصہ اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی خانگی رنجشین تھین جن سے شیخین متاثر ہوتے رہتے تھے اور اُنکے سبب سے اُنکے دوست بھی مگر نفس الامر مین عداوت کی ابتدا ان حضرات سے نہین ہوئی بلکہ اس کی ابتدا زمانہ جاہلیت سے ہوئی ہے چنانچہ **تاریخ** کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷ مین ہی کہ ہاشم اور عبد الشمس دونون توام پیدا ہوئے تھے اسطرح کہ ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی سے چسپان تھی جب چھڑائی تو خون جاری ہوا تو کہا گیا کہ ان دونون مین جنگ ہوگی عبد مناف کے بڑے بیٹے ہاشم اپنے باپ کے قایم مقام قرار پائے اور تولیت خانہ کعبہ کی خدمت **سقایت** یعنے حجاج کو پانی پلانا اور خدمت **رفادت** یعنے حجاج کو کھانا کھلانا یہ حضرت ہاشم سے متعلق ہوئی اور خدمت **ندوہ** یعنے فصل خصومات قوی اور خدمت **لوا** یعنے جنگی اور فوجی کام عبد الدار برادر ہاشم کے سپرد ہوئے اور معاویہ وعثمان کے جد مورث اعلی عبد الشمس اور

وجوہ عداوت خاندان ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ

اور نوفل و مطلب کو اِن عہدون کی کوئی حصہ نہ ملا پس یہ عہدے حضرت ہاشم کے بعد اُنکے بیٹے عبد المطلب پر منتقل ہوے اور اُن کے بعد جناب ابوطالب کو یہ خدمتین حاصل ہوئین اِن وجوہ سے امیہ بن عبد الشمس کو حسد ہوا اور اُسنے چاہا کہ مین بھی ہاشم کی طرح کھانا کھلاؤن اور پانی حجاج کو پلاؤن لیکن امیہ اسکا انتظام نہ کرسکا اور جب قوم کی شماتت سے شرمندگی بڑھی تو کھسیانہ ہوکر حضرت ہاشم کو گالیان دینے لگا اور عام طور پر اطلاع عدیدی کہ ہاشم ہم سے **منافرہ** (یعنے بالمقابل اپنی کارگذاریون کو بقسم تبائین اور ہم اپنی بقسم تبائین) کرین حضرت ہاشم چونکہ امیہ بن عبد الشمس کے چچا تھے اپنی بزرگی کے سبب بھتیجے کے مقابلہ سے انکار کرتے تھے۔ مگر قریش نے مجبور کیا اور منافرہ کے لیے یہ شرط قرار پائی کہ کاہن خزاعی رئیس عسفان جس کے خلاف فیصلہ کرے وہ پچاس اونٹ ہرجلنہ کے دے اور دس سال تک جلا وطن رہے امیہ کے ساتھ اسکا خسر ہمہ بن عبد الغزی قہری بھی تھا **پس** کاہن مذکور نے سب کی سنکر فیصلے کے یہ الفاظ سنائے۔ قمر درخشان کوکب تابان ابر باران کی قسم اور اُن پرندون کی جو آسمان مین ہین اور جن نشانیون سے مسافر راہ پاتے ہین ہاشم نے کل کامون مین امیہ بن عبد الشمس پر سبقت کی اور ابوہمہ غیر شخص ہو اس فیصلہ کے بعد امیہ نے ۵۰ اونٹ دیے اور دس برس کے لیے شام کی طرف چلاگیا اور حضرت ہاشم نے اُن اونٹون کو نحر کرکے قوم کی دعوت کردی پس یہ پہلی عداوت تھی جو بنی امیہ اور بنی ہاشم مین قایم ہوئی اور اسی تاریخ و جلد کے صفحہ (۶) مین ہی

وانما قیل له هاشم لانه اول که ہاشم اِس وجہ سے ہاشم کہے جاتے تھے کہ سب من تفسیر الثرید لقومه بمکة سے پہلے اہل حجاز کو روٹی توڑکر ثرید بنوایا اور تمام واطعمه الخ قوم کو کھلایا۔ انتہی

دوسری وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبد المطلب کی کم سنی مین ان کے چچا نوفل نے بعض جائداد پر ناجائز قبضہ کرلیا۔ ہرچند بزرگان قریش سے استدعا کی گئی مگر چچا بھتیجون کے جھگڑے کے سبب بزرگان قریش نے آنا کانی دی پس حضرت عبد المطلب نے اپنے مامون کو مدینے سے بلایا وہ اَسّی جان نثار اپنے ہمراہ لائے اور نوفل کے قبضہ سے وہ زمین نکلوا کر بھانجے کے قبضہ مین دلوائی اور چلے گئے اور خاندان نوفل محتاج ہوگیا۔

تیسری وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبدالمطلب کے جوار مین ایک یہودی رہتا تھا جو بہت مالدار تھا اسکو حرب بن اُمیہ کے اغواسے صخر بن عمر جدّ ابی بکر اور عامر نے قتل کردیا جسکی مدتون حضرت عبدالمطلب کو تلاش رہی۔ آخر کار معلوم ہوا کہ عامر و صخر جدّ ابی بکر اس یہودی کے قاتل ہین اور وہ دونون حرب بن اُمیہ کی پناہ مین ہین اور حرب نے ان دونونکو چھپا دیا تھے جسکا مدتون حضرت عبدالمطلب کو مطالبہ رہا آخر کار یہ قصہ نجاشی بادشاہ کے سامنے پیش ہوا مگر وہان بھی طے نپایا انجام کار حرب نے سو اونٹ یہودی کی دیت مین دیے اور حضرت عبدالمطلب نے وہ یہودی کے ابن عم کو دیدیے۔ (تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۶) **چوتھی** وجہ عداوت چاہ زمزم پر حضرت عبدالمطلب کا قبضہ ہونا۔

پانچوین وجہ عداوت قریش اور بالخصوص بنی امیہ و بنی تیم وغیرہ نے ستانا شروع کیا تو حضرت عبدالمطلب نے بنی خزاعہ کے سردار نشر بن عمر اور ورقا کو اپنا حلیف بنالیا جو ایک قبیلہ جنگجو اور مخالف بنی امیہ تھا غرض ہر صورت سے عداوت بڑھتی چلی گئی۔

چھٹی وجہ عداوت اسلام کی پیش ہوئی اور یہ سب عداوتون سے بڑھکر نکلی اور چونکہ بنی امیہ کے حلیف بنی تیم تھے اور بنی تیم کے حلیف بنی عدی اور قاعدہ تھا کہ ہر حلیف قبیلے کے معاہدے کعبہ مین رکھے جاتے تھے۔ اس وجہ سے معاہدون کی سخت پابندی کی جایا کرتی تھی بانیوجوہ بنی امیہ و بنی تیم و بنی عدی ایک تھے اور بنی ہاشم اور بنی خزاعہ ایک **پس** اِن عداوتون کی تازگی جب اشاعت اسلام کے سبب بڑھنے لگی تو معاویہ کی پھوپھی یعنی کانڑی ام جمیل ملقب بہ حمالۃ الحطب نے اپنے پسران عتبہ و عتیبہ سے رقیہ و ام کلثوم کو طلاق دلوادی جن کی مکرر تزویج عثمان ابن عفان سے ہوئی اور اب رفتہ رفتہ آنحضرت اور مسلمانون کے مصائب بڑھنے لگے حتی کہ آنحضرت تین سال شعب ابی طالب مین زاویہ نشین رہے اور تمام قریش نے باتفاق کہہ وسہ بوجہ آنحضرت جملہ بنی ہاشم سے لین دین کلیتہً ترک کردیا نہ پانی ملتا تھا نہ لکڑی جلانیکی نہ نمک نہ غلہ نہ کپڑا اور اس ترک بیع و شریٰ کا معاہدہ کعبہ مین محفوظ کیا تھا لیکن حضرت ابوطالب علیہ السلام رفع فساد کی برابر کوشش کرتے رہے انجام کار آنحضرت نے علم نبوت سے خبر دی کہ ترک بیع و شریٰ کے معاہدے کو دیمک کھا گئی اسوقت جملہ بنی ہاشم اور بعض قبائل حجاز اور بالخصوص حضرت ابی طالب کی کوشش بلیغ سے یہ معاہدہ فسخ ہوا مگر اس رفع فساد کے تھوڑے دنون بعد حضرت ابوطالب علیہ السلام کا اور پھر حضرت خدیجۃ الکبری علیہا السلام کا انتقال ہوگیا پس اب پیغمبر خدا بے پناہ ہوگئے تاہم پیغمبر خدا ہاشمی دولت

اور حضرت سیدہ کے ورثے کی دولت سے مسلمانون کی اعانت اور دفع کفار کرتے رہے اور جب ابوجہل و عمر کے جہل سے اور فساد بڑھا تو آنحضرت نے بحکم خدا مدینہ سے ہجرت فرمائی پس آنحضرت کے سلامت نکل جانے پر کفار قریش کو صدمہ اور خوف عظیم ہوا۔

چند ماہ کے بعد آنحضرت کو خبر لگی کہ کفار قریش مسلمانونکے قتل کے واسطے مدینہ پر چڑھائی کرنے والے ہین اس ضرورت سے آنحضرت نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ ابن جحش کو چند انصار کے ہمراہ کفار قریش کے خبر لانے کے لیے بھیجا اور تاکید فرمادی کہ جنگ ہرگز نہ کرنا لیکن ابن جحش نے ماہ رجب الحرام ہی مین چار قریشون کا قافلہ جو منقی لارہا تھا اُسے لوٹ لیا اور اس مقابلہ مین عمرو بن عبداللہ حضرمی کا فر مارا گیا اگرچہ آنحضرت نے اس کافر کی دیت ادا کی لیکن قریش کی عداوت اور بڑھ گئی حتی کہ جنگ بدر قایم ہوگئی اور اسکے بعد جنگ اُحد اور اسکے بعد جنگ خندق مگران تینون معرکون مین کفار قریش کو شکست ہوئی۔

ان تینون معرکون مین حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وسعد بن ابی وقاص وطلحہ وزبیر وعبدالرحمان بن عوف کے اقرب رشتہ دار قتل ہوئے جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین اور اسی طرح معاویہ بن ابوسفیان کے عزیز قریب قتل ہوے **مثلا** عمرو بن عثمان بن کعب **و** یزید بن تمیم **و** عثمان **و** مالک برادران طلحہ بن عبیداللہ مقابلۂ اسلام پر مارے گئے اور یہ سب حضرات ابوبکر کے ہم جد رشتہ دار اور بنی عم تھے (۲) ابوالعاص ابن قیس بن عدی **و** ہشام بن امیہ **و** ابوجہل حضرت فاروق کے اقرب رشتہ دار پدری و مادری قتل ہوے (۳) معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص **و** عاص بن سعید بن العاص بن امیہ حضرت عثمان کے اقرب و ہم جد قتل ہوے (۴) عمرو بن عوف **و** عاصم بن ابی عوف حضرت عبدالرحمان بن عوف کے برادر حقیقی اور دادا قتل ہوے **اور** چونکہ سعد بن ابی وقاص ابن عوف کے بنی عم ہم جد ہین اسلیے مقتولان کو وہ ان کے بھی قرب رشتہ دار تھے (۵) حنظلہ ابن ابی سفیان **ولید** بن عقبہ **و** عامر بن عبداللہ **و** عقبہ بن ربیعہ **و** شیبہ بن ربیعہ یہ سب حضرات عثمان کے ننھیالی اور جدی رشتہ دار تھے اور معاویہ بن ابی سفیان کے حقیقی برادر اور نانا اور ماموں تھے یہ سب قتل ہوے اور ان کے علاوہ اور سرداران قریش ولید بن عقبہ **و** امیہ بن خلف **و** عقبہ بن ابی معیط **و**

عمارہ بن الولید عاشقان ہندہ زوجہ ابوسفیان یہ سب قتل ہوے ان مین سے سات سرداران قریش نامی گرامی وہ ہین جو بدر کے قلیب نامی کنوین مین ڈالدیے گئے (بخاری کتاب مناقب باب ہجرۃ النبی)

اِن مین سے اکثر و بیشتر جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھون قتل ہوے اور یہ وہ ہی مقتول حضرت فاروق کے حجوان تھے جن کے لیے جناب ممدوح عتبان بن مالک کی ضیافت منزل مین اسود بن یعفر کا نوحہ پڑھکر خوب روئے تھے جس رونے کی تفصیل حصہ اول مین گذری اور اسیران بدر کے بارے مین حضرت فاروق کی جو یہ رائے تھی کہ ہر مسلمان اپنے کا قرابتدار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تو حضرت فاروق ان ہی اپنے حجوانون کا بدلہ چاہتے تھے

قصہ کوتاہ جنگ مریسع بدر۔ احد۔ خندق۔ خیبر۔ حنین۔ تبوک کے مقتولون اور بنی قریضہ اور بنی النضیر کی خانہ بربادون اور بعض مندرونکے پجاریون کی قساوت اور بالخصوص بنی تیم و عدی و بنی امیہ کے حسد نے عداوت قدیم کو چار چاند لگادیے تھے لیکن جب پیغمبر خدا نے بنی امیہ و بنی تیم و بنی عدی و بنی ثقیف و بنی غطفان وغیرہم کا قلع قمع کرنا چاہا اور مشرکین کے جہاد کے علاوہ منافقین مذکورہ سے بھی جہاد کرنے کا حکم آگیا یعنے آیہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین نازل ہوگیا تو اہتمام پورا ہونے پایا تھا کہ آپکا انتقال ہی ہوگیا جسکی تعمیل نفس پیغمبر نے جنگ جمل و صفین و نہروان مین پوری کی چنانچہ اوپر کے بیان عداوت قدیم کا اجمالی اشارہ امام غزالی کی کتاب سر العالمین فی کشف ما فی الدارین کے صفہ ۹ مین درج ہے وہ فرماتے ہین کہ

واجمع الجماھیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم (قال علیہ السلام) من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لك یا ابا الحسن اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ فھذا تسلیم و رضی و تحکیم ثم بعد ذلك غلب الھوی لحب

جمہور علماے اہلسنت نے حدیث غدیر خم کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس کا مین مالک ہون علی بھی اُسکے مالک ہین پس عمر نے کہا مُبارک ہو مُبارک ہو اے علی کہ تم کل مومنین و مومنات کے مالک ہوگئے پس اُسوقت اس حکم رسول کو سبنے قبول کرلیا اور حکومت علی سے سب لوگ راضی ہوگئے اسکے بعد سینے

الریاسۃ وحملعمود الخلافۃ وعقد اللبنود وخفقان الهواء فی قعقعۃ الرایات واشتباك ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاهم كأس الهواء فحملهم الی الخلافۃ فعادوا الی الخلاف الاول فینذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون -

انتقال پیغمبر کے بعد محبت حکومت نے غلبہ کیا اور بالراس حکومت پر حملہ اور خلافت کا ہاتھ آنا اور دنیا و امصار مین حکومت کا جھنڈا گڑ جانا علم کے پھریرون کا ہوا مین اڑنا سوارونکا جلوس مین چلنا گھوڑونکی ٹاپون کا مشتعل حال کے معلوم ہونا شہرونکا فتح ہونا ان سب خیالات نے ان کو یعنی شیخین کو جام خواہش نفسانی پلادیا پس انھون نے خلافت پر حملہ کیا اور (جیسے قبل قبول اسلام مخالف ظاہر تھے) ویسے ہی دشمن ظاہر ہوگئے اور اس عہد شکنی (جو غدیر خم پر کی تھی) کے بدلے مین ادنی چیز کو خرید لیس کیا بری چیز خریدی - انتہی محصلاً

نفس الامر مین پیغمبر خدا کا خاتمہ خاندان ابوبکر کے ہاتھون شوال سنہ ہجری مین بمقام عقبہ ہو جاتا کیونکہ حضرت عائشہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ یوم احد سے بڑھکر بھی آپ پر کوئی مصیبت پڑی ہے

قال لقد لقیت من قومك ما لقیت وكان اشد ما لقیت منهم یوم العقبۃ (بخاری كتاب بدء الخلق باب اذا قال احدكم (عینی کی آٹھوین حدیث)

آپنے فرمایا تیری قوم کی طرف سے جو مصائب پڑے مین ان کو میرا دل ہی جانتا ہو سب سے زیادہ مصیبت کا دن عقبہ کا تھا - انتہی

لیکن عقبہ سے بچے تو کیا ہوا تین ماہ بعد زہر سے تمام کر دیے گئے (دیکھو مشارق الانوار باب الثالث اور بخاری جزو ثالث کتاب الطب باب الدود) چونکہ اسوقت عوام کو حکومت کی تبدیل کا انتشار تھا کہ دیکھیے اب حکومت کی باگ کس کے ہاتھ رہتی ہو اور اس انقراض سلطنت سے کیا کیا فساد پیدا ہوتے ہین اور مہاجرین و انصار کو اپنی اپنی حکومت ہونے کی خواہش تھی اس وجہ تمام دوکانات بند ہڑتال ہوگئی تھی نہ سقہ میسر تھا نہ کفن نہ گورکن کیونکہ تمام ساکنان مدینہ سقیفہ مین بنی ساعدہ پہنچکر خلافت کی بحث مین بدل مصروف تھے اور دو رات دو دن سب وہین رہے اور زہر خورانی کے سبب میت بکس گئی اور پیٹ پھول گیا تھا جو تون نہلا کر کفن تو پہنا دیا مگر

جنازہ نہ اٹھ سکا آخر کار جہان میت تھی وہین قبر کھود کر جناب علی و عباس اور ایک غلام نے تیسرے دن دفن کر دیا اور تین دن بعد مع حوالی و موالی ابوبکر خلیفہ ہو کر واپس آئے اور یارون[1] مین یہ سب سے زیادہ حقدار خلافت اس وجہ سے تسلیم کیے گئے کہ سب سے زیادہ انکے اقرب و ہم جد رشتہ دار بمقابلہ اسلام مارے گئے تھے جس کی وجہ سے چارون مین زیادہ غمزدہ یہ ہی رہتے تھے۔

فی الحقیقۃ بعد آنحضرت اسلام اور دینداروں کے لیے یہ ایسا خوفناک زمانہ تھا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام حسب وصیت پیغمبر صبر نہ فرماتے تو اسلام اور مومنین دونوں کا خاتمہ ہو جاتا اور بعد جنگ مغلوبیہ حسب قاعدہ عرب آنحضرت کی بعض ازواج اور جناب فاطمۃ الزہرا لونڈیاں بنائی جاتیں اور حسنین علیہم السلام غلام بنائے جاتے اور ان سب سے حسب رواج عرب برتاؤ کیا جاتا اور خاتمہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے بعد جیسے بت پرستان ہند پراچیت ہوم یعنی گنہگاری کا کھانا برہمنوں کو کھلا کر اور گائے کا گوبر اور پیشاب کھا پی کر از سر نو پکے ہندو بنجاتے ہیں ویسے ہی بنی تیم و عدی و امیہ و غطفان وغیرہ قبائل اپنے آبائی مذہب کی طرف عود کر جاتے لیکن جناب امیر علیہ السلام نے اپنے دعاوی خلافت اور جناب سیدہ نے ہبہ فدک و حق میراث و خمس خیبر پر خاک ڈالی اور رسول اللہ کی عزت ظاہری کو بگڑنے نہ دیا اور عود کفر کے اندیشہ سے جناب سیدہ نے رو رو کر اپنی جان دے دی اور جناب علی نے بخوف عود کفر اپنے منہ پر مہر خاموشی لگالی پس بقاء اسلام کی خاطر ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و طلحہ و زبیر و سعد و عبدالرحمن و ابوعبیدہ و سالم و عائشہ و حفصہ کے اسلام ظاہری کو غنیمت جانا کیونکہ مخالف اسلام کی پارٹیوں میں یہ ہی پارٹی بہت زبردست تھی اور ان کے بعد بنی امیہ کی پارٹی چنانچہ شیخین یعنی پارٹی اول کے عود کفر کے اندیشے کی روایت **استیعاب** حرف الرباب الرفاعہ اور **المناقب** صدر الائمہ ابوالموید الموفق بن احمد بن محمد المکی الخوارزمی معروف بہ اخطب خوارزم میں ابی طفیل عامر بن واثلہ کی سند سے روایت ہے۔ ابی طفیل فرماتے ہیں کہ میں بروز شوریٰ یعنے جلسہ تقرر خلافت بحکم عمر اور دلانے

[1] ابوبکر عثمان۔ عمر ابوعبیدہ سالم غلام خدیفہ یہ چار یار ہیں جنھوں نے خاندان رسالت میں سلطنت نہ قایم ہونے کا بیڑا اٹھایا تھا اور اس معاہدے کو خانہ کعبہ میں محفوظ کیا تھا ۱۲

پر مکرر اتھا کہ آوازین بلند ہوئین

عن ابی طفیل عامر بن واثلہ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینھم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابابکر وانا واللہ اولی بالامر منہ واحق فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا او یضرب بعضھم رقاب بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر بعمر وانا واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا الخ

مین نے سنا جناب علی فرماتے تھے کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ مین اس سے افضل تھا اور زیادہ حقدار پس مین نے اس سبب سے سب کا کہا سنا اور مانا کہ لوگ کافر ہوکر آپس مین لڑنہ مرین پھر ابوبکر نے عمر کی بیعت کرائی حالانکہ مین اس سے بہتر تھا پس مین نے سب کا کہنا سنا اور مانا اس خوف سے کہ لوگ کافر نہ ہوجائین اب تم ارادہ کرتے ہو کہ عثمان خلیفہ ہوجائین تو مین اب بھی سن لونگا اور مان لونگا انتہی محصلاً

عود کفر کی روایت تو بعض ضعیف التحقیق اہل سنت نے لکھی ہے مگر بعض محققین کامل نے کفر فاروق کی بھی روایت لکھی ہے چنانچہ ابوبکر بلاذری جو علماے مشہورہ اہلسنت سے ہین۔ انھون نے **تاریخ کبیر** چالیس جلدون مین لکھی تھی اب وہ ناپید ہے اور فتوح البلدان بلاذری جو اب مطبوعہ ملتی ہے یہ اوسی تاریخ کبیر کا اختصار ہے صاحب کشف الظنون نے اپنی تالیف مذکور مین اُسی تاریخ کبیر کی تعریف لکھی ہے (مقدمہ مختصر فتوح البلدان بلاذری صکہ) اور صاحب انوار النعمانیہ نے تاریخ کبیر مذکور سے کفر فاروق ثابت کیا ہے۔ چنانچہ **عبداللہ** ابن عمر نے جب جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور اہلبیت رسول کی بربادی پر افسوس ظاہر کرکے یزید پر طعن کیا تو یزید نے عمر ابن خطاب اور معاویہ بن ابی سفیان کے عہدنامے کی نقل بھیجی جس کا عنوان ان الفاظ سے ہے۔

فبعث الی عبداللہ ابن عمر ما کتبہ ابوہ الی معاویۃ ھذا عہد من عمر بن الخطاب الی معاویۃ بن ابی سفیان **اعلم ان محمد** قد جاء بالافک والسحر ومنعنا من اللات

پس بھیجا یزید نے عبداللہ ابن عمر کی طرف وہ (عہدنامہ) جو اُن کے باپ نے معاویہ بن ابی سفیان کی طرف لکھا تھا۔ **جان تو** اے معاویہ محمد بیشک بہتان لاے اور جادو اور ہم کو لات وعزی کی

والعزیٰ وحول وجوهنا الی الکعبة التی یوهمانه قبلة	پرستش سے منع کیا اور ہمارا مونھ کعبہ کی طرف اس
الاسلامیة فکان هذا من غایة غلوه وعلوه ومهارته فی	وہم سے پھیرا کہ وہ قبلہ اسلام ہے یہ تھا ان کا غلو
السحر بارزة علی موسی وعیسیٰ کافة بنی اسرائیل ونحن علی	اور جاہ طلبی اور جادو مین ان کی مہارت ایسی
الدین کنا قبل ذلک وما ترکنا اللات والهبل ولما توفی محمد	تھی جو کہ فوقیت لیگئی تھی عیسے وموسے پر اور کافہ
توطینا معاربعین من اهل نحلتنا وشهدنا انه قال الائمة	بنی اسرائیل کو اور ہم ویسے ہی رہے جیسے پہلے تھے
من قریش وعزلنا علیا من الخلافة التی فوضها الیه وجعلها	اور ہم نے لات وہبل کو نہین چھوڑا اور جب محمد مرگئے
مخصوصة ثم کتفنا واخرجنا به الی ابی بکر وامرنا الناس	تو ہم نے روندڈالا اپنے چالیس جتھے والونکی جماعت
ببیعتہ وکنا نظاهر بسنة محمد لئلا یهربا لناس عنا ولکنا فی	سے اور ہم نے گواہی دی کہ امام قریش سے ہونگے
باطن الامر علی الدین الذی کنا قبل ذلک انتقمنا من اولاده و	اور ہم نے معزول کیا علی کو خلافت سے جو اسکو سونپنے
ذریته علی حسب طاقتنا وقدرتنا واما انت یا معاویة فاو	سونپ دی تھی اور اُسکے لیے مخصوص کردی تھی پھر ہم نے اسکی
ان لا تسامح فیها واقتل من اولاده واحفاده ما اتصل	مشکین کس لین اور نکال لائے اسکو اُسکے گھر سے اور اُسکو ابوبکر کے
الیه یدک وقدرتک وان لم تقدر بعلی استیصال شرهم مد خوفا	پاس بیعت کے لیے لے گئے درحالیکہ ہم ظاہر کرتے تھے
من تنفر الناس وتباعدهم منک وخروجهم علیک فلتکن	سنت محمد کو تاکہ لوگ ہم سے بھاگ نہ جائین لیکن
فی باطن الامر علی دفعهم وازالتهم عن مقامهم وانحطاط	باطن مین ہمارا وہی عقیدہ تھا کہ جسپر ہم پہلے سے
مراتبهم ولا تذهب محبة اللات والعزیٰ عن قلبک فانها	تھے پھر اُسکے بعد ہم نے بدلا لیا اُسکی (محمد) اولاد اور
طریقنا وطریق اٰباءنا وانا علیٰ اٰثارهم مقتدون۔	ذریت سے حسب لیاقت اور اپنی قدرت کے مطابق

اور خبردار ہو تو اے معاویہ پس مین وصیت کرتا ہون تجھے کہ نہ سستی کر تو اس کام (قتل علی) مین اور قتل کر تو اسکے بیٹے اور پوتون کو جہانتک لگ جائین اور اگر تجھے قدرت نہ ہو اس گروہ کے استیصال کی اس اندیشہ سے کہ لوگ تجھ سے نفرت کرین اور دور ہو جائین اور تجھپر خروج کرین تو تو باطن مین اس کام کا کرنے والا رہ تاکہ ان کو دفع کرسکے اور گرادے تو اُنکو ان کے مقام سے اور ان کے مرتبہ مین کمی کر اور محبت لات وعزیٰ کی دل سے نہ نکال بیشک وہی ہمارا اور ہمارے آباء کا طریق ہے اور ہم اُن ہی نشانون کے پیرو ہین انتہی محصلاً

اس ارتداد کا دوسرا ثبوت درمنثور جلد دوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۹۲ تحت آیۃ یا ایها الذین

امنوا من یرتد منکم عن دینہ - مین ہے کہ جب آیہ مذکور نازل ہوا تو حضرت فاروق نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم اس آیہ کے مصداق ہین اور ہماری قوم

قال عمر افانا وقومی هم یا رسول الله قال هذا وقومه یعنی ابا موسی اشعری	آپنے فرمایا یہ اور اسکی قوم اور اشارہ کیا ابو موسے اشعری کی طرف انتہی

پس ان اسناد جید کی تطبیق **توریت** یشعیاہ نبی کی کتاب کی پیشین گوئی سے کر لینی چاہیے تا کہ اطمینان ہو جاے چنانچہ کتاب مذکور کے باب ۵۲-۵۳ مین افضل المرسلین خاتم النبیین کی نسبت یہ پیشین گوئیان درج ہین جو ہم نے خود دیکھکر لکھی تھین دیکھو میرا بندہ اقبال مند ہوگا۔ وہ کونپل کی طرح خشک زمین سے پھوٹ نکلا اور وہ نہایت ستایا گیا تو بھی اُسنے اپنا منہ نہ کھولا وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اوسکی عمر دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اُس کے ساتھ برآے گی اور وہ زور آورون کو مال تقسیم کرے گا اور وہ اپنی جان کا دکھ اُٹھا کر سیر ہوگا اور اُس کی قبر شریرین مین ہوگی۔ **یہ سب** پیشین گوئیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منطبق ہوتی ہین یعنی خشک زمین مکہ سے آنحضرت کا پیدا ہونا۔ کفار قریش سے ستایا جانا اور جناب سیدہ اور آپ سے حسنین وزینب وام کلثوم علیہم السلام کا پیدا ہونا اور خاص پیغمبر خدا کے لیے غنیمت کا حلال ہونا اور شریرون مین قبر کا ہونا۔ **لیکن** ہر دفعہ توریت جو چھپتی ہے تو اب یہ آیات ان الفاظ کے ساتھ نہین ملتین۔ مگر تاہم سنہ ۱۸۷۱ عیسوی واقع اکسفورڈ انگلستان کی توریت عربی صفحہ ۵۰۲ مین یہ عبارت موجود ہے وجعل مع الاشرار قبرہ یعنے اسکی قبر شریرون کے درمیان ہوگی باب ۵۳ آیت ۹) یہ اسانید کفر فاروق بلکہ کفر ثلاثہ کے وہ جید ہین کہ سوائے جاہل کے کوئی انکار نہین کر سکتا کیونکہ یہ سب ایک تن من اور ہم نوالے ہم پیالے تھے۔ چونکہ پارٹی اول سب ہم عقیدہ اور ہمراے تھی **پس** حضرت فاروق کے عقائد اور اسلامی درجہ معلوم ہونے کے بعد معاویہ بن ابو سفیان کا عقیدہ اور درجہ اسلامی ملاحظہ فرمایا جاے۔

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر مروج الذہب چھپی ہے اسکے صفحہ ۷۶ پر ایک صحابی رسول کے خط کی نقل ہے جو معاویہ کے نام ہے وھو ہذا

وانت اللعین بن اللعین لم تزل انت	اے معاویہ تو ملعون ابن ملعون ہے تم دونون

وابولك تبغيان لرسول الله صلعم الغوائل وتجهدان فی اطفاء نور الله تجمعان علی ذلك الجموع وتبذلان فيه المال وتوليان عليه القبائل علی ذلك مات ابوك و عليه خليفة وان شهيد عليك و من تدنی وملجاء اليك من بقية الاحزاب ورؤساء النفاق۔	باپ بیٹے ہمیشہ رسول اللہ سے لڑتے رہے اور نور خدا کے بجھانے مین کوشش کرتے رہے اور مال خرچ کرتے اور قبائل عرب کو بھڑکاتے رہے اسی حالت مین تیرا باپ مرگیا اور تو اسکا جانشین اور نمونہ ہے کہ اس گروہ کا بقیہ تیرے پاس جمع ہوتا ہوا اور روساے نفاق کا مجمع رہتا ہو انتہی محصلاً

اسی تاریخ کامل کے حاشیہ جلد ششم صفوہ ۸ پر مروج الذہب مین قیس بن سعد صحابی کا خط معاویہ کے نام کا ہے۔

فكتب اليه قيس بن سعد اما بعد فانما انت وثنی ابن وثنی دخلت فی الاسلام كرها وخرجت منه طوعا لم يقدم ايمانك ولم يحدث نفاقك وقد كان ابی اوتر قوسه ورمی عرضه فشعب به من لم يبلغ عقبه ولاشق غباره ونحن انصار الدين الذی منه خرجت واعداء الدين الذی فيه دخلت۔	اوسمین لکھا ہوا ہے معاویہ تو بت پرست پسر بت پرست ہے تو مجبور ہوکر اسلام لایا اور بخوشی اسلام سے خارج ہو گیا تیرا اسلام تو پرانا نہین تھا مگر نفاق پرانا تھا اور بیشک ہمارے باپ نے اپنی کمان پر چلہ چڑھایا اور نشانہ لگایا تھا پس ایسے کو زخمی کیا جو اسکے پیچھے نہ پہنچ سکا اور نہ اسکے غبار کو پھاڑ سکا اور ہم لوگ انصار دین ہین اس دین کے جس سے تو نکل گیا اور دشمن ہین اس دین کے جس مین تو داخل ہوا انتہی محصلاً

الغرض یہ پانچ اسانید عمر بن خطاب اور معاویہ بن ابی سفیان کے ارتداد کے ہین جو اہلسنت کے خلفاء ثلاثہ اور ان کے مداح دوستون کے ارتداد پر حاوی ہین اور یہ ایسی بین ثبوت ہین کہ ان کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہین چونکہ اظہار اسلام سے شیخین اور ان کے مشیر دوستون کو خلافت کا استحکام اور منافقت کا اخفا بالبداہت معلوم ہو چکا تھا اور مسلمان ہونے کی شہرت مکر تبدیل مذہب کی مانع تھی باین لحاظ ایسے اسلام نما مسلمانون نے بعد حصول خلافت وہ روش اختیار کی جو اس زمانہ کے وینداروں کا شعار ظاہری تھا پس اہلسنت وجماعت

ہی طریق و شعار ظاہری کے برتنے پر خلفاء ثلثہ اور معاویہ وغیرہم کو سچا مسلمان اور پکا محب رسول جانتے ہین جو برعکس ہو اور یہی برعکس کے سبب شیخین کا ایمان ثابت نہین کرسکتے اور جو اِن لوگون اور بالخصوص معاویہ کی بدیہی خطیات ہین انکو جناب مظہر العجائب صاحب علم لدنی قاسم جنت و نار کے مقابلہ مین خطاے اجتہادی بتایا جاتا ہو اور پھر اس شد و مد سے بنظر رفع دخل معاذ اللہ انبیا اور برادران یوسف کی خطیات پیش کیجاتی ہین جسپر سواے افسوس کے اور کیا کہا جاسکتا ہی المختصر اُن پرانی اور نئی عداوتو نکے عمل سے پہلے خلافت غصب کیگئی کیونکہ ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و سالم چار یار کا غصب خلافت کا معاہدہ خانہ کعبہ مین رکھوا دیا گیا تھا جسکے کاتب عثمان بن عفان تھے پھر عداوت عرب کے قانون کے مطابق رسول اللہ کا مال صدقہ قرار دیدیا گیا اور بجاے اداے تعزیت و فاتحہ خوانی کے رسول اللہ کی تمام سلطنت و صفایا اور فے بلکہ سواریون کے جانور لباس و تسبیح و جانماز و انگوٹھی وغیرہ سب چھین لین اور تحائف شاہان و حکامان اطراف حجاز وغیرہ پر بھی قبضہ کیا گیا صرف کھانے پکانے کے برتن اور لونڈی غلام اور سکونتی مکانات چھوڑ دیے گئے پس اس تاریخ سے مذہب **نصب** کی بنیاد قائم اور عترت رسول بلکہ خود رسول کی ہجو شروع ہوگئی جسکو سب و شتم کہا جاتا ہو اور وہ سب و شتم یعنی ہجو رسول آجتک ہر اہلسنت کی ہر مذہبی کتاب مین موجود ہو حتے کہ رسول اللہ کی اقدام مرتا کی حدیث تک بخاری کتاب الطلاق باب ہل یواجہ الرجل من امرأتہ بالطلاق مین موجود ہے اور خلفاے ثلاثہ مین سے کسی کے ایسے قصص موجود نہین۔

پھر خانہ سوزی سیدہ و استقاط حمل حضرت محسن و گرفتاری علی و ایماے قتل علی و ضبطی خیبر و فدک و غصب میراث پیغمبر سے اسلامی دنیا مین عداوتون کا ظہور شروع ہوا اور اُن ہی بنیادون پر جنگ جمل و صفین و نہروان قایم ہوئی اور حسنین علیہما السلام کی شہادتین پیش آئین جنکے سبب سے صاحبان عرفان راسخ الایمان شیخین وغیرہم کی عداوتون سے آگاہ ہوکر تائب ہوتے رہے اور جاہل اسلام نامسلمان بندہ شیخین بنے رہے جن کے مقلد آجتک کرورون کی تعداد مین موجود ہین اگرچہ بنی ہاشم کا ہاشمی جوش اور ان کی خاندانی جرأتین برسون مقابلہ کرتی رہین مگر خلافت کی زبردست پارٹی نے نونہالان پیغمبر کو ایسا مٹا دیا تھا کہ پھر دنیا مین بنی ہاشم اور بنی فاطمہ بلکہ ان کے محب تک آسودگی سے بسر نہ کرسکے حتے کہ آج ۱۳۴۳ھ ہے۔ لیکن آجتک پیروان علی اُن عداوتون اور بربادیون سے قطع نظر خون حسین کا بدلا نہ لے سکے بلکہ اس وحشی زمانے اور آزاد سلطنت مین بھی شہید مظلوم کی من مانی عزاداری کو ترستے ہین۔

اِس کا یا پلٹ کی وجہ وجیہہ یہ ہی ہوئی کہ اسلام نما دشمن جس چالاکی اور فریب سے
کامیاب ہوئے تھے انھون نے اور اُن کے جانشینون نے اُسی فریب کو اپنی مدتہاے
خلافت مین بلباس اسلامی جمہور کا عقیدہ بنا دیا تھا اور مقلدان اولی اور اُن کے پیرو اور
اُن سب کی نسلین نافہمی سے اُسی جبل پر ایسی مستقیم ہوگئین کہ اگر آج خدا صاحب بھی تشریف
لاکر اُس تشریع سے باز رکھنا چاہین تو ممکن نہین

استیصال عداوت قریش اور ازالہ عناد قبائل حجاز وغیرہ کے لیے پیغمبر خدا اور
جناب علی نے بہت سی موثر تدابیر فرمائین اور بہت چاہا کہ بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ و بنی غطفان
اور بنی اسد و بنی ثقیف و بنی سلیم و بنی حنیف وغیرہم کے طالب قصاص کسی نہ کسی طرح راضی
ہوجائین اور اسی طرح غیر اللہ کے پجاری اپنے معابدون کی توہین اور اوقافون کی ضبطی اور
لوٹ کے نقصانات بھول جائین لیکن پیغمبر خدا کی کمی حیات کے سبب وہ سب تدابیر ناقص رہین
اور بصیغہ راز مدت حکومت اور وسعت سلطنت کے ساتھ ساتھ دشمنان رسول کا حسد بڑھتا گیا
جو اُن کی جبلّت مین ودیعت تھا - بلکہ ان مسلمان شہیدون کے پس ماندگان کا گروہ بھی اپنی شہید
اولاد یا عزیزون کے غم وہم کے سبب موقع کے منتظر رہے جو اعانت اسلام مین شہید ہو چکے تھے -

اگرچہ پیغمبر خدا نے ان جملہ اقسام کے دشمنون کو اُن کے حق سے بہت زیادہ غنیمت دینی اغنیا
کی اور دشمنون کو بکثرت قطعات و جاگیرات و انعامات و زر نقد دیا اور بالخصوص معاویہ
کے باپ ابوسفیان کو (بخاری وغیرہ) اور اُنپر طرح طرح کے ایثار کیے یعنی اُن کو مالی اور فوجی
عہدے بھی دیے اور بنظر تالیف قلوب عمدہ خطابات بھی عنایت کیے مگر بات نہ بنی - چونکہ
قیام وقت عترت کے لیے آیات مثلاً[۱] لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی و انما[۲]
ولیکم اللہ و رسولہ الخ و یرید[۳] اللہ لیذہب عنکم الرجس الخ و[۴] ابناءنا و ابناءکم و

[۱] اے پیغمبر کہو کہ مین تمسے اجر رسالت نہین چاہتا مگر اپنے اقربا کی مودت چاہتا ہون اور جو ایسا کرے ہم اوسکی
نیکیان بڑھا دینگے - سورۂ شوریٰ رکوع ۳ [۲] اللہ اور رسول ہی تمہارا ولی اور حاکم ہے اور وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہین
اور حالت رکوع مین زکوۃ دیتے ہین (سورہ مائدہ رکوع ۸) [۳] اللہ ارادہ کرتا ہی کہ اے اہلبیت رسول تمسے ہر نجس کو
دور رکھے اور جیسا پاک کرنیکا حق ہی پاک کریگا [۴] پس کہہ تو اے محمد بلائین ہم اپنے بیٹون کو اور تم اپنے بیٹون کو و

نساءنا ونساءکم الخ و وقفوھم انھم مسئولون و اولئک ھم خیر البریۃ و فانصب والیٰ ربک فارغب و یاایھا الرسول بلغ الخ و اتممت علیکم نعمتی وغیرہ نازل ہوئی تھین تو اُن ہی کی تائید مین آنحضرتؐ نے بکثرت احادیث اور بالخصوص حدیث سفینہ و حدیث ثقلین و حدیث تشبیہ و حدیث نور و حدیث ولایت مختلف مکان و زبان مین ارشاد فرمائین لیکن جاہل دشمنون نے ان سب آیات واحادیث کو جعلی و مصنوعی سمجھا اور موقع کے منتظر رہے صرف جمعہ وجماعت کی حاضری اور یا رسول اللہ کی ندائے بلند سے اپنی اپنی عداوت و منافقت چھپاتے رہے **پس** فراست ایمانی اور تتبع کتب کثیرہ اور قرائن عقلی سے معلوم ہوتا ہے کہ تقلیح و تفضیح منافقین مین جسقدر سور مثل سورۂ منافقین و سورۂ محمد و احزاب و سورۂ توبہ وغیرہ اور آیات مثل ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ والیوم الاخر وما ھم بمومنین اور اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون وغیرہ وغیرہ نازل ہوئین وہ ان ہی بنی تیم وعدی وامیہ وثقیف وغطفان و زہرا واسد کے حق مین مع اسماء ابوین نازل ہوئی تھین جنکے نام مع اسماء آباء تھے لیکن ترتیب و جمع قرآن کے وقت نکالدیے گئے (دیکھو معالم التنزیل سورۂ توبہ تحت آیہ یحذر المنفقون) عن ابن عباس انزل اللہ تعالیٰ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائھم و اسماء ابائھم یعنے اللہ تعالیٰ نے ستر منافقین کے نام اونکے باپون کے نام کے ساتھ نازل فرمائے تھے۔

جب تمام تدابیر اور انعامات کثیر اور عطیات جاگیر وعفو جمیل واحسانات جزیل وعہدہاے جلیل کا اثر پیغمبر خدا نے اون منافقون مین نہ پایا بلکہ ہر ایک منافق مہاجر و انصار بنی ہاشم کو دیکھ کر سلسلۂ کلام قطع کرنے لگا جو حضرت عباس سے مروی ہے (صحیحین)

بقیہ صفحہ ماقبل۔ ہم اپنی عورتون کو اور تم اپنی عورتون کو اور پھر مباہلہ کرین ؎ سورہ صفت اور کھڑا کرو انکو تحقیق وہ پوچھے جائینگے ؎ (سورہ بینہ) یہی لوگ بہترین خلق ہین ؎ سورہ انشراح جب فارغ ہو تو پس بٹھا اپنی جگہ خلیفہ ؎ سورہ مائدہ رکوع ۹۔ اے پیغمبر پہنچا دے جو حکم تیرے رب کیطرف سے بھیجا گیا ہے اور اگر نہ ادا ے رسالت کی تو تو نے نہ پہونچایا حکم خدا ؎ سورۂ مائدہ رکوع ۱۔ مینے آج تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تمپر پوری کردی اور راضی ہوا تمہارے لیے دین اسلام کو انتہیٰ۔

اور پھر اون ہی ایام مین آنحضرت کے انتقال سے دو سال قبل فرشتگان مقرب آپکی رحلت کے اخبار غیب پہنچانے لگے اور اللہ جل ذکرہ نے بھی فرما دیا کہ اے پیغمبر ہدایت

لیس علیک ھدٰھم ولٰکن اللہ یھدی من یشاء۔ (سورہ انعام) | کرنے کا ذمہ تمہارا نہین لیکن خدا جسے چاہے ہدایت کرے۔

دوم ملعونان دنیا کے یہ پتے بھی بتا دیے کہ ہمنے ایسے بھی امام بنائے ہین جو دوزخ کی

وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین (سورہ قصص رکوع) | طرف بلاتے ہین اور قیامت مین انکی مدد نہین کیجائیگی (اور دنیا مین انکی شناخت یہ ہے) کہ ہمنے اسی دنیا مین اونکے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت مین وہ بُرے حالون سے ہونگے انتہیٰ۔

پس ایسے ارشادات مفصل کی بنا پر آنحضرت نے مختلف معانی ومطالب ور واقعات دنیا وما فیہا کی نسبت پشینگوئیان بیان فرمانی شروع کین جو صحاح وغیر صحاح مین درج ہین انجملہ اون ہی ایام مین آنحضرت نے جناب علی علیہ السلام کے مصائب اور اکثر صحابہ کی مخالفت کے اخبار غیب بھی ظاہر فرمائے جو عنوان مضمون مین بیان کیے گئے اور اوسی غم والم مین ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جنکے سبب سے دشمنان بنی ہاشم اور موذیان عترت کا دینی وقار برباد بلکہ اون کا ہونا بھی ثابت ہوجائے اور یہ جو علامات بتا دین کہ موذیان عترت ولد الزنا ہونگے یا منافق ہونگے یا حیضی بچے چنانچہ وہ احادیث نقل کیجاتی ہین۔

احادیث معیار عداوت عترت

صواعق محرقہ ابن حجر مکی کے صفحہ ۱۳۷ مین ہے آنحضرت نے فرمایا جس نے

واخرج ابو الشیخ والدیلمی قال (علیہ السلام) من لم یعرف حق عترتی والانصار فھو احد من الثلثۃ اما منافق واما ولد الزانیۃ واما حملتہ امہ فی غیر طھر | میری عترت اور انصار کا حق نہ پہچانا وہ تین قسم مین سے ایک قسم کا ضرور ہوگا وہ منافق ہوگا یا ولد الزنا یا حیضی بچہ انتہیٰ۔

مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کی مودۃ ثانیہ مین حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا جو ہم اہلبیت سے محبت رکھے اوسکو چاہیے کہ وہ خدا کی بہترین نعمت کا شکر کرے لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت اولی النعم کیا ہے آپ نے فرمایا نسب کا پاکیزہ ہونا اور ہم سے محبت نہین رکھتا مگر ولد الحلال انتہی محصلاً

قال من احبنا اهل البیت یحمد الله اولی النعم قیل و ما اولی النعم قال طیب الولادة و لا یحبنا الا من طاب ولادته

اسی کتاب کی مودۃ ششم مین پیغمبر خدا کے غلام ابو رافع سے مروی ہے اونے کہا آنحضرت نے فرمایا جس نے علی کا حق نہ پہچانا وہ تین قسم مین سے ایک قسم کا ضرور ہوگا یا ولد الزنا ہوگا یا حیضی بچہ ہوگا یا منافق انتہا۔

قال من لم یعرف حق علی فهو احد من الثلثة اما الزنیة او حملة امه من غیر طهر او منافق

نہایہ ابن اثیر مین جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہم سے محبت نہین رکھتا ولد الزنا ور جسکو علت ابنہ ہو انتہی۔

قال الامام جعفر الصادق علیه السلام لا یحب منا ولد الزنا و ذو رحم منکوسة

حصن حصین سے صاحب اسنی المطالب نے بروایت عبادۃ بن الصامت لکھا ہے عبادہ فرماتے ہین کہ ہم لوگ اپنی اولاد کے حلالی ہونے کی جانچ محبت علی پر کر لیا کرتے تھے اور یہ جان لیتے تھے کہ یہ ہماری اولاد ہے یا غیر کی اور غیر رشد بکسر راء و شین معجمہ ساکن کے معنے قدیم سے ولد الزنا کے ہین اور آجتک بھی اور جناب علی سے ولد الزنا محبت نہین رکھتا صاحب اسنی المطالب کہتے ہین ہین کہ ہم نے اسی مضمون کی حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے انتہی محصلاً

وعن عبادة بن الصامت قال کنا ننقد اولادنا بحب علی بن ابی طالب علمنا انه لیس منا و انه لغیر رشدة هو بکسر الراء و اسکان الشین المعجمة ولد الزناء و هو مشهور من قدیم والی الیوم و انه ما یبغض علیا الا ولد الزناء و روینا ذلك ایضا ابی سعید الخدری رضی الله عنه

صواعق محرقہ اور ترمذی جلد دوم مین ابو سعید خدری سے اور مودۃ القربیٰ مین جابر انصاری سے روایت ہے انھون نے

کنا نعرف المنافقین ببغضهم علیا

فرمایا کہ ہم لوگ منافق کو بغض علی سے پہچان لیا کرتے تھے انتہا۔
ہدایۃ السعداء قاضی شہاب الدین عمر ملک العلماء دولت آبادی کے صفحہ ۷۱ میں ہے **آوردہ اند** کہ پیش ازین درون دیوار کعبہ دو مار بودند کہ ایشان را معیار الولدی گفتند و آنچنان بود کہ ہر فرزندیکہ در مکہ مبارک تولد می شد بعد سوم روز ولد را درون کعبہ می آوردند و می نہادند آن مار کہ محک نام داشت از دیوار بیرون می آمد اگر فرزند حلال زادہ می بود بوے میکرد و باز گشت پدر و مادران ولد میزبانی میکردند و اگر فرزند حرامزادہ می بود آن مار تفت می زد و آن ولد بیہوش می شد حکم می کردند کہ ولد حرامزادہ است چون شاہ علی کرم اللہ وجہہ تولد شد درون کعبہ آوردند کہ ہر دو مار فرود آمدند و خواستند کہ بوے کنند شاہ ہر دو مار را گرفت و دریدہ و پارہ پارہ کرد اہل مکہ در خروش شد کہ محک را کشت و در گریہ شدند مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود غمگین مشوید خدا تعالیٰ محک عالم علی را گردانید در یک محل دو محک نباشد ہر کہ علی و فرزندان او را دوست دارد حلال زادہ است و ہر کہ دشمن دارد تواند بود کہ حرامزادہ باشد انتہے بلفظہ **اسی** معانی و مطالب کی احادیث بطرق مختلفہ امام نسائیؒ امام احمد حنبل و ابن الفارس و ابن شاذان و خوارزمی و ابن خالویہ وغیرہ علماء اہلسنت نے بکثرت روایت کی ہین بلکہ دیلمی نے مستورات کے منافق ہونیکی شناخت کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ جو عورت جناب علی سے بغض رکھتی ہوگی تو وسلقلق ہوگی یعنی اسکو دبر کی طرف سے حیض آتا ہوگا انتہے

حضرات شیعہ

کی یہ تقاریر کتب کلامیہ شیعہ سے انتخاب کر کے ہم نے یہان لکھ دیے ہین تاکہ اس حیلہ جو جو فروش گندم نما فرقہ کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ امام بخاری کیطرح مطالب کے ٹکڑے پارچے کر کے اصل مقصود کو غارت کر دیا اور قابل پذیرائی نہ رکھا۔
فی الحقیقۃ تقیہ باز اہلسنت کی کتب معتبرہ سے ظاہری طور پر شیعہ کے دلائل محکم ایسے زہر کے بجھے ہوے ہین کہ جاہل اہلسنت تو ضرور رسول خدا کی توہین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مداحی ترک کر دینگے جو اصول مذہب قرار پا گیا ہے لیکن بفضلہ اہل علم

اہلسنت کے سامنے یہ سب باتین لغو اور مہمل ٹھہرینگی انپر ان چکنی چپڑی باتون کا اثر ہرگز نہوگا
کیونکہ اسلام کی اشاعت بموجب تواریخ اہلسنت اقطاع کثیر مین ان ہی لوگون کے ہاتھون ہوئی جنکے
ایمان سوز مطاعن منجانب شیعہ نقل کیے گئے۔

ہمارے نزدیک بظاہر اون لوگون کو اسلام کا اقرار تھا اور انکے اسلامی اعمال
کتب فریقین مین بڑے شد و مد سے درج ہین بانیوجہ حیف ہے کہ ایسے محسنان اسلام او معینان
ملت بیضا سے روگردانی کیجائے اور اونکی توہین سنی جائے جس سے ان مکرم و معظم عمود ان اسلام
کی نسلین تک ذلیل و حقیر ہون اور دنیا کے تمام مذاہب و ملل والون کے سامنے مذہب اہلسنت
ذلیل ہوجائے پس غریب اہلسنت کی اس صریح ذلت اور شیعہ کی طوطا چشمی کو ہمارا دل گوارا
نہین کرتا لہذا معیار عداوت او محک ولد الزنا کی تطبیق کے لیے ہم حضرات شیعہ کے خیال
ناپاک کی موضوع کتاب ہذا کے مطابق اس حصہ مین صرف یہ اصلاح کرنی چاہتے ہین کہ وہ
ممدوحان اہلسنت و جماعت کثر ہم اللہ افضالہم کو ولد الزنا نہ سمجھین اور آیندہ اس خیال
لغو سے توبہ کرین۔

ہم نے ردشیعہ بمکابرات شنیعہ کے اس دوسرے حصہ کا نام **تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب** رکھا ہے اور اسکے چھ ابواب مین تنزیہ انساب کی بحث مع
دفع مطاعن و رد شبہات ہے اور ساتوین باب مین مقدار معصیت لواطت و زنا کی عقلی نقلی
ابحاث اور کرامات صوفیہ کرام کے امثال درج کیے ہین جو امارات زنا ہین اور ایک قطعی فیصلہ
درباب ولد الزنا اور خاتمہ مین فضائل اصحاب و شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور یہ ساری
کتاب ہم نے بطور مکابرہ منقولی لکھی ہے خدا کرے کہ اس حصہ دوم سے بھی حضرات شیعہ کی
ہدایت اور اہلسنت کو تقویت حاصل ہو آمین یارب العالمین۔

باب اوّل در بحث نسب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ مطاعن انساب کے بھروسہ پر جو من گھڑت کہتے یا اپنی کتب
کلامیہ مین لکھتے ہین اونکا دوہرانا تو ہم پسند نہین کرتے اور نہ بلحاظ ادب رسالت اُن ہفوات

کا بدل کر سکتے ہین اور نہ دنیا مین گالی کا جواب گالی ہے بلکہ .... ہے
لیکن ہم اونکے مطاعن انساب کا ماحصل لیکر اور اہل علم شیعہ کا ما فی الضمیر جانچ کر منقول کا جواب
منقول سے دیتے ہین جس سے ظاہر ہوگا کہ فرقۂ شیعہ کو گالی گلوچ کے سوا مناظرہ کا سلیقہ نہین
کیا معنے کہ کسی مذہب کے اہل مذہب پر اعتراض اوسیکے مذہبی اصول اور اوسی کے مسلمات
پر ہونا چاہیے لیکن حضرات شیعہ کے جملہ اعتراضات وہمی وخیالی بلکہ واہی ولا اوبالی ہوا
کرتے ہین چنانچہ جوابات کے ملاحظہ سے روشن ہوگا ملاحظہ ہو۔

فصل اوّل در مطاعن نسب فاروق منجانب شیعہ

برق لامع منظوم مصنفہ مرزا فصیح دہلوی کے آخری حصہ مین بجواب مخاطب
اہلسنت لکھا ہے جن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ضہاکہ ہاشم بن عبد مناف کے گھر کی حبشیہ
باندی چرمی لنگوٹی باندھکر اونٹ چرانے جایا کرتی تھی وہان نفیل بن عبد العزیٰ اسپر قادر
ہوا جس سے خطاب پیدا ہوا اور پھر نفیل کے بعد خطاب جوان ہوگیا تھا تو خطاب نے ضہاکہ
سے حنتمہ کو جنوایا لیکن حنتمہ کے پیدا ہوتے ہی گھر سے باہر ڈالوا دیا گیا اتفاقاً ابوجہل خال
فاروق کا باپ ہشام بن مغیرہ اسے گھر لے گیا اور اوسکی پرورش کی جب حنتمہ جوان ہوگئی
تو خطاب کا اوس سے نکاح ہوگیا جس سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پیدا ہوے پس
اس رشتہ کی مثال مین یہ پہیلی صادق آتی ہے ؎ بھائی یہ بھتیجا یہ ٭ سگی سوت کا جایا یہ
جن یہ جایا ون مین جائی ٭ اسکا باپ میرا بھائی ٭ یہ شاعر تیرھوین صدی ہجری کے آخر
مین ہوے ہین اور ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بغدادی معروف بابن الحجاج بڑے
ادیب وشاعر وکاتب تھے جنکا انتقال بغداد مین ۳۹۱ھ ہجری مین ہوا انھون نے حضرت فاروق
کے نسب کی نسبت یہ لکھا ہے وہ شخص کہ جسکا دادا ماموں بھی ہو اور اوسکا باپ بھی اور اوسکی
من جدہ خالہ ووالدہ ٭ وامہ اختہ وعمتہ ماں اوسکی بہن بھی ہو اور اوسکی پھوپھی
اجدر ان یبغض الوصی وان ٭ ینکر یوم الغدیر بیعتہ بھی ٭ وہ زیادہ سزاوار ہے کہ وصی رسول
سے بغض کرے اور اوسکی یوم غدیر کی بیعت کا انکار کرے انتہے محصلاً شاہ نعمت اللہ

جزائری نے زہر الربیع مین اور ملا حسین نوری نے نفس الرحمن فی فضائل سلمان مین ان ابیات کو نقل کیا ہے لیکن حضرات اہلسنت ان اسانید کو عداوت پر محمول کرینگے اسلیے اب ہم کتب اہلسنت سے حضرت فاروق کا نسب ظاہر کرتے ہین۔

تاریخ الخلفاء سیوطی مین حضرت فاروق کا شجرہ نسب اس طرح درج ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن رزاخ بن عدی بن کعب۔

شرح نہج البلاغہ کے جزء ثانی مین ہے کہ حضرت عمر ماؤن کے سبب فخر کرنے

وانکر عمر فخرہ بالامہات فقال ان الفخر للاب الذی الیہ النسب وسالت النقیب ابا جعفر عن ھذا الحدیث فی عمرو فقال ان عمرو فخر علی عمر لان ام الخطاب زنجیۃ تعرف بباطحلی تسمی ضھاک فقلت لہ وام عمرو عاص النابغہ امۃ من سبایا العرب فقال امۃ عربیۃ من غنزہ سبیت فی الغازات فلیس یلحقھا من النقص ما یلحق اماء الزنجیات فقلت لہ کان عمرو یقدم علی عمر بمثل ما قلت قال قد یکون بلغہ من قول قدح فی نفسہ فلم یحتملہ لہ الحقد علی صدرہ۔

پر اعتراض کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ فخر باپ کے ساتھ ہے کہ جسکی طرف نسب مضاف ہوتا ہے اور نقیب ابو جعفر سے پوچھا گیا اسی بات کو عمرو عاص کے بارہ مین تو انھون نے کہا کہ ابن عاص نے عمر فاروق پر فخر کیا ہے کیونکہ خطاب کی مان شیدن تھی اوسکا نام ضحاکہ تھا وہ باطحلی یعنے فربہ اندام یا بجد سیاہ یا متعفن کے پتے سے پہچانی جاتی تھی مینے کہا ہان ابن عاص کی مان قبیلہ غنزہ کی باندی تھی مگر عرب زادی تھی اور جو عیب شیدن باندیون مین ہوتا ہے یعنے گندہ دہن یا گندہ بغل ہونا تو وہ عیب نابغہ مین نہ تھا مینے نقیب سے کہا کہ پھر تو عمرو عاص حضرت فاروق سے افضل ہوے نقیب نے کہا کہ شاید عمر بن خطاب کو یہ قول ہتک آمیز پہنچا ہوگا اسپر احتمال ہے کہ اس قول سے ابن خطاب کے سینہ مین کینہ ہوا ہوگا انتہے۔

حجاج جو کہ ہشام نساب صاحب مثالب کے باپ کے شاگرد اور جن سے ترمذی و بغوی نے بکثرت روایات قبول کی ہین اور یہ صاحب خود بھی نساب عرب مشہور تھے

اونھون نے اپنی کتاب **مثالب** مین لکھا ہے ہشام نے اپنے باپ محمد بن السائب

روی ھشام عن ابیہ قال کانت صھاکۃ امۃ حبشیۃ لھاشم بن عبد مناف فوقع علیھا نفلۃ بن ھاشم ثم فوقع علیہ عبد العزی بن ریاح فجاء بنفیل جد عمر بن الخطاب۔

کلبی سے روایت کی ہے کہ ضہاکہ ہاشم بن عبدمناف کی باندی حبشیہ تھی اُسپر نفلہ بن ہاشم قادر ہوا پھر اوسپر عبد العزی بن ریاح قادر ہوا پس اوس سے جد عمر یعنی نفیل بن عبد العزی پیدا ہوا انتہی۔

معارف ابن قتیبہ دینوری مطبوعہ مصر جو انساب صحابہ کی معتبر کتاب ہے

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امراءۃ من فھم وکانت تحت نفیل فتزوجھا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدت لہ زید وامہ ای ام الخطاب وزید ھی وحدہ۔

اوسکے صفحہ ۹۰ مین ہے خطاب بن نفیل عام قریش سے تھا اور اوسکی مان قبیلہ فہم سے تھی جو نفیل کی جورو تھی عمرو بن نفیل نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی مان سے نکاح کیا تو اوس سے زید پیدا ہوا اور اس زید اور خطاب کی مان ایک تھی انتہے **حجاج** کی روایت بالا سے ہمارے اثنا عشریہ فرقہ کے نزدیک معارف کی یہ روایت بہتر اور قریب الصحۃ ہے کیونکہ حجاج نے حضرت فاروق کے پردادا عبد العزی سے ضہاکہ کو بھڑا دیا ہے جو ابن قتیبہ و دیگر انساب عرب کی تحقیق کے خلاف ہے چنانچہ **اغانی** مولفۂ علی بن الحسین القرشی اصفہانی کے جزء ثالث مطبوعہ بیروت

ثم مات عنھا فتزوجھا ابنہ عمرو بن نفیل فولدت زید وکان ھذا النکاح ینکحہ اھل الجاھلیۃ۔

ترجمہ زید بن عمرو بن نفیل مین لکھا ہے کہ جب نفیل مرگیا تو عمرو بن نفیل نے اپنی مان سے نکاح کیا اور یہ نکاح تھا جو زمانہ جاہلیۃ مین کیا جاتا تھا انتہے **حضرات** اہلسنت یہ نہ سمجھین کہ جیسے ولی وکیل وگواہون کے ذریعہ سے نکاح ہوا کرتا ہے ویسا ہی ماؤن سے نکاح کرنے مین بھی ولی وشواہد کی ضرورت ہوتی ہوگی تو یہ بات نہین صرف مقاربت کرنے کو نکاح کہتے تھے جیسا کہ فصل دوم وسوم سے واضح ہوگا **معارف** واغانی کی سندون مین ضہاکہ کا حضرت ہاشم کی حبشیہ باندی ہونا

اور خطاب نہین تو اپنے دوسرے بیٹے عمرو بن نفیل سے اولاد کا جنا برق لامع کی روایت کے
مطابق ہے ہمارے نزدیک آیہ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم اسی خاندان کیلیے نازل
ہوئی ہو تو کوئی تعجب نہین۔

صاحب خیار الاخبار نے بحوالۂ **فتح الباری** کتاب الفتن سے یہ سند پیش کی

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامه امراۃ من فهم وکانت تحت نفیل فتزوجها عمرو بن نفیل بعد ابیه فولدت زید وهو اب سعید الذی احد العشرۃ بشرهم رسول الله بالجنة فولد الخطاب زید بن الخطاب وعمر بن الخطاب۔

ہے کہ خطاب بن نفیل عام قریش سے تھا اور اوسکی ماں قبیلۂ فہم سے تھی جو نفیل کی جورو تھی پس اپنے باپ کے مرنے کے بعد عمرو بن نفیل نے اپنی ماں سے نکاح کیا اوس سے زید پیدا ہوا جو سعید کا باپ تھا اور یہ سعید وہ شخص ہے کہ جنکے بہشت ہونے کی خبر رسول اللہ نے دی پھر خطاب نے اسی ضہاکہ ماں سے زید اور عمر فاروق کو جنوایا انتہے محصلاً **اگرچہ** کتب اہلسنت کے یہ جملہ اسناد
بظاہر مختلف ہین لیکن ہماری کتب کے اسانید سے ملتے جلتے ہین۔

اس بابرکت سرکار انگلشیہ کے زمانہ مین حضرات اہلسنت ہم لوگون کی زبانین مثل
سابق تو بند نہین کر سکتے لیکن اکثر اقطاع کے بیشمار اہلسنت پچاس پچاس سال سے یہ ضرور
کرنے لگے ہین کہ جن روایات مین شیخین یا اپنے من مانے صحابہ کی ذرا بھی تقبیح پاتے ہین تو اصل
الکتاب سے طبع کے وقت اوسے خارج کر دیتے ہین اور عربی کتب کے اردو تراجم مین تو قرآن
تک کی تحریف معنوی سے باز نہین آتے چنانچہ مولوی شبلی نعمانی نے اپنے **سفرنامہ** مصر و
الشام مین لکھا ہے کہ استنبول مین ایک محکمہ خاص اسی کام کے لیے مقرر ہے کہ ہر طبع ہونیوالی
کتاب قدیم وجدید کو پاس کر کے طبع کی اجازت دے **اسی طرح** ہندوستان مین جو استیعاب
چھپی ہے اوسکی نسبت یہ بات بوثوق سنی گئی ہے کہ اوسمین سے معاویہ بن ابوسفیان کے توہینی
الفاظ نکال دیے گئے **لیکن** آفتاب کو خاک اوڑا کر کون چھپا سکتا ہے پس اگر کتب مذکورہ کے
دستیاب ہونے یا عبارت مذکورہ کے ملنے مین کسی صاحب کو دقت ہو تو وہ پیغمبر معصوم کی شہادت

سے حضرت فاروق کے نسب کا اندازہ فرمالیں جو کتب معتداولہ ذیل میں درج ہیں اور یہ کتب ہندوستان میں بھی بآسانی دستیاب ہوسکتی ہیں۔ وھو ھذا

تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۳ وجہ قبول اسلام عمر میں منتقی الاخبار سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر دولت کے لالچ سے بایما ابوجہل پیغمبر خدا کے قتل کے لیے گئے اور دق الباب کیا تو آنحضرت باہر تشریف لائے اور عمر کی کلائی مروڑ دی

(فی المنتقی) اخذ ساعدہ وانتھزہ فارتعد عمر ھیبۃ رسول اللہ صلعم وجلس فقال اما انت تھیا یا عمر حتی ینزل اللہ بک مثل ما انزل بالولید بن المغیرۃ یعنی الخزی والنکال۔

پس عمر آنحضرت کی ہیبت سے کانپنے لگے اور بیٹھ گئے آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر تو باز نہ آئے گا جب تک اللہ تعالے تیرے حق میں بھی وہی نازل نہ کرے جو کہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوا تھا یعنی رسوائی اور عذاب انتہے اسی تاریخ کے جلد اول ہی میں

دوسری روایت یہ کہ جب عمر کے آنے کی خبر آنحضرت نے سنی تو خود باہر تشریف لائے

فخرج الیہ رسول اللہ فاخذ بمجامع ثیابہ ثم نترہ نترۃ فما ملک عمر ان وقع علی رکبتہ فقال ما منعک یا عمر فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ

اور عمر کا گریبان پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بل گر پڑے آنحضرت نے فرمایا اے عمر تجھے کس چیز نے اسلام سے روکا ہے تو عمر نے کلمۂ شہادت پڑھا اور گواہی دی کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں انتہے محصلاً

تاریخ الخلفاء سیوطی مطبوعہ مطبع میمنیہ مصری بیان اسلام عمر میں ابن سعد اور ابویعلی وحاکم اور بیہقی کی انس سے روایت ہے کہ عمر آئے اور آنحضرت نے اونکا

حتی اتی عمر فاخذ بمجامع ثوبہ وحمائل السیف فقال اما انت بمنتہ یا عمر حتی ینزل اللہ بک من الخزی والنکال ما انزل

پکڑا پکڑا اور تلوار پکڑ لی اور فرمایا اے عمر تو باز نہ آئے گا جب تک تیرے حق میں بھی اللہ تعالے وہی رسوائی اور عذاب نازل کرے جو ولید بن مغیرہ پر نازل کیا تھا پس عمر نے

بالولید بن المغیرہ فقال عمر اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک عبد اللہ ورسولہ	کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ تم اللہ کے بندے ور رسول ہو انتہی۔

روضۃ الاحباب وجہ قبول اسلام عمر مین لکھا ہے عمر درخانہ ہمزہ رایکوفت وے بیرون آمد دید کہ عمر شمشیر بر دوش نہادہ گفت اے عمر طمع داری کہ بر محمد دست یابی حالانکہ ما جماعتے ایم از فرزندان عبد المطلب این معنے کے بہم میرسد کہ توارادہ آنداری چون رسولخدا نام عمر شنید بیرون آمد و گفت اے عمر مسلمان شو والا حق تعالی بر تو بفرستد انچہ بفرستا دخدا ولید بن مغیرہ را انتہی بلفظہ۔

تین کتب اور چھ علماء معتبر اہلسنت کی شہادت ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت عمر کو خالد سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ کی رسوائی کی دھمکی دی جس خوف کے سبب سے حضرت عمر نے اسلام قبول کیا پس اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ پدر سیف اللہ کا نسب کیسا تھا اور بھین کتب مذکورہ مین ہے کہ جب عمر پیغمبر خدا کے قتل کے ارادہ سے آنحضرت کیطرف جا رہے تھے تو آنحضرت پر وحی نازل ہو رہی تھی پس ایسے مقدس نفس نے کہ جسکی شان وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تھی اوسنے حضرت عمر کو نسبی دھمکی ضرور صحیح دی ہوگی جس ذلت کی دھمکی کے سبب حضرت عمر جیسا دلیر شخص شرمندہ ہو کر مسلمان ہو گیا چنانچہ ولید پدر سیف اللہ خالد کا نسب بھی ملاحظہ ہو۔

سورۂ نون والقلم پارہ ۲۹ کی ایک آیت ہے جسکا حاصل معنے یہ ہے کہ اے

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم۔	پیغمبر) نہ کہا مان ہر ایک قسمین کھانے والے ذلیل بدکا غیبت کرنے والے چغلخور نیکی سے روکنے والے غدار ظالم بدخو ولدالزنا کا انتہی

فریقین کے علماء کے نزدیک یہ آیت حضرت خالد سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ کی تفضیح و تقبیح مین نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر مدارک سورۂ نون تحت آیۂ موصوف لکھا

وکان الولید دعیا فی قریش لیس من سنخہم ادعاہ ابوہ بعد ثمانی عشرۃ سنۃ من مولدہ وقیل بغت امہ ولم یعرف حتی نزلت	ہے کہ ولید بن مغیرہ قریش مین بدنسب تھا کہ اونکی قوم سے نہ تھا اوسکے باپ مغیرہ نے

هذه الاية والنطفة اذا خبث خبث الناشي منها روي انه دخل على امه وقال ان محمدا وصفني بعشر صفات وجدت تسعا في نفسي فاما الزنيم فلا علم لي به فان خبرتني بحقيقة والا ضربت عنقك فقالت ان اباك عنين وخفت ان يموت فيصل ماله الى غير ولده فدعوت راعيا فانت من ذالك الراعي۔	اٹھارہ سالہ ہوجانیکے بعد قرشیت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتے ہین کہ اوسکی مان نے زنا کیا تھا اور ولید کو معلوم نہ تھا حتےٰ کہ آیۂ موصوف دربارۂ ولید نازل ہوا اور (قاعدہ ہے کہ) جب نطفہ خبیث ہوتا ہے تو اوس سے جو مولود پیدا ہوتا ہے وہ بھی خبیث ہوتا ہے اور روایت کیگئی کہ ولید اپنی مان کے پاس گیا اور کہا محمد (علیہ السلام) نے مجھمین دس صفتین بیان کی ہین تو اون مین سے نو صفات مین اپنے مین پاتا ہون لیکن ولد الزنا ہونے سے واقف نہین ہون پس

مجھے اوسکی حقیقت سے خبر دے ورنہ مین تیری گردن اوڑا دونگا اوسکے مان نے کہا کہ تیرا باپ مغیرہ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر وہ مرجائیگا تو اوسکا مال غیرون کو پہنچ جائیگا پس مینے ایک چرواہے کو اپنے پاس بلایا پس تو اسی چرواہے کا ہے انتہیٰ۔

تفسیر کشاف مین تحت آیۂ موصوف لکھا ہے کہ ولید بد قوما قریش سے نہ تھا اوسکے

وكان الوليد دعيا في قريش ليس من سنخهم ادعاه ابوه بعد ثمانين عشر سنة من ولده وقيل بغت امه ولم يعرف له اب الخ۔	باپ مغیرہ نے اٹھارہ سالہ ہونیکے بعد دعویٰ کیا کہ مین قریش سے ہون اور کہا گیا ہے کہ اوسکی مان رنڈی تھی اور ولید کا باپ نہین پہچانا گیا کہ کون تھا انتہیٰ تفسیر خازن

تحت آیۂ موصوف مین ولید کی بدنسبی کا یہی قصہ لکھا ہے اور اسکے بعد ابن قتیبہ کا یہ قول لکھا

قال ابن قتيبة لا نعلم ان الله وصف احدا ولا ذكر من عيوبه مثل ذكر من عيوب الوليد بن المغيرة فالحق به عارا لا يفارقه في الدنيا ولا في الاخرة۔	ہے کہ ہم نہین جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جسقدر عیب ولید بن مغیرہ کے بیان کیے ہین شاید ہی کسی اور کے بیان کیے ہون اور اسکے پیچھے ایسی عار لگادی کہ دنیا و آخرت مین اس سے

دور نہین ہوسکتی انتہے محصلاً **الغرض** ولید پدر سیف اللہ قطعی ولدالزنا تھا اور ویسے ہی بدنسب حضرت فاروق تھے ورنہ پیغمبر خدا افضل المرسلین کی یہ شان ہرگز نہین ہوسکتی کہ وہ جھوٹ بولین یا شرمندہ کرنے کی غرض سے کسی پر عیب لگائین پس اس صورت مین یہی فیصلہ ہوسکتا ہے کہ یا حضرت فاروق ولدالزنا تھے یا پیغمبر خدا جھوٹے تھے (معاذ اللہ)

اگرچہ بلحاظ عرف عام خطاب کا بندو ڑبچہ ہونا قابل نفرت اور لائق اعتراض ہوسکتا ہے مگر حاشا ہمارے شیعہ گروہ کا اعتراض اسپر نہین کیونکہ تواریخ کثیرہ اور مشاہدات عالم سے ثابت ہے کہ زمانہ کے انقلابات سے بڑے بڑے معزز و شریف و دولتمند خاندان اور شاہی ناموسین اور امرا و حکام و جہانگیر و جہاندار کی اولاد اور مخدرات لونڈیان اور مرد غلام بنجایا کرتے ہین لیکن ہمارا اعتراض بنظر حفاظت و وجاہت اسلام صرف نسب فاروق پر ہے جو طرفہ معجون تھا اور وہ بھی اس سبب سے اعتراض ہے کہ فریقین کے یہان غیر صحیح النسب شخص امام صلوٰۃ بننے کے قابل نہین مانا گیا ہے تو ایسا معیوب النسب امام امت کیسے ہوسکتا ہے نہ کہ ایسا شخص جانشین رسول مانا جائے۔

خاندان فاروق کی بدنسبی اس وجہ سے اور بھی یقین دلاتی ہے کہ ان کے خاندان مین ماؤن سے نکاح جائز تھا حالانکہ اہل عرب کی قسم ظہار مشہور ہے اگر مان کے کسی عضو کی تشبیہ جورو کے کسی عضو سے دیدیا کرتے تھے تو باتفاق جمہور وہ جورو مطلقہ سمجھی جاتی تھی لیکن خاندان فاروق ایسا انوکھا تھا کہ اُسکے لیے مائین بھی حلال تھین معاذ اللہ۔

اور ہم تو حضرت فاروق کی اس بدنسبی کو بھی سر پر رکھتے اگر یہ مومن موثق و راسخ الاعتقاد ہوتے کیونکہ اسوقت ہمکو صرف اون ہی اعمال سے غرض رہتی کہ حسب تاریخ سے یہ صاحب دائرۂ اسلام مین داخل اور آنحضرت کے طابق النعل بالنعل انتقال کرجاتے لیکن غضب یہ ہے کہ حضرات اہلسنت نے انکو بلاسند خلیفۂ رسول مان کر تشبہ با نبیا کا درجہ عنایت کیا حالانکہ جیسا راستباز اور صادق القول ہونیکا عقیدہ کفار قریش کو پیغمبر خدا کی نسبت تھا یہ مسلمان ہوکر بھی رسول اللہ کو جھوٹا جانتے رہے اور خدا کو بھی چنانچہ ولید کافر نے نزول آیہ لا تطع کل حلاف الخ پر بہ یقین جان لیا کہ وہ شخص بدخو چغلخور عیب جو

بدکار ولدالزنا وغیرہ ہے اور محمد کو سچا جانکر اپنے خیال کا اطمینان اپنی مان سے بھی کر لیا اور حضرت فاروق نے آیۂ تطہیر و آیۂ مباہلہ وغیرہ تک کو لغو سمجھا اور حدیث سفینہ و ثقلین مہمل ورنہ ظاہر ہے کہ اسلام نے ترک اخلاق رذیلہ کے واسطے مسلمانون پر زنا حرام کیا مگر حرامیون کو قبول اسلام کرنے سے منع نہین کیا اور نہ انپر طعن کی اجازت دی انتہی محصلاً
یہ جملہ تقاریر شیعہ ہین جنکو ہم مع اسانید لکھ چکے لیکن اب
اسکے جوابات دندان شکن چند ابواب و فصول مین پیش
کرتے ہین ملاحظہ ہون

فصل دوم در تنزیہ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ

برق لامع ایک واہی بیہودہ کتاب ہے جو ایک نالائق یاوہ گو سنی کے جواب مین لکھی گئی ہے پس وہ مخاطبہ اوسی سنی کی نسبت صحیح ہو سکتا ہے جس بیوقوف نے لکھکر کھوایا ہے تمام اہلسنت کے مذہب پر اوس بیہودگی کا الزام بیجا ہے دوم وہ ایسی لغو کتاب ہے کہ کوئی شیعہ بھی اس کتاب سے مذہبی معاملہ کی سند نہین لیتا اور ایسا ہی لغو و مہمل زہر الربیع اور نفس الرحمن کو سمجھنا چاہیے کہ جنھون نے ایک فحش گو کا کلام اپنی اپنی تالیفات مین درج کیا ہے سوم جبکہ خطاب کو نہ معلوم ہوا کہ حنتمہ میری بیٹی ہے جو کہ یک جاے کے باشندے تھے اور ہم قوم و ہم مذہب بھی جسکے بطن سے حضرت فاروق پیدا ہوے تو آپ حضرات کے پاس فرشتے کہنے آئے تھے یا الہام ہوا تھا یا شیعہ کا گروہ اوس زمانہ مین تھا جسنے یہ چھوٹا قصہ آپ سے بیان کیا پس ہمارے نزدیک ایسی لغویات سے توبہ کیجیے۔

شرح نہج البلاغہ کا مولف ابن ابی الحدید معتزلی ہے اس حیثیت سے وہ نیم شیعہ اور نیم سنی ہے لہذا ایسے دوغلے رکابی مذہب کی سند قابل احتجاج نہین۔

حجاج صاحب مثالب نساب عرب بھی ہے اور اہلسنت بھی لیکن خدا جانے امام احمد حنبل نے اوس مین کیا بدی دیکھی بانیوجہ اونھون نے اوسے اکذب الناس کہا ہے دیکھو میزان الاعتدال ذہبی لہذا اہلسنت ایسے شخص کی روایت نہین مان سکتے۔

ابن قتیبہ اہلسنت تو ہے لیکن خارجی ہے لہذا اوسکی کتاب بھی معتبر نہین۔
فتح الباری اور اوسکا مؤلف ابن حجر عسقلانی معتبر ہے اور اہلسنت بھی لیکن حضرت فاروق کی مان کو ضہاک جو بیان کیا ہے یہ ایسی لغو اور قابل شرم بات ہے جس سے ہمارے نزدیک تو نہ یہ محقق ہے اور نہ اہلسنت یہ تو خاصہ اچھا بچھا رفضی ہے کیونکہ بکثرت علماء اور بالخصوص **نہایہ** مین ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عمر بن خطاب کی مان مسماۃ حنتمہ بنت ہشام

حنتمہ ام عمر ابن الخطاب وھی بنت ھشام اخت ابی جھل۔	ابی جہل کی بہن تھی انتہےٰ اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ثالث ذکر نسب عمر و صفتہ مطبوعہ

مصر صفحہ ۲۰ مین ہے حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور وہ ابوجہل کے چچا کی بیٹی ہے اور جو لوگ گمان کرتے ہین کہ حنتمہ ابوجہل کی حقیقی بہن ہے تو یہ غلط ہے بہرحال ام عمر حنتمہ ہے ضہاک نہین ہے اور اسی تاریخ مین حضرت خالد بن الولید کا یہ قول مشہور ہے کہ وہ حضرت فاروق کو اعیسر ابن حنتمہ کہا کرتے تھے یعنے دست چپ سے بھی کام کرنے والا حنتمہ کا جنا اگرچہ عرب کا یہ دستور تھا کہ ولدالزنا کو اوسکی مان کے نسب سے پکارتے تھے لیکن یہان یہ مقصد نہین بلکہ حضرت خالد کا بیجد رنج حضرت فاروق سے تھا چنانچہ اسی رنجش کی بنا پر حضرت فاروق نے خلیفہ ہوتے ہی خالد بن ولید کو معزول کردیا تھا **پس** اون دونون سندون سے حضرت فاروق کی والدہ محترمہ کا نام حنتمہ پایا جاتا ہے لہذا فتح الباری کی سند غلط۔

تاریخ الخمیس اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور روضتہ الاحباب کی سندون مین حضرت خالد کے باپ ولید بن مغیرہ کی رسوائی و عذاب سے جو حضرت فاروق کو دھمکایا گیا ہے جس سے حضرات شیعہ نسب فاروق مین بھی ویسا ہی عیب تجویز کرتے ہین (معاذاللہ) تو یہ واہی و مہمل قیاس اہلسنت کی کتب کے تدبر نہ ہونے کے سبب سے کیا گیا ہے ورنہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت فاروق ولدالزنا تو قطعی نہ تھے کیونکہ اونکی مان کا نکاح خطاب سے ہوا تھا **ہان** ظالم۔ بدخو۔ ذلیل طبیعت کے مشہور تھے چنانچہ جب عمر نے ام کلثوم

غلما ذھبت ابی جاریہ تزوجنی عمرا	جو ابوبکر کی بیٹی بطن ام جبیبہ سے تھی اسکے

وقد عرفت غیرته وخشونة عیشه والله لئن فعلت لاخرجن الی قبر رسول الله ولا صیحن به (استیعاب جلد ثانی ترجمہ حبیبہ بنت خارجہ زوجہ ابوبکر صفحہ ۳۵)

لیے عائشہ کو پیغام نکاح دیا اور انھون نے بخوشی قبول کیا تو لڑکی کے اوسان باختہ ہوے اور جب پیغام لانے والی چلی گئی توام کلثوم نے کہا کہ کیا تم میرا نکاح عمر سے کروگی حالانکہ تم اوسکی بے غیرتی او بیہودہ گوئی سے واقف ہو خدا کی قسم اگر تمنے ایسا کیا تو مین قبر رسول کی طرف جاؤنگی اور دہائی دونگی انتہے ملخصًا **اس** سند سے جناب موصوف ظالم و بیغیرت ثابت ہوے ہین نہ ولدالزنا۔

تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ذکر انفاذ جیش اسامہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۷ مین ہے کہ اسامہ بن زید کا کم سنی مین معمر صحابہ کرام کا بحکم پیغمبر سردار ہوجانا اکثر صحابہ کو

قال عمر فان الانصار تطلب رجلا اقدم سنًا من اسامه فوثب ابوبکر وکان جالسا واخذ بلحیته وقال ثکلتك امك یا ابن الخطاب استعمله رسول الله وتامرنی ان اعزله

بیحد ناگوار ہوا تھا اور ابوبکر نے بھی اپنے زمانہ خلافت مین اسامہ ہی کو سردار فوج بناکر بغرض لڑنا چاہا پس اون لوگون نے حضرت عمر کو وکالتًا حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا انھون نے خلیفہ سے کہا کہ لشکری لوگ اسامہ سے بڑی عمر کا آدمی سرداری کے واسطے چاہتے ہین پس حضرت ابوبکر یا تو بیٹھے ہوے تھے کہ اچکے اور جھپٹ حضرت عمر کی داڑھی پکڑلی اور کہا کہ تیری مان تجھے روئے (یہ کوسنا ہے) ارے رسولخدا تو اسامہ کو سردار بنائین اور تو حکم کرتا ہے کہ مین اسے معزول کرون انتہے۔

اسی تاریخ اور تاریخ طبری اور تاریخ الخلفا سیوطی اور **ازالۃ** الخفا مقصد دوم صفحہ ۳۸ مین حضرت فاروق کی نسبت حضرت صدیق اکبر کا یہ قول ہے کہ زمانہ جاہلیت

جبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام

مین تو بڑا ظالم تھا اور قبول اسلام کے بعد تو بڑا ذلیل ہے انتہے **ان** اسانید سے بزبانی حضرت صدیق حضرت فاروق کا ظالم و ذلیل طبیعت ہونا ثابت ہے ورنہ اگر کسی شریف کی داڑھی پکڑکر حضرت ابوبکر ایسی نالائق بات کہتے تو وہ معاویہ کے نانا عتبہ بن ربیعہ جیسی دوبارہ کفش کاری کرتا **پس** ولید بن مغیرہ

کی رسوائی نسب اور عذاب سے جو پیغمبر خدا نے حضرت فاروق کو دھمکایا تو صرف ان ہی تین رذائل مذکورہ کے سبب نہ کہ ولدالزنا ہونے کے سبب سے۔

دوم تشبیہ کے لیے یہ التزام واجب نہین کہ مشبّہ بہ مین مشبّہ کے جملہ صفات موجود ہون جیسے انسان شجاع کو شیر کہا جاتا ہے حالانکہ انسان شجاع کے نہ دُم نہ شیر کے سے پنجے ہوتے ہین نہ کھال نہ بال نہ چال وغیرہ صرف شجاعت ہوتی ہے اوسی مناسبت سے بہادر انسان کو شیر کہا جاتا ہے **پس** حضرت فاروق کو جو ولید کی رسوائی و عذاب کی تشبیہ سے آنحضرت نے دھمکایا تو اس سے خرابی نسب ہی سمجھنا حضرات شیعہ کی کوتاہی عقل ہے بلکہ ممکن ہے کہ جس عذاب و نکال سے ولید بن مغیرہ کا رسوا ہو کر مرنا مشہور ہو گیا ہو گا ہی سے آنحضرت نے تشبیہ دیکر حضرت فاروق کو خوف خدا دلایا ہو گا **چونکہ** جملہ اسانید خرابی نسب کے نامعتبر اور مشتبہ اور مختلف البیان اور ماوّل ہین اور انصافاً و قانوناً شبہہ کا فائدہ مدعی علیہ کا حصہ ہوتا ہے لہذا حضرت فاروق ولدالزنا ہونے سے بالکل پاک و بری اور حضرات شیعہ اس الزام دہی سے جھوٹے اور مجرم۔

اب رہی مطاعن کی یہ تفصیل کہ ضہاکہ حضرت فاروق کے پردادا عبدالعزیٰ کے تصرف مین آکر اوسکے بیٹے نفیل کے تحت مین رہی اور اوسکے بعد وہی ضہاکہ اپنے پوتے عمرو بن نفیل کے تصرف مین آئی اور اوسکے بعد اپنے دوسرے پوتے اور بیٹے خطاب کے حصہ مین آئی جس سے حضرت فاروق پیدا ہوے جو آیہ لاتنکحوا مانکح اباؤکم کے خلاف ہے **تو** علاوہ ان اسانید کی لغویت کے اسکا جواب یہ ہی ہے کہ ایسی میراث زمانہ جاہلیت مین جائز اور جاری تھی جیسا کہ اسی باب کے فصل دوم سے واضح ہو گا **اور** ضہاکہ کے حبشیہ باندی ہونے کا اعتراض اگر اس نظر سے ہے کہ اوس زمانہ مین عرب کی باندیان عموماً فاحشہ ہوا کرتی تھین جسکے سبب صحت نسب مین شبہہ باقی رہیگا **تو** اسکا صحیح جواب یہ ہے کہ جب حضرات شیعہ کے پیش کردہ اسانید سے خود ہی ثابت ہے کہ ضہاکہ حضرت فاروق کے پردادا کے زمانہ سے میراث مین منتقل ہوتی چلی آئی تھی اور تمام عمر اسی خاندان کی حفاظت مین رہی تو پھر صحت نسب مین شبہہ کا کیا کام **پردادا** نہین تو دادا کے

نطفہ سے بچہ پیدا ہوا اور دادا نہین تو باپ کے نطفہ سے بچہ جنا اور وہ نہین تو پوتے
سے غرض ہر مولود اوسی خاندان اور نسب مین رہا اور اس صورت سے میراث مین کوئی
ہرج نہین ہوسکتا دوم فریقین مین سے کسی نے ضہاکہ کا دوسرے کسی خاندان والے
کا بچہ جنا بیان بھی نہین کیا سوم بطن ضہاکہ سے جسقدر اولادین ہوئین وہ بفضلہ اپنے
اپنے باپون کے نسب کے ساتھ آجتک منسوب و مشہور رہین مثلاً نفیل بن عبد العزی بن
ریاح بن رزاح بن عدی اور عمرو بن نفیل بن عبد العزی اور زید بن عمرو بن نفیل بن
عبد العزی یا خطاب بن نفیل تو اس صورت مین صحت نسب کا شبہہ کہنا ویل عماقیہ
اور مولوی انشاء اللہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور نے اپنے اردو ترجمہ ازالۃ الخفا مقصد دوم کے
صفحۂ ۴۰۰ مین جو یہ لکھا ہے کہ شرفاء عرب اپنی باندیون کو اپنے ہی دروازون پر بٹھا کر خود
خرچی چکلاتے تھے تو یہ باندیان وہ ہونگی کہ جن سے کتابت کا روپیہ جلد لیکر آزاد کرنا مقصود
ہوتا ہوگا یا وہ باندیان ہوتی ہونگی کہ جن سے اونکے مالک بے تعلق رہتے ہونگے اور
جناب ضہاکہ صاحبہ تو خاندان فاروقی کے تصرف سے بفضلہ ایک آن جدا نہین ہوئین
اور نہ اس خاندان سے فرصت ملی لہذا حضرات شیعہ کا یہ اعتراض بھی لغو ٹھہرا اور جو حبشیہ
باندی کا طعن اس نظر سے ہے کہ خطاب بندو بچہ تھا تو اس کمی شرافت کا الزام خطاب
کی نسبت ہوسکتا ہے حضرت فاروق کی نسبت نہین ہوسکتا ہان بعض قبائل عرب
کے نزدیک حقیقی مان کے علاوہ اور ماؤن سے بھی نکاح ناجائز تھا لیکن خاندان فاروقی
مین یہ رسم بدجاری تھی تو اس عیب مین بھی حضرت فاروق اپنے دم قدم سے بری سمجھے جائینگے
اور ہمکو انکی ہی ذات والا حسنات سے غرض ہے۔

فصل سوم رواج نکاح با مہات بزمانۂ جاہلیہ

ماؤن سے نکاح کا رواج اگر صرف خاندان فاروق ہی مین ہوتا تو البتہ یہ بات
قابل طعن ہوتی لیکن جب کہ بکثرت قبائل عرب مین یہ فعل جائز بلکہ رسما روا جا کیا جاتا تھا
تو اس صورت مین طعن کرنا زیادتی ہے کیا معنے کہ صراح لغت مقت مین لکھا ہے

یقال مقتہ فھو مقیت وممقوت ونکاح المقت کان فی الجاھلیۃ ان یتزوج الرجل امرأۃ ابیہ۔	مقت بمعنے دشمن گرفتن اور اوسکو مقیت کہتے ہین جسکا اسم فاعل مقیت اور اسم مفعول ممقوت ہے اور مقت یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت مین لوگ اپنی ماؤن سے نکاح کرلیا

کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہے کہ قسم خامس شرفاء بنی عدی اور بعض اور قبائل مین طلاق مغلظہ نہ سمجھی جاتی ہوگی۔

تفسیر فخر رازی جزء ثالث مطبوعہ مصر کے صفحہ (۲۶۰) تحت آیہ لا تنکحوا

قال ابن عباس وجمھور المفسرین کان اھل الجاھلیۃ یتزوج باذواج ابائھم فنھاھم اللہ بھذہ الآیۃ۔	ما نکح اباؤکم مسئلہ اولی مین ہے ابن عباس اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین لوگ اپنی باپ کی ازواج سے نکاح کرلیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے آیہ

مذکور سے ایسے نکاحون کی ممانعت فرمائی انتہے تفسیر حقانی جلد سوم سورۂ نساء تحت آیۂ مذکور مولوی ابو محمد عبد الحق دہلوی سلمہ نے لکھا ہے کہ عرب مین دستور تھا کہ بڑا بیٹا باپ کی ازواج سے نکاح کرلیا کرتا تھا ان تمام سندون سے ثابت ہوگیا کہ عرب مین نکاح مقت کا بہت رواج تھا چنانچہ خاندان فاروق کے علاوہ بھی نکاح مقت کی مثالین کتب اسلامی مین آجتک موجود ہین از انجملہ معالم التنزیل محی السنہ شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی مطبوعہ بمبئی ہے کے صفحہ ۱۷۲ مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے بہنوئی اشعث بن قیس کندی یمنی نے بھی اپنی مان سے نکاح کیا تھا اور آغانی جلد آٹھ ترجمہ مسافر بن ابی عمرو کی کے صفحہ ۴۸ مین ہے کہ ابی عمرو کی نے بھی اپنی مان سے نکاح کیا تھا اور یہ مسافر نامی وہ شخص ہین کہ جنکی نسبت بعض نساب عرب نے لکھا ہے کہ جناب معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان ہی کے صلب سے ہین جسکی سند اسی حصہ کے باب چہارم مین ملاحظہ ہو پس اب ہم مقام خاص کے بعض قبائل حجاز کا قانون نکاح مقت لکھتے ہین تاکہ خاندان فاروقی اس الزام سے بری اور پاک ہوجائے اور بموجب اصول اہلسنت اونکے مذہب پر آنچ نہ آئے۔

اہل مدینہ کا قانون نکاح مقت

معالم التنزیل بغوی مطبوعہ بمبئی کے صفحۂ ۲۱۶ تحت آیۂ سورۂ نساء لا یحل لکم ان ترثوا النکاح کرہا لکھا ہے کہ یہ آیہ اہل مدینہ کے حق مین نازل ہوا ہے

نزلت فی اہل المدینہ کانوا فی الجاہلیتہ وفی اول الاسلام اذا مات الرجل ولہ امرأۃ جاء ابنہ من غیرہا او قریبتہ من عصبتہ فالقی ثوبہ علی تلک المرأۃ او علی خبائہا فصار احق بہا من نفسہا غیرہ فان شاء تزوجہا بغیر صداق الا الصداق الاول الذی اصدقہا المیت وان شاء زوجہا غیرہ واخذ صداقہا وان شاء عضلہا ومنعہا من الازدواج یضارہا لتفتدی منہ بما ورثتہ من المیت او تموت ہی فیرثہا فان ذہبت المرأۃ الی اہلہا قبل ان یلقی علیہا ولی زوجہا ثوبہ فہی احق بنفسہا فکانوا علی ہذا حتی توفی ابو قیس بن الاصلت الانصاری وترک امرأتہ کبشہ بنت معن الانصاریہ فقام ابن لہ

جو لوگ زمانہ جاہلیہ واسلام مین اپنے باپ کی ازواج سے نکاح کر لیا کرتے تھے (اسکا طریقہ یہ تھا کہ) جب کوئی مرجاتا اور اوس میت کا کوئی فرزند یا کوئی عصبہ یعنے میت کا بھائی بھتیجا یا پوتا وغیرہ ہوتا تو وہ اپنا کپڑا میت کی بیوہ پر ڈالتا تھا پس اس عمل سے وہ لڑکا یا عصبہ بہ نسبت غیرون کے اوس بیوہ سے تزوج کا زیادہ مستحق سمجھا جاتا تھا اور اگر فرزند متوفی یا عصبہ چاہتا تو اوسی پرانے مہر کو کسی غیر شخص سے وصول کرکے اوس بیوہ مادر کا عقد کر دیتا تھا یا چاہتا تو اوس بیوہ مادر کو نکاح ثانی سے باز رکھتا تاکہ وہ بیوہ مادر بے شوہری کے عذاب سے چھوٹنے کی خاطر میت کا ترکہ ورثہ چھوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے یا وہ بیوہ مادر اون ہی ایام مین مرجاتی تو متوفی کا فرزند اوسکے مال کا وارث ہوتا تھا لیکن وہ بیوہ مادر سوتیلی بیٹے یا عصبہ کے کپڑا ڈالنے کے قبل اپنے مان باپ کے ہان چلی جاتی تو پھر وہ بیوہ اپنے عقد ثانی کی خود مختار سمجھی جاتی تھی

من غیرھا یقال لہ حصن وقال مقاتل بن حیان اسمہ قیس بن ابی قیس فطرح ثوبہ علیھا فورث نکاحھا ثم ترکھا فلم یقربھا ولم ینفق علیھا یضارھا لتفتدی منہ فاتت کبیشہ عند رسول اللہ صلعم فقالت یا رسول اللہ ان ابا قیس توفی وورث نکاحی ابنہ فلا ینفق علی ولا یاتینی ولا یخلی سبیلی فقال رسول اللہ صلعم اقعدی فی بیتک حتی یاتی فیک امر اللہ فانزل اللہ تعالی ھذہ الایۃ یا ایھا الذین امنو لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا۔

یہ ہی دستور تھا کہ ابو قیس بن اصلت انصاری کا انتقال ہوا اور اونھون نے ایک بیوہ مسماۃ کبیشہ بنت معن انصاریہ چھوڑی کہتے ہین کہ ابو قیس کا بیٹا جو دوسری جورو سے تھا اور اوسکی شادی بھی ہو چکی تھی جسکا نام حصین تھا اور مقاتل بن حیان نے کہا اوسکا نام قیس بن ابا قیس تھا وہ حسب دستور کبیشہ کا وارث نکاح ہوا اور پھر اس مادہ سے مقاربت ترک کردی اور نان ونفقہ بھی بند کردیا تو کبیشہ نے آنحضرت سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ابو قیس مرگیا اور اوسکا بیٹا وارث نکاح ہوا لیکن اب وہ نہ کھانے کو دیتا ہے اور نہ مقاربت کرتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے آنحضرت نے فرمایا تو اپنے گھر بیٹھ اوسوقت تک کہ تیرے پاس حکم خدا پہونچے پس اللہ تعالی نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اے ایمان والو تمھارے لیے یہ بات حلال نہین کہ زبردستی عورتون کو میراث مین لیلو انتہی محصلاً

سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ مذکور کے نزول کے بعد جبریہ نکاح مقت ہونے موقوف ہوگئے ہونگے بیوہ کی خوشی پر میت کا بیٹا یا عصبہ نکاح مقت کرتا ہوگا یا جب بیوہ مادر بخش کا ارادہ کرتی ہوگی کیونکہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی مرحوم کے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ کے صفحہ ۳۰ مین ہے یا ایھا الذین امنو لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا گفتہ اند منسوخ است بآیہ الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ الخ (سورہ نساء) چونکہ بعض قبائل مکیہ کے نکاح مقت

سلہ مگر یہ کہ کرین برا کام الخ اور اونکے ساتھ اچھی طرح بسر کرو ۱۲

سلہ سورۂ نساء سنہ ہجری مین نازل ہوتی شروع ہوئی تھی ۱۲

کے اسناد اور اہل مدینہ کے نکاح مقت کا قانون پیش ہوچکا اور رسالہ افادۃ الشیوخ سے
فاحشہ ماؤن کی حلت قائم رہی لہذا حضرت فاروق کا خاندان نکاح مقت کے الزام سے بری
اور قسم ظہار کا جملہ عرب کے لیے طلاق مغلظہ ہونا لغو۔

عقلاً یہ کلیہ ماننا پڑے گا کہ جن لوگون مین کسی فعل کا خاندانی رواج ہو تو وہ فعل
اوس گروہ کے کسی فرد کے لیے نہ معیوب ہے نہ قانونی جرم نہ قومی گناہ جیسے بعض ہنود کے
ہان حقیقی بہن کی بیٹی سے ماموں کا نکاح جائز ہے اور مسلمانون کے ہان حرام اسی طرح
مسلمانون کے ہان عم زاد پھوپھی زاد خالہ زاد بہنون سے نکاح جائز ہے اور ہندون کے ہان
حرام پس دونون قومین اپنے اپنے مذہبی قوانین کے مطابق عمل کرتی ہین تو یہ عمل نہ معیوب
ہے نہ قانونی جرم نہ قومی گناہ چونکہ ضہاک مادر خطاب کا تعلق اپنے برخوردار نفیل بن عبدالعزیٰ
اور اپنے پوتے اور فرزند عمرو بن نفیل یا اپنے دوسرے پوتے اور برخوردار خطاب بن نفیل سے
باپابندی رسم خاندانی تھا اسلیے وہ نکاح مقت نہ معیوب تھا نہ قومی گناہ نہ قانونی جرم
دوم جبکہ بعد تقویت اسلام آج تک بھی نکاح مقت بموجب رسالہ افادۃ الشیوخ جائز
معلوم ہوتا ہے تو اس صورت مین اصول مذہب اہلسنت کے مطابق نکاح مقت قابل تشنیع نہین

نکاح مقت کے رائج ہوجانے کی نسبت عذر واجبی یہ ہے کہ اکثر و بیشتر ایسے
قبیل افعال افلاس وناداری کے سبب سے کسی قوم مین پیدا ہوجایا کرتے ہین اور اہل حجاز
بہ نسبت اور ممالک کے عموماً زیادہ مفلس ہین اور اوس زمانہ مین ہمارے زمانہ کی نسبت
بہت زیادہ نادار تھے چنانچہ مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی دہلوی نے اپنے
مسدس مدوجزر اسلام مین عرب کے اوس زمانہ کی ناداری کی حالت کا فوٹو ان الفاظ سے
کھینچا ہے ؎ گھرون مین نہ غلہ نہ جنگل مین کھیتی ٭ عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تھی
ازانجملہ حضرت فاروق کا خاندان مفلسی مین ضرب المثل تھا چنانچہ صراح لغت
عدی مین لکھا ہے یقال ھولاء قوم عدی اسے غرباء اور خاصکر بنی
عدی مین سے حضرت عمر اور انکے باپ کی حالت کی نسبت حضرت عمرو عاص بن وائل
کا قول ہے خدا اوس دن پر لعنت کرے جو مین عمر بن خطاب کی طرف سے عامل بنون

لعن اللہ یوما کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رأیتہ ورایت اباہ وان کل واحد منہما عباءۃ قطرانیۃ موتزربہا مایبلغ مابض رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہما حزمۃ من حطب وان العاص بن وائل لفی مزررات السدیباج (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۸۳)

خدا کی قسم مین نے خود عمر اور اوسکے باپ خطاب کو دیکھا کہ ان دونون مین سے ہر ایک کے بدن پر قطران کی چادر رہتی تھی اتنی کہ اونکے صرف گھٹنون کو ڈھانک لے اور ان دونون مین سے ہر ایک کی گردن پر لکڑیونکا گٹھا رہتا تھا اور میرا باپ عاص بن وایل لباس دیباج (ریشمی قسم) مین رہتا تھا انتہی اگرچہ عمرو عاص بھی قساب زادہ تھے مگر انکی حالت بوجہ قسایون کی سی تھی ذبح کرنے والے ملاؤن گی سی نہ تھی (حیوۃ الحیوان)

شرح نہج البلاغہ کے جزء ثانی بیان اسلام عمر مین ابی احمد عسکری کی تصانیف سے یہ حالت لکھی گئی ہے کہ بیشک حضرت عمر ولید بن مغیرہ یعنے حضرت خالد سیف اللہ

ان عمر خرج عسیفا مع الولید بن المغیرۃ الی الشام فی تجارۃ للولید وعمر یومئذ ثمانین عشر سنۃ فکان یرعی لولید ابلہ ویرفع احمالہ ویحفظ متاعہ

کے باپ کے تجارتی قافلہ کے نوکر ہوکر شام کی طرف چلے تو اوسوقت اونکی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور ولید کے اونٹ چراتے اور اسکے مال کی حمالی اور چوکیداری کرتے تھے انتہی

اس ولید کی ثروت کا اشارہ سورۂ نون مین بھی ہے کہ وہ صاحب مال اور صاحب اولاد تھا انتہی محصلاً۔ ان کان ذا مال وبنین۔

غالباً حضرت فاروق اور حضرت ابوبکر کی جو زیادہ تر دوستی بڑھی ہوگی تو وہ اسی موقع پر کہ حضرت ابوبکر بھی لوگون کے تجارتی قافلہ کے ساتھ کماتے کھاتے جایا کرتے تھے یا ان مواقع پر کہ جب جال جھلی لیکر ابو قحافہ کے ساتھ حضرت ابوبکر جنگل جاتے ہونگے اور یہ خطاب کے ساتھ جنگل سے لکڑیان لانے جاتے ہونگے۔

اسکے بعد حضرت فاروق کی ترقی کا حال نہایت المعلب حنبلی مین ہے کہ

ان عمر بن الخطاب کان قبل الاسلام نخاس الحمیر۔	بیشک قبل اسلام عمر بن خطاب گدھے بیچتے تھے انتہیٰ۔

روضۃ الاحباب جلد دوم بیان عمر سے پایا جاتا ہے کہ آپ ترقی کرکے بادخوان یعنی بھاٹ بن گئے تھے کہ دو قبیلون مین جنگ یا صلح کرانی آپ کے بائین ہاتھ کا داؤن تھا اوسی خدمت کے صلہ مین یہود و نصاریٰ نے آپ کو فاروق کا خطاب دیا تھا **اور** جب ۳۳ برس کی عمر مین آپ مشرف باسلام ہوے تو اونکا بلکہ اونکے کُنبہ کا روٹی کپڑا جناب سیدہ کی والدہ کی در دولت سے ملتا تھا اور **صراح** مین ہے کہ آپ دلالی کرنے لگے تھے **اور** کنز العمال کی ایک حدیث سے پایا جاتا ہے کہ باب عجماء پر مدینہ مین چادرین دکھاتے پھرتے تھے اور دوسری حدیث سے پایا جاتا ہے کہ حمیرہ رنگنے کی گھاس مول لیتے یا بیچتے تھے ہان غنیمت جمع کرتے کرتے بہت مالدار ہوگئے تھے **چونکہ** افلاس و ناداری ایسی چیز ہے کہ محتاج پر بضرورت مردار بھی حلال ہوجاتا ہے اور ضہاکہ برسم خاندان میراثی جائداد تھی تو وہ قبیلہ عدی جیسے مفلس خاندان پر ضرور حلال ہونی چاہیے تھی **دوم** عرب مین ادنے ادنے بات پر صدیون جدال وقتال رہا کرتا تھا اس وجہ سے عرب مین بیواؤن کی کثرت رہا کرتی تھی اس باعث سے یہی مفلس خاندانون مین نکاح مقت کا رواج ہوگیا ہو تو کوئی تعجب نہین **پس** اس بنا پر اور قبائل عرب بھی نکاح مقت کے سبب لائق تقبیح نہین۔

تبصرہ در بیان شرفاء و نجباء حجاز

حصہ اوّل کے باب اوّل فصل دوم سے واضح ہوچکا ہے کہ شرفاء حجاز اور بالخصوص بنی ہاشم کہ جن مین سے بعض پر صدقہ حرام ہوا ان مین نکاح استبضاع۔ شغار۔ بدل۔ عارۃ جماعۃ۔ مقت۔ خدن۔ عشر۔ خمسہ۔ متعہ کا رواج نہ تھا اسی طرح اور بعض شرفاء حجاز مین بھی ایسے نکاحون سے اجتناب کرتے تھے بلکہ بعض شریف النفس بیبیان عقد ثانی سے پرہیز کرتی تھین جنمین سے بعض کے اسماء گرامی حصۂ اوّل کے باب دوم مین لکھے گئے اور **مودۃ القربیٰ** سید علی ہمدانی کی مودۃ چہارم مین جناب علی سے روایت ہے اونھون نے کہا آنحضرت

قال قال رسول اللہ صلعم ان عبد المطلب سنّ خمسا فی الجاہلیۃ فاجراہا اللہ تعالیٰ فی الاسلام حرم نساء الآباء علی الابناء فانزل اللہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اٰباءکم۔

نے فرمایا کہ حضرت عبد المطلب نے زمانہ جاہلیہ مین پانچ طریقے جاری کیے تھے پس اللہ تعالیٰ نے بھی اُنکو اسلام مین جاری فرمایا ازانجملہ ایک یہ کہ، باپ کی ازواج سے نکاح نہ کرو پس حکم نازل ہوا لا تنکحوا ما نکح اباءکم انتہی

انتہی ایسے اخلاق کی پابندیان بعض اور قبائل حجاز وغیرہ مین بھی تھین چنانچہ کشف الارتیاب محمد سعید بنارسی مرحوم اہلحدیث نے بحوالہ معالم التنزیل اشعث بن سوار کے یہ روایت لکھی ہے۔

قال الاشعث بن سوار توفی ابو قیس و کان صالح الانصار فخطب ابنہ امرأتہ فقالت انی اعدک ولدا

ابن سوار نے کہا کہ جب ابو قیس انصاری کا انتقال ہوگیا تو اُسکے بیٹے نے بیوہ مادر کو پیغام نکاح دیا اُس مان نے کہا کہ مین نے تو تجھے بیٹا بنایا ہے انتہی

نسائی جلد دوم باب مراۃ الغیری کی روایت ہم حصہ اول مین لکھ چکے ہین کہ بعض مہاجرین نے انصاریہ عورتون سے نکاح کرنے کی آنحضرت کے حضور مین درخواست کی اور آپ نے غالباً اس سبب سے روکا کہ مہاجرین کو جماع نسا فدیہ (یعنی عورت کے چارون ہاتھ پاؤن زمین پر ٹکوا کر گدھون کی طرح جماع) کی عادت تھی اور انصاریہ اکثر شریف نفس عورتین تھین وہ منظور نہ کرینگی تو فساد ہوگا اور پھر اسکی نوبت مردون تک پہونچ کر جنگ عظیم کی صورت پیدا ہو جائے گی بخاری کتاب الاجارہ باب کسب البغی والاماء کی حدیث کے حاشیہ مین مولوی نواب وقار نواز جنگ وحید الزمان سلمہ نے لکھا ہے کہ مُسَیکہ نامی ایک باندی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میرا آقا مجھ سے زبردستی زنا کراتا ہے تو اُسکی ممانعت مین یہ آیہ سورۂ نور مین نازل

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا الخ سورۂ نور رکوع ۴ پارہ ۱۸

ہوا کہ جن لوگون کو نکاح کا مقدور نہین وہ پاکدامنی اختیار کرین جبتک کہ اللہ اُن کو غنی کردے اور جو لونڈی غلام مکاتب بننا چاہتے ہین کہ جنکو تم نے خریدا ہے پس اُنکو مکاتب بنالو اگر اُن مین صلاحیت دیکھتے ہو تو خدا کے مال مین سے اُن کو کچھ دو اور نہ زبردستی کرو اُن لونڈیون پر جو پاکدامن رہنا چاہتی ہین انتہی

اور اسی حدیث کے حاشیہ مین ہے کہ عبداللہ بن ابی کی باندی اجرت زنا مین ایک چادر لائی لیکن عبداللہ مذکور نے دوبارہ زنا کرانے کا حکم دیا اور اُس باندی نے انکار کیا اُسپر آیہ مذکورنازل ہوا پس ان کی مدنی خاندانون کے واقعات اور کنیزون اور آزاد عورتون کے ان قصص سے ثابت ہوتا ہے کہ شرفار حجاز کی شریف نفس عورت و مرد عقد معروف کے سوا اور اقسام نکاح کو حرام جانتے تھے ان شریفانہ قصص کے علاوہ کتب فقہ اہلسنت مین مسئلہ ظہار لکھا ہے کہ جسکی شرح اسی باب مین اوپر گذر چکی - ان سب سے قطع نظر حجاز کے بعض حیوان صامت بھی ایسے عفیف و باحیا ہوتے تھے کہ اگر اُنکی مادین کسی غیر سے جفتی کھا جاتی تھی تو وہ اُسکا رجم کردیتے تھے چنانچہ بخاری کتاب المناقب باب ایام جاہلیہ مین عمرو بن میمون سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے زمانہ

عن عمرو بن میمون قال رایت فی الجاہلیتہ قردة اجتمع علیہا قردة قد زنت فرجموھا فرجمنا معھم۔	جاہلیہ مین ایک بندریا دیکھی جسپر بہت سے بندر جمع ہوئے تھے کیونکہ اُس بندریا نے زنا کیا تھا تو اُسکو بندرون نے رجم کیا اور مین بھی اُس رجم

مین شریک ہوا انتہی محصلاً - الغرض ان واقعات مختلف النوع سے یقین ہو گیا کہ شرفار حجاز نہین بلکہ شرفار عرب مین نکاح متعت کا رواج ہرگز نہ تھا -

تکملہ در نکات حرمت اُمہات

تمام مہذب ادیان و ملل مین جو نکاح امہات کی ممانعت شدید ہے اور یہی طریقہ پیغمبر اسلام نے بھی جاری فرمایا اور اس حکم امتناعی کے بعد اگر کسی صحابی نے اپنی مان سے نکاح کیا تو پھر آپنے اُسکے قتل و غارت کا حکم دیدیا چنانچہ بکثرت کتب احادیث اور بالخصوص معالم التنزیل بغوی سورۂ نسار اور نسائی جلد ۲ باب النکاح مانکح الاباء مین حضرت برار بن عازب سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ مین اپنے چچا سے ملا تو دیکھا کہ اُنکے پاس پرچھا ہے مین نے کہا آپ کہان جاتے ہین

فقال بعثنی رسول اللہ صلعم الی رجل نکح امراءة ابیہ فامرنی اضرب عنقہ واٰخذ مالہ۔	انھون نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے قتل اور مال چھین لینے کا حکم

دیا ہے کہ جسنے اپنی مان سے نکاح کیا ہے - پس جبکہ گردن مارکر مال چھین لینے کے یہ معنی نکلتے ہین

کہ امہات سے نکاح کرنے والا مرتد ہوجاتا ہے تو شرع شریف سے ایسی سختی ہونے کا کیا سبب ہے پس ہمارے نزدیک تین وجوہ معلوم ہوتے ہین۔

وجہ اول یہ کہ اگر اولاد پر مائین حلال ہوتین تو شوہرون پر وہ مصائب پڑتے کہ دنیا مین آسودہ نہ رہ سکتے جسکے سبب تدبیر منزل نہین بلکہ تمدن مین خلل پڑجاتے اور بعض عیاش مائین موالید کی پختگی اعضا کے قبل سے اپنی حاجات کو پورا کرنے لگتین جسکے سبب اکثر موالید عمر طبعی تک نہ پہونچنے پاتے بلکہ ختم شباب سے پہلے ہی خاتمہ ہوجاتا اس صورت سے چند صدیون مین آدم صفی اللہ کی نسل ختم ہوجاتی۔

وجہ دوم حرمت امہات یہ کہ ایسے رسم و تعلقات ابنان کے سبب تعلیم و تربیت مادر اسکی اولاد مین اثر پذیر نہوتی اور نہ آیندہ کی ماتحتی کے خوف سے تعلیم کے واسطے مان جبر کرسکتی اور نہ لحاظ و شرم جو جوہر انسانی و شرافت نفسانی ہے وہ موالید مین پیدا ہوسکتی جسکے نہونے سے انسان نعما الٰہی سے محروم اور کمالات انسانی سے بدنصیب رہتا۔

وجہ سوم حرمت امہات خلقی ہے جسکا اشارہ فطرت یہ ہے کہ جسقدر لڑکے پیدا ہوتے ہین وہ قدرتی مختون ہوتے ہین مگر اُسپر ذرا سا الٰہی حجاب ہوتا ہے جسکو مسلمان بخیال طہارت و امراض قطع کردیتے ہین پس اس حجاب مین یہ راز خدا ہے کہ فرج مادر سے ذکر ابن کا مس تک نہونے پائے اور بعض موالید کے ختنون پر پردہ نہین ہوتا تو ایسے موالید کی دو قسم ہین۔

ایک وہ جو غیر معصوم ہوتے ہین تو اُنکا یہ نقص نقص خلقت ہے۔

دوسری قسم معصوم جو اکثر مختون پیدا ہوتے ہین تو فی الحقیقۃ یہ قسم بنی نوع انسان مین ایک خاص نوع ہے جسکی نظیر وہ خود آپ ہی ہین چونکہ عصمت و طہارت اُنکا ازلی و ابدی حصہ ہوتا ہے بایں وجہ وہ رحم مادر سے نہین بلکہ پہلوے مادر سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ مولوی سید الطاف حسین صاحب حالی سلمہ نے اپنے مسدس کے ایک بند کی ٹیپ سرور کائنات کی پیدائش کی نسبت لکھی ہے وہ یہ ہے ؎

ہوے پہلوے آمنہ سے ہویدا دعاے خلیل اور نوید مسیحا

وجہ حرمت

وجہ دوم

وجہ سوم

ذکر پیدائش معصومین

ضروری غور طلب

اب غور طلب یہ امر ہے کہ باوجود ایسے امتناع شدید اور انسداد غلید کے بھی جمہور اسلاف اہلسنت وجماعت کا نکاح مقت اور بعض اور محرمات ابدی کی حرمت پر اتفاق نہین تو اسکا کیا سبب ہے اور ظاہر ہے کہ جمہور اسلاف اہلسنت نہ سب جاہل تھے نہ دیوانے نہ دشمن شریعت غرا لیس تہذیب شیعہ کے خیال سے وہ وجوہ بھی درج کردیے جاتے ہین تاکہ اہل علم شیعہ کو اعتراض کا مُنھ نہ رہے اور اُن کے اصول و مسلمات سے ناطقہ بند ہوجائے۔

فصل سوم درحالت بعض محرمات ابدی

لغت مین نکاح کے معنی ضم اور ملانے کے ہین اور کبھی عقد کو بھی کہتے ہین اور کبھی جماع کو اور امام زہری اُستاد امام مالک نے فرمایا کہ کلام عرب مین نکاح بمعنے جماع آیا ہے اور ابوالقاسم زجاجی نے کہا کہ نکاح کے معنے وطی وجماع دونون ہین (مراد یہ کہ جماع فی القبل نساء ہو یا فی الدبر نساء و امرد دونون کو جماع کہینگے) اس سے معلوم ہوا کہ ان دونون صاحبون کے نزدیک نکاح کے معنی جماع کے ہین خواہ نساء سے ہو یا امرد سے پس یہ دونون قول مذہب شیعہ کے بھی مطابق ہین

ابو علی فارسی نے ایک باریک بات کہی ہے کہ جب کوئی عرب کہتا ہے نکح فلان فلانۃ تو اس موقع پر نکاح سے مراد عقد معروف ہوتی ہے اور جب کوئی کہتا ہے نکح فلان امراءتہ تو اُس موقع پر نکاح سے مراد جماع ہوتی ہے۔

قاضی ابوالیث شافعی اور متولی اور قاضی حسین کے یہ اقوال ہین کہ نکاح حقیقۃً عقد معروف ہے اور جماع مجازاً ہے اور اکثر جائے قرآن مجید مین بھی اسی معنی مین آیا ہے اور امام شافعی و مالک و ابوثور کی بھی یہی رائے ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نکاح کے حقیقی معنی جماع ہین اور عقد معروف کے معنی مجازاً ہین اور ان ہی امام صاحب کا تیسرا قول یہ ہے کہ دونون معنی حقیقۃً بالاشتراک ہین (از معلم ترجمہ صحیح مسلم مولوی نواب وقار نواز جنگ وحید الزمان مقیم حیدرآباد دکن) ان اسناد سے معلوم ہوا کہ علماء اہلسنت کا گروہ کثیر اس بات کا قائل ہے کہ نکاح کے

حقیقی معنی عقد معروف کے ہین اور جملہ شیعہ اور بعض محتاط علماء اہلسنت کے نزدیک نکاح کے معنی جماع کے ہین اور عقد مجازاً ہے توپس اہلسنت کے اس قلیل گروہ کے نزدیک باپ دادا کی موطوٗہ و ممسوسہ و ممتوعہ و منظورہ و منکوحہ مطابق مذہب شیعہ ہر قسم کی مائین اُنکی اولاد پر حرام مگر اہلسنت کے گروہ کثیر کے نزدیک نکاح کے معنی عقد معروف کے ہین پس اُنکے نزدیک باپ دادا کی صرف منکوحات حرام باقی موطوٗہ و ممسوسہ و ممتوعہ مائین حلال اسکی وجہ خاص یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مین جہان جہان نکاح کا لفظ آیا ہے وہان وہان اس گروہ کے نزدیک عقد معروف کے معنی مین آیا ہے صرف پارہ سیقول رکوع ۱۲ مین حتی تنکح زوجا غیرہ کی آیت مین نکاح بمعنی جماع ہے پس شیعہ اور بعض سنی بعمل احوط نکاح کے معنی جماع کے لیتے ہین ورنہ حق اہلسنت کی طرف ہے الغرض اب ہم اسی اجتہاد کی مناسبت کے اور اجتہادات جو حلّت محرمات ابدی پر حاوی ہین پیش کرتے ہین ۔

ذکر حلت محرمات وزنا از ابو حنیفہ

ہدایہ کتاب الحدود چھاپہ آہنی مطبوعہ مطبع شیخ یحیٰ کے صفحہ ۳۸۱ مین ہے جو شخص ایسی

من تزوج امرأة لا یحل لہ نکاحہا فوطہا لا یجب الحد عند ابی حنیفة ۔

عورت سے نکاح کرکے وطی کرے جس سے نکاح کرنا حلال نہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اُسپر حد نہین

اسی کتاب مین امام موصوف کے اجتہاد مذکور کی یہ دلیل لکھی ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک نکاح کرنا

ولابی حنیفة ان العقد صادق محلہ لان محل التصرف ما یقبل مقصودہ والانثی من بنات آدم قابلة للتوالد وھو المقصود ۔

محل صادق ہے کیونکہ محل تصرف ہے جو مقصود کو قبول کرے اور عورت بنات آدم ہونے کے سبب قابل توالد و تناسل ہے اور نکاح کا یہ ہی مقصد ہے انتہیٰ محصلاً ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نکاح کرنے سے محرمات بھی جائز محل تصرف ہوجاتی ہین جسکی سزا معاف اور چونکہ اُن محرمات مین بھی توالد و تناسل کی قابلیت و استعداد ہوتی ہے پس نکاح کا مقصد اُن سے بھی حاصل ہوجاتا ہے ۔

تنبیہ بعض محرمات سے سہواً عقد ہوجانا ممکن ہے مگر اُس عورت کے حرام ہوجانے کے علم پر رجم یا تعزیر کی موقوفی شرعی دلیل سے ہونی چاہیے تھی مگر مذہب اہلسنت مین جملہ بنات آدم مین بلاقید محرمات و غیر محرمات توالد و تناسل کی استعداد و قابلیت بمشاہدات کثیرہ ثابت

ہو چکی ہے اسلیے اصول مذہب اہلسنت کے مطابق اس دلیل اجتہاد پر حضرات شیعہ عتراض نہین کر سکتے
غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد دوم کتاب النکاح باب النکاح الکافرین مولوی خرم علی صاحب نے
عبارت مندرجہ کالم ثانی کا یہ ترجمہ فرمایا ہے تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح بسبب حرمۃ محل

والثالث ان کل نکاح حرم الحرمۃ المحل کمحارم یقع جائزاً وقال مشائخ العراق لابل فاسد والاول اصح وعلیہ فتجب النفقۃ ویحد قاذفہ	کے حرام ہے (جیسے باپ بھائی وغیرہ) تو جائز ہے اور مشائخ عراق نے کہا کہ ایسا نکاح جائز نہین بلکہ فاسد ہوگا اور پہلا قول جواز نکاح محارم کا

صحیح ہے پس اُس مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور جو کوئی اُسکو زانی کہے گا تو اُسپر حد قذف
جاری کی جائے گی انتہی بلفظہ تبیین الحقایق مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۵ مین ہے کہ اگر کوئی شخص

واذا تزوج محارمہ عالما بالحرمۃ ثم قربھا یسقط الحد۔	عمداً محارم سے نکاح کرکے جماع کرے تو اُسپر سے حد ساقط ہو جاتی ہے انتہی۔

شرح کنز الدقائق زیلعی کے صفحہ ۱۰۵ مین عثمان بتی نے کہا کہ اگر منکوحات آپس

وقال عثمان البتی یجوز جمع المحارم غیر الاختین وھو مذھب داؤد ظاھری والخوارج۔	مین حقیقی بہنین نہون تو اور قسم کے محارم کا نکاح مین جمع کرنا جائز ہے اور یہی مذہب

داؤد ظاہری اور خوارج کا ہے انتہی۔ عثمان بتی بڑے مشہور فقیہ اور جناب امام اعظم کے دوست اور ہمعصر ہین۔

امام اعظم کے قول مندرجہ ہدایہ کے یہ نتائج ہین جو ہم اوپر لکھ چکے اور اب دوسرے امام صاحبون کی رائے زرّین ملاحظہ ہو۔

تفسیر کبیر جلد ثالث تحت آیہ حرمت علیکم سورہ نساء مین ہے شافعی نے کہا کہ جب

قال الشافعی رحمہ اللہ اذا تزوج الرجل بامہ ودخل بھا یلزمہ الحد قال ابوحنیفہ لایلزمہ	کسی نے [illegible] سے نکاح کرکے جماع کیا تو اُس کے لیے رجم ہے ابوحنیفہ نے کہا کہ اُسپر

رجم لازم نہین انتہی اس سند سے ظاہر ہے کہ ابوحنیفہ حق پر ہین اور امام شافعی ناحق پر اور اس سند سے یہ بھی ثابت ہے کہ حفظ حرمۃ مادر مین شافعی صاحب بہت بڑھ گئے ہین مگر بیٹی کی حرمۃ کا شافعی صاحب نے کچھ پاس نہ کیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

کشف الارتیاب مولوی محمد سعید بنارسی مرحوم اہلحدیث کے آخری صفحہ پر بحوالہ شرح مسلم نووی لکھا ہے۔ امام شافعی و مالک و ابو ثور وغیرہم نے کہا کہ وطی زنا کا کوئی اثر نہین بلکہ زانی اگر چاہے

وقال المالك والشافعی والبوثور وغیرھم لا اثر لوطی الزنا بل الزانی یتزوج امراۃ المزنی بہا اوبنتھا بل زاد الشافعی فجوز نکاح البنت المتولدۃ من مائہ بالزناء۔

تو مزنیہ کی مان یا اُسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام شافعی نے یہ بات اور بڑھا دی کہ زانی کو جائز ہے کہ وہ اپنی اُس حقیقی بیٹی سے بھی نکاح کر سکتا ہے جو اُسنے زنا سے جنوائی ہو انتہی

ذکر وطی بنات حقیقی از شافعی

تفسیر کبیر جلد ثالث سورۂ نساء مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۹۲ تحت آیہ حرمت علیکم امھاتکم لکھا ہے

المسئلۃ الثانیہ قال الشافعی رحمہ اللہ البنت المخلوقۃ من ماء الزناء لا تحرام۔

دوسرا مسئلہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا جو لڑکی زنا سے جنوائی ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین انتہی محصلاً

جلاء الابصار ترجمہ نور الانوار شرح المنار جلد اول صفحہ ۱۲۹ کے حاشیہ مین امام شافعی کے اجتہاد مذکور کی یہ دلیل لکھی ہے۔ خدا تعالی نے قرآن مجید مین بطور فخر فرمایا ہے۔ خدا وہ ہے کہ

وھو الذی خلق من الماء بشرا وجعلہ نسبا وصھرا

جس نے انسان کو منی سے پیدا کیا اور صاحب نسب وصہر یعنی سسرال والا بنایا انتہی چونکہ حرمت مصاہرت اجنبیہ کی اُمہات کو نسب سے ملحق کر دیتی ہے اور خداوند تعالی نے مصاہرت کا احسان جتایا ہے (اور ناکارہ شے پر احسان نہین جتایا جاتا اور ظاہر ہے کہ زنا معصیت ہے اور قابلیت معصیت کی عطا و احسان مین داخل نہین) اس دلیل سے امام شافعی کے نزدیک وطی زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہین ہوتی انتہی امام شافعی کے نزدیک اس دلیل سے ثابت ہوگیا کہ اگر باپ بغیر عقد معروف کسی عورت پر قادر ہو جائے تو اُسکا بیٹا خواہ اُسی عورت کے بطن سے ہی کیون نہو وہ بھی اُس مان سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح ولد الزنا حقیقی بہن سے کیونکہ انکے نزدیک زنا سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے نہ مصاہرت

تنبیہ حضرات شیعہ کے ہان بھی زنا سے نسب ثابت نہین مگر باب علم کی تقلید واتباع اور مدعی حسبنا کتاب اللہ کی تقلید واتباع کے پیرو ون مین یہ فرق ہے کہ شیعہ کے ہان نسب کا نہ ثابت ہونا صرف میراث کے متعلق ہے یعنی اولاد زنا میراث جد و پدر سے محروم رہتی ہے اور باقی اُنکی حرمت بقاعدۂ قرآن مجید قائم رہتی ہے جسکے ضمن مین مصاہرت بھی ثابت ہوتی ہے

اور مزنیہ کو بھی زانی کی طرف سے میراث نہین ملتی باقی سب رشتے بمطابقت مصاہرت صحیحہ حرام رہتی ہین - بلکہ شیعہ کے ہان جس مرد سے وطی کی جائے اُسکی مان بہن بھی واطی پر حرام ہو جاتی ہین -

الغرض بکثرت کتب و اجتہادات علماء اہلسنت سے ثابت ہے کہ بعض حیلون سے مذہب اہلسنت مین بعض محرمات ابدی سے بھی نکاح جائز ہے پس جبکہ ضہاکہ حبشیہ باندی کا حضرت فاروق کے پردادا عبد العزیٰ اور دادا نفیل اور چچا عمرو بن نفیل اور باپ خطّاب بن نفیل سے عقد معروف ہونا ثابت نہین تو امام مالک و شافعی و ابو ثور وغیرہم کے اصول کے مطابق بالفرض اگر حضرت فاروق بھی اپنی جدہ موروثی کو اپنی زنی وزوجیت مین قبول فرماتے تو مذہب اہلسنت کے اصول پر وہ بھی جائز و مباح ہوتا لہذا حضرات شیعہ کا یہ طعن بھی خلاف اصول مذہب اہلسنت ہے -

زنا سے نسب ثابت نہونے کا عام اصول ہے یعنی ہندو سنی و شیعہ سب متفق ہین اور جو زنا سے ولد الزنا کا نسب ثابت ہو جایا کرتا تو ولد الزنا مثل ذوی الفروض میراث و ترکہ پایا کرتے اور اس صورت مین ولد الزنا کی پرورش قانوناً اور رواجاً اُسی کے حقیقی باپ کے ذمہ ہوا کرتی لیکن اہلسنت کے ہان زنا سے نسب کے علاوہ مصاہرت بھی ثابت نہین ہوتی اس وجہ سے بعض خلفاء مروانیہ و عباسیہ نے اسی اصول ملّت پر عمل کیا چنانچہ ثبوت دعویٰ مین بعض مثالین پیش کی جاتی ہین -

مثال جواز مقاربت باُمّہات

تاریخ الخلفاء سیوطی بیان ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان صفحہ ۱۷۷ مین ہے ۱۲۶ھ مین جب لوگون نے ولید مذکور کو قتل کرنے کے واسطے گرفتار کیا تو اُسنے کہا کہ مین نے کیا تم پر احسان نہین کیا قاتلون نے کہا کہ ہم تجھ سے اپنے نفسون کا بدلا نہین لیتے بلکہ اس بات کا بدلا لیتے ہین

فقالوا ما ننقم عنك فی انفسنا لکن ننقم علیك انتهاكك ما حرم الله وشرب الخمر ونکاح امهات الاولاد ابیك واستخفافك فی باصر الله

کہ تونے اُن باتون کو جائز و مباح کیا جن کو خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے تونے شراب پی اور باپ کی موطوءہ لونڈیون سے زنا کیا اور اللہ کے حکمون کو ذلیل کیا انتہی قاتلان ولید رافضی معلوم ہوتے ہین بایہ کہ اُس زمانہ تک مجتہدان مطلق بعض پیدا بھی نہین ہوئے تھے اور جو تھے تو اُنکی رائے وقیاس و اجتہادات کی پابندیان اُس

زمانہ تک نہو نگی بعد مین سلطنتون کے دباؤ سے مذہب اہلسنت کی تکمیل و تقویت ہوئی ورنہ ولید نے شکایات مذکورہ سے کوئی کام ایسا نہین کیا جو قابل گردن زدنی قرار پایا۔

مثال دوم

تاریخ الخلفاء سیوطی فصل فی نبذ من اخبار الرشید ۱۹۳ھ ہجری صفحہ ۱۹۷ مین ہے سلفی نے طیوریات مین عبداللہ ابن مبارک تلمیذ امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ مہدی کے مرنے کے

بعد جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اُسکا دل اپنے باپ کی ایک کنیز پر آیا پس اُسکو بلا بھیجا اُس جاریہ نے کہا تجھے مناسب نہین کیونکہ تیرے باپ نے مجھسے مقاربت کی ہے پس ہارون رشید کو اس جواب پر اور شوق مواصلت بڑھا تو قاضی القضاۃ ابو یوسف کو کہلا بھیجا کہ تیرے پاس اس معاملہ (یعنی جواز وطی مادر کا) کوئی مسئلہ ہے تو پیش کر امام ابو یوسف نے فرمایا

فلما افضت الخلافة الی الرشید وقعت فی نفسه جارية من جوار المهدی فراودها عن نفسها فقالت لا يصلح لك ان اباك قد طاف لی فشغف بها فارسل الی ابی يوسف فسئاله اعندك فی هذا شیٔ فقال يا امير المؤمنين او كلما ادّعت امة شيئا ينبغی ان تصدق لا تصدقها فانها ليست بمامونة۔

کہ اے امیر المومنین لونڈی نے جو دعوی کیا ہے تو کیا لازم ہے کہ تو اُسکو سچا جانے (اور ظاہر ہے) کہ لونڈی کذب سے مامون نہین انتہی اس روایت کے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب موصوف کو خلیفہ کی جانب سے اجتہاد وطی مادر کے قبول مین سوظنی ہوئی تو اجتہاد موصوف پر اضافہ کرکے یہ اطمینان اور بھی دیدیا کہ تو اپنے باپ کی ہتک حرمت کر۔ اور اپنی خواہش

پوری کر اور اس کا وبال میری گردن مین ڈال انتہی۔

قال اهتك حرمة ابيك واقض شهوتك وصيره فی رقبتی۔

یہ مثال زانی و مزنیہ کے اجنبی رہنے اور زنا سے حرمت مصاہرت نہ ثابت ہونے اور ختم زمانہ جاہلیت کے بعد ۳۰۹ھ میں ایسی گذری ہے کہ اس سے بہتر اور واضح کوئی عملی مشہور سند نہین مل سکتی اور نہ ہارون جیسا فاسق محدث مادر بخطا اور امام ابو یوسف صاحب جیسا

جواز وطی مادر کا مفتی میسر آسکتا ہے۔

مثال سوم

امام ابو یوسف صاحب کے اجتہاد مزبور سے ہارون رشید کو یہ نفع ہوا کہ وہ جواز وطی مادر کا خود مفتی ہوگیا سچ ہے العاقل تکفیہ الاشارہ چونکہ بقول امام سیوطی ہارون رشید عالم اور محدث اور عابد تھا جسکی بغیر عذر شدید کے سئو رکعات نوافل شب کے ناغہ نہوتی تھین پھر اسنے شیخ الاسلام ممدوح کو اس مسئلہ مین طلب اجتہاد کی دوبارہ تکلیف ندی اور خود کام چلالیا چنانچہ خطیب نے برمکی سے روایت کی ہے جو تاریخ الخلفاء سیوطی بیان مامون صفحہ ۲۲۰ مین درج ہے وہ یہ کہ جب مامون کا دل ہارون رشید کی ایک کنیز پر آیا اور ہارون نے بیٹے کی رغبت پاکر دریافت کیا کہ کیا تو اس کنیز پر فریفتہ ہے تو مامون نے عرض کیا کہ جی ہان پس ہارون رشید

وقال اتحبها قال نعم قال قم فادخل بها تلك القبة فقام فلما خرج قال له قل في هذا شعرا فقال شعر ؎ ظبيٌ كنيت بطرفي عن الضمير اليه ✤ قبلته من بعيد فاعتل من شفتيه ✤ ورد احسن رد بالكسر من حاجبيه ✤ فما برحتُ مكاني حتى قدرت عليه

نے کہا اچھا اٹھ اور ابھی اس قبہ مین کنیز کو بیجا پس مامون نے اس ارشاد کی تعمیل کی جب باہر نکلا تو ہارون رشید نے فرمایا اُس لطف صحبت کی نسبت شعر کہہ پس مامون نے شعر کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ معشوق کی طرف مین نے گوشۂ چشم سے اشارہ کیا اور دور سے بوسہ لیا اُسنے مجھے اپنے ہونٹون پر ٹالا اور بڑی خوبی کے ساتھ اپنی بھوون سے میرے سوال کو رد کیا پس مین اپنے مقام سے نہ ہٹا یہان تک کہ مین اُس پر قادر ہوگیا انتہی۔

مثال مقاربت با عمہ و اخت

نزھۂ اثنا عشریہ مین بحوالہ روضۃ الصفا حسن بن صباح حمیری یمنی کا قصہ لکھا ہے کہ اُسنے ملک شاہ سلجوقی کے رقعہ کے جواب مین اپنے مذہب کا اظہار اور خلفاء جابر و جائر کے مظالم لکھے ہین منجملہ اُنکے یہ بھی لکھا ہے کہ خلیفہ ابو عبد اللہ امین بن ہارون رشید نے اپنی چھوٹی پھوپی مسماۃ محسنہ سے مقاربت کی

تو اُسکو باکرہ نہ پایا امین نے اسکا سبب پوچھا اُس پھوپی نے کہا کہ تیرے باپ نے دنیا مین کس کنواری کو چھوڑا ہے جو مجھے چھوڑتا انتہیٰ - اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ مہدی پدر ہارون رشید نے محسنہ کو زنا سے جنوایا ہوگا جو وہ ہارون کو بھی حلال تھی اور اُسکے بیٹے امین کے لیے بھی حلال ہوگئی اور یہ جو مہدی کی ضرورت کے وقت محسنہ قابل مقاربت ہوتی تو بموجب اجتہاد امام شافعی اُسکے لیے بھی حلال ہوتی۔

مثال مقاربت با دختر

تاریخ خمیس دیاربکری جلد دوم ترجمہ ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان مین صالح بن سلیمان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ولید نے حج کا ارادہ کیا اور وہان ہونچ کر اُس نے

ارادا لحج وکان لیشرب الخمر فوق ظہر الکعبۃ ونقل کفریاتہ وفسقہ کثیرا من ذلک انہ دخل یوما فوجد ابنتہا جالسۃ مع دادتہا فبرک علیہا فازال بکارتہا فقالت لہ الدادۃ ہذا دین المجوس فانشد ؎ من راقب الناس مات غما \+ وفاز باللذات الجسور۔

خانۂ کعبہ کی چھت پر شراب پی اور اُس کے کفریات و فسق کی بکثرت روایات ہین از انجملہ یہ کہ ایک دن ولید اپنے محل مین گیا تو دیکھا کہ اُس کی بیٹی اپنی داوہ یعنی پالنے والی پاس بیٹھی ہے پس اُسکا ازالۂ بکارت کیا اُسکی داوہ نے کہا کہ یہ رسم مجوس کی ہے پس ولید نے فوراً یہ شعر نظم کیا جسکا حاصل یہ ہے ؎

جس نے لوگون سے شرم کی وہ غم مین مرا اور جس نے جرأت کی اُس نے جسمانی لذتین حاصل کین انتہیٰ

ان پانچون مثالون مین ضرور ہے کہ جن جن خلفاء نے جن جن محرمات ابدی سے مقاربت کی وہ اخت و عمہ و بنات ضرور ولد الزنا ہون گی جنکا نسب اور اُنکی مصاہرت بموجب مذہب اہلسنت کثرہم اللہ افضالہم قطع ہوگی ورنہ وہ محافظان شریعت خلفاء اُس خیر القرون مین ایسا فعل ہرگز نہ کرتے دوم وہ خلفا خود اعلم و متبحر تھے سوم وہ زمانہ ائمہ اربعہ یعنی مجتہدان مطلق کا تھا کہ جنکے متقی پرہیزگار پیرو آجتک اُن ہی مبارک نامون کی نسبت سے حنفی مالکی شافعی حنبلی کہلاتے ہین اُن مجتہدان مطلق مین سب سے بڑا درجہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کا ہے کہ جنکی روایت و فقاہت کے

درمیانی واسطے اللہ جل ذکرہ تک چار ہین عطا۔ ابن عباس ۔ پیغمبر خدا۔ جبرئیل علیہ السلام دیکھو دیباچہ درمختار اسی تقرب احدیت کے سبب سے حضرت خضر علیہ السلام نے امام صاحب کی حیات مین اُنسے کئی سال فقہ حنفیہ پڑھی اورابھی فقہ پوری نہوئی تھی کہ جناب امام اعظم کا انتقال ہوگیا تو پھر جناب خضر نے قبر ابوحنیفہ پر جاکر تیس سال تک فقہ حاصل کی (معیار الحق سید نذیر حسین دہلوی) پس ان ہی مقدس بزرگ کی تلمیذ رشید قاضی امام ابویوسف جواز وطی مادر کے مفتی تھے کہ جنھون نے تیس سال امام صاحب ممدوح سے فقہ حنفیہ حاصل کی تھی اور دوسرے جواز نکاح بنات کے مفتی امام شافعی صاحب بذاتہ مقدس اور امام مالک کے شاگرد اور امام محمد کے ابن ربیب وشاگرد رشید تھے جن تینون صاحبون کے فضائل سے کتب اسلامی پُر ہین اسنکے علاوہ امین ومامون ابنان ہارون رشید فاضل ابن فاضل تلمیذ امام ہدیہ (امام مالک) پس ان سب حضرات کی نسبت توسوءظنی نہین ہوسکتی کہ ان حضرات نے باوجود کمال علم شریعت برملا اپنے مذہب حقہ کی مخالفت کی ہوگی اور باعلان زنا کے ارتکاب وجواز کے مفتی و فاعل بنے ہونگے۔

پس جبکہ مذہب اہلسنت مین بعض محارم ابدی سے نکاح جائز وحلال ہے تو زمانہ جاہلیۃ مین نفیل بن عبدالعزی اور عمرو بن نفیل اور خطاب بن نفیل نے اگر اپنی مادر شفقۃ وجدہ ماجدہ ضہاکہ غیر منکوحہ سے مقاربت کی تو یہ بات اہلسنت وجماعت کے اصول مذہبی کے مطابق نہ جب ناجائز تھی اور نہ اب ناجائز ہے اور جدۂ فاروق سے باپ چچا دادا کے ملوث ہونے پر جوالزام نسب فاروق کو دیا گیا ہے وہ شیعہ کی حماقت ہے۔

فصل چہارم درحلت بعض امّ المومنین بر بعض صحابہ

اگرچہ ہم مطابق فقہ واصول اہلسنت بعض محرمات ابدی سے نکاح کا جواز ثابت کرچکے لیکن ابھی محرمات ابدی مین سے ایک نصی قسم اورباقی ہے جنکے جواز نکاح کو ضہاکہ جدۂ فاروق کی حمایت مین بیان پیش کرتے ہین تاکہ خاندان فاروق شیعون کی نکتہ چینی اور عیب گوئی سے مامون ہوجائے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور استیعاب بن عبدالبر جلد ثانی صفحہ ۷۷ مین ہے

ذکر نکاح ثانی ام المومنین قتیلہ با عکرمہ

قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب الکندیہ اخت الاشعث بن قیس الکندی ویقال قیلہ ولیس بشیٔ والصواب قتیلہ تزوجہا رسول اللہ فی سنۃ عشر ثم اشتکی فی النصف من صفر ثم قبض یوم الاثنین لیومین مضیا من ربیع الاول من سنۃ احدی عشرۃ ولم تکن قدمت علیہ ولا راہا ولا دخل بہا وقال بعضہم کان تزویجہ ایاہا قبل وفاتہ بشہرین وزعم اٰخرون ایضا انہ تزوجہا فی مرضہ وقال منہم قایلون انہ اوصی ان تخیر فان شاءت ضرب علیہا الحجاب وتحرم علی المومنین وان شاءت طلقہا فلتنکح من شاءت فاختارت النکاح فتزوجہا عکرمہ بن ابی جہل بحضرموت فبلغ ابابکر فقال لقد ہممت ان احرق علیہا بیتہا فقال لہ عمر ما ہی من امہات المؤمنین ولا دخل بہا ولا ضرب علیہا الحجاب وقال الجرجانی زوجہا اخوہا منہ فمات صلعم قبل خروجہا من الیمن فخلف علیہا عکرمہ بن ابی جہل وقال بعضہم ما اوصی فیہا رسول اللہ بشیٔ ولکنہا ارتدت حین ارتد اخوہا فاحتج عمر الی ابی بکر بانہا لیست من ازواج النبی بارتدادہا ولم تلد لعکرمہ بن ابی جہل وفیہا اختلاف کثیر جدا۔

قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب اشعث بن قیس کندی یمنی کی حقیقی بہن ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکا نام قتلہ ہے مگر غلط ہے صحیح نام اسکا قتیلہ ہے کہ جس سے آنحضرتؐ نے سنہ ۱۰ھ مین عقد کیا تھا اور نصف صفر مین آنحضرتؐ بیمار ہوئے اور دوسری ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہجری یوم دوشنبہ کو انتقال ہوا اس عرصہ مین قتیلہ نہ آنحضرت کے پاس آئی اور نہ آنحضرت نے اسکو دیکھا اور نہ اُس سے مباشرت کی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وفات سے دو ماہ پیشتر آنحضرتؐ نے اُس سے نکاح کیا تھا اور بعض کہنے والے یہ بھی کہتے ہین کہ آنحضرت نے اُسکے واسطے وصیت فرمائی تھی کہ قتیلہ کو اختیار دیا جائے کہ اگر وہ چاہے تو پردہ مین بیٹھے اور مومنین پر حرام رہے یا اُسکا جی چاہے تو طلاق دیدی جائے تاکہ جس سے چاہے نکاح ثانی کرے اس وصیت کی بنا پر قتیلہ نے نکاح کو منظور کر لیا اور عکرمہ بن ابی جہل نے اُس سے حضرموت مین نکاح کر لیا پس جب یہ خبر ابوبکر کو پہونچی تو اُنھون نے کہا کہ مین نے قصد کیا ہے کہ عکرمہ کو مع گھر جلادون گا عمر نے کہا کہ یہ عورت امہات المومنین سے نہین ہے کیونکہ قتیلہ نہ تو مدخول بہا تھی اور نہ اُسکے لیے پردہ کا حکم دیا گیا تھا۔ جرجانی کا قول ہے کہ رسول اللہ کے

ساتھ اس عورت کی تزویج اُسکے بھائی نے کی تھی لیکن یہ عورت یمن سے نکلنے ہی نہ پائی تھی کہ آنحضرت کا انتقال ہوگیا پس عکرمہ بن ابی جہل نے اس عورت سے عقد کیا اور بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت نے اسکے بارہ مین کوئی وصیت نہین فرمائی بلکہ یہ عورت اپنے بھائی اشعث کے ساتھ مرتدہ ہوگئی تھی چنانچہ حضرت عمر نے یہ ہی احتجاج ابوبکر سے کیا کہ یہ عورت ارتداد کے سبب زوجۂ رسول نہ رہی عکرمہ سے قتیلہ کے ہان کوئی اولاد نہین ہوئی اس واقعہ مین بہت انوکھے اختلافات ہین۔ انتہی

ام المومنین دوم مشہور بہ مستعیذہ[۵] حضرت عمر کی خلافت مین حضرت ابوبکر کے بہنوئی اشعث بن قیس کندی یمنی شوہر ام فروہ بنت ابوقحافہ پر حلال ہوگئین چنانچہ مدارج النبوہ جلد دوم کے صفحہ ۲۲۰ مین اس قصہ کا اجمالی بیان اسطرح لکھا ہے۔

در روایتے آنکہ چون وے (مستعیذہ) را نزد آنحضرت آوردند زنان بروے بسیار رشک بردند و در صورت آنحضرت شفقت و مہربانی خود را آوردہ باوے اختلاط کردند عائشہ یا حفصہ گفت کہ تو او را حنابندی کن و من موے سرش شانہ میکنم آنگاہ بوے حرف گفتند کہ چون آنحضرت خلوت کند با و بگو ید اعوذ باللہ منک انتہی بلفظہ۔ تو آنحضرت اس کہنے سے بہت خوش ہوتے ہین پس وہ ناواقف عائشہ و حفصہ کی دھونس مین آگئی اور خلوت کے وقت اُس مستعیذہ نے اعوذ باللہ منک یعنی مین تجھ سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگتی ہون کہا اور آنحضرت نے اپنی خلوت سے ناراض سمجھکر اُسکے مان باپ کے ہان واپس فرمادیا۔

بیضاوی مفسر لکھتے ہین کہ وفات یا طلاق رسول کے بعد اُنکی زوجہ سے نکاح نہ کرنا تو اس عموم سے غیر مدخول بہا کی خصوصیت کی گئی ہے اور خصوصیت اس روایت کی اس وجہ سے

لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ای من بعد وفاتہ و فراقہ وخص التی لم یدخل بہا وخص لما روی ان الاشعث بن قیس تزوج المستعیذۃ فی ایام عمر رضی اللہ عنہ فھمّ

کی گئی ہے کہ اشعث بن قیس نے حضرت فاروق کے زمانہ خلافت مین مستعیذہ یعنی اعوذ باللہ منک کہنے والی سے نکاح کیا حضرت عمر نے ان دونون کے سنگسار کرنے کا قصد کیا لیکن اُنکو خبر دیگئی

[۵] مستعیذہ مختلف اسمار کی عورتین ہین ایک ضحاک کلابیہ کی بیٹی ہے اور بخاری اور اصحاب مواہب مدینہ مین اسماء بنت النعمان بن الجون اسود بن شراحیل کو لکھا ہے ۱۲

ذکر نکاح ام المومنین مستعیذہ با اشعث بن قیس

برجمها فاخبر بانہ علیہ السلام فارقها قبل ان یمسها فترکہ من غیر تاکیلا نکیو	کہ آنحضرت نے بغیر ہاتھ لگائے اُسے طلاق دیدی تھی پس اس خبر کے سُنتے ہی حضرت عمر نے بغیر

دریافت دونون کو چھوڑدیا انتہی محصلاً ان دونون روایتون سے ثابت ہو گیا کہ بانیان مذہب اہل سنت نے اپنی خلافتون مین منکوحات رسولؐ کے عقد ثانی کو جائز سمجھا اور صحابہ نے حلال پس جبکہ امہات المومنین کی حرمت کے لیے سورۂ احزاب مین ازواجہ امہاتھم[51] اور اسی سورہ مین لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا[52] نازل ہو جائے اور پھر اس حکم خدا کو صحابہ منسوخ کر کے بعض امہات المومنین سے نکاح کرلین اور شیخین جیسے جان نثاران اسلام وفدائیان رسول اُن نکاحون کو جائز مان لین تو ضحاکہ حبشیہ باندی کے تزوج میراثی کے وقت حرمت علیکم امہاتکم الخ تک بھی نازل نہین ہوئی تھی لہذا ضحاکہ جدۂ فاروق کا برسم خاندانی چند لپشتون کے لیے جائز ہوجانا مطابق مذہب اہلسنت قابل اعتراض نہین شیعون کو چاہیے کہ ایسے مہمل اعتراض سے توبہ کرین۔

اعتراضات شیعہ درباب نکاح ثانی بامہات المومنین

دونون خلافتون کی یہ جان بخشیان ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کا حکم رکھتی ہین کیونکہ جیسے حضرت ابوبکر نے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت فاروق کے حقیقی ماموں زاد بھائی عکرمہ بن ابی جہل کی جان بخشی فرمائی ویسی ہی حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت ابوبکر کی حقیقی بہن ام فروہ کے رانڈ ہونے کے خوف سے اُسکے شوہر اشعث بن قیس کی جان بخشی کی یہی کہ ملی بھگت کہتے ہین۔

دوم اہلسنت کے نزدیک شیخین رسولخدا کے بڑے گہرے رفیق وزیر اور رازدار تھے اور عتبان بن مالک ایک دن بیچ رسول اللہ کے ہان خبرین پہونچایا کرتا تھا اور انس بن مالک ساقی اور دربان رسول جو رسول اللہ کے جماع کی خبرین رکھتا تھا وہ شیخین کا تابعدار مخبر صادق تھا انکے علاوہ دونون کی دو چالاک بیٹیان رسول خدا کے گھر مین موجود رہتی تھین جن سے

---

[51] ہمارے رسول کی ازواج امتیون کی مائین ہین انتہی ۱۲

[52] ازواج رسول سے ہرگز کبھی نکاح نہ کرنا انتہی ۱۲

ہر بات کی خبر ملتی ہوگی باوجود اس قدر ذرائع کے رسول اللہ کے ایسے کام سے دونون صاحب غافل رہے اور قتیلہ سے خلوت صحیحہ رسول کی خبر نہ لگی مگر یقین ہوتا ہے کہ شیخین نے اپنی رشتہ داریون اور دوستی کے لحاظ سے عکرمہ اور اشعث کا رجم نہ کیا۔

سوم استیعاب ابن عبدالبر کی روایت اور حضرت عمر کی درایت مین واقعی بہت استقام ہین جسکا خود صاحب استیعاب کو بھی اقرار ہے اور بدیہی امر ہے کہ مطلقہ یا مرتدہ مان اپنی اولاد پر حلال نہین ہوسکتی۔

چہارم آیۂ مذکورہ مین منکوحات پیغمبر سے بلا تفصیل خلوت نکاح کی ممانعت شدید بقید ابدا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ جمہور اہلسنت کے نزدیک نکاح کے معنی عقد معروف کے ہین اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتیلہ سے نکاح وجماع دونون ہوچکے تھے پس دونون صورتون مین آیۂ لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ مطلقۂ رسول یا مرتدہ ام المومنین سے کسی امتی کا نکاح جائز ہو لہذا شیخین پر واجب تھا کہ ایسے صریح نص کے مخالف عاملون کا ضرور رجم کرتے۔

پنجم منہاج النبوہ جلد دوم باب ذکر ازواج رسول صفحہ ۷۷ سے واضح ہے کہ قتیلہ و مستعیذہ کے علاوہ ایک جماعۃ نساء اور ہے جو بیس بلکہ اس سے بھی زیادہ تھین جنمین سے کسی سے رسول اللہ نے صرف عقد معروف کیا تھا اور بعض سے نکاح وجماع دونون کیے تھے ان سب مین سے جانے کس کس نے عقد ثانی کیے مگر شیخین نے کسی کا بھی رجم نہین کیا۔

ردّ شیعہ بکا برات شنیعہ

واقعی آپ حضرات کے اعتراضات مین سے یہ باتین صحیح ہین کہ بعض ازواج رسول نے شیخین کی خلافتون مین عقد ثانی بلکہ عقد ثالث کیے ازانجملہ اسماء بنت نعمان بن جون الاسود بن شراحیل نے پہلے نکاح مہاجر ابن ابی امیہ سے کیا اور پھر دوسرا نکاح قیس بن مکشوح سے (دیکھو اصابہ ابن حجر عسقلانی جلد آٹھ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱ ترجمہ اسماء بنت النعمان مطبوعہ مصر۔

اسی اسماء بنت النعمان سے پیغمبر خدا کے اقدام زنا کی حدیث امام بخاری نے اپنے جامع کی کتاب الطلاق باب من طلق وھل یواجہ الرجل امرأتہ بالطلاق مین لکھی ہے اور

مواہب لدنیہ مین بھی اسکا نام اسمار بنت النعمان لکھا ہے مگر یہ بات نہین ہے کہ جن جنکو رسولخدا نے
طلاق دیدی اون سب نے عقد ثانی ہی کیے بلکہ ضحاک کلابیہ کی بیٹی نے اور ازواج کی طرح
جب زیادہ طلبی کا سوال کیا تو رسول اللہ نے اورون کی طرح اُسے بھی اختیار دیا کہ یا تو اللہ اور
رسول کو اختیار کر یا دنیا کا مال لو اور رخصت ہوجاؤ تو اُس ناشدنی نے اُسوقت دنیا کا مال اختیار کیا
اور آنحضرت نے اُسے دیکر رخصت کیا لیکن مفارقت رسول مین اُسنے اپنی یہ گت بنائی کہ وہ
گوبر چُنتی پھرتی تھی اور جب کوئی اُس سے اُسکا نام پوچھتا تھا تو کہتی تھی ان الشقیۃ التی اختارت
الدنیا علی اللہ ورسولہ یعنی مین وہ بدبخت ہون کہ جسنے اللہ و رسول کو چھوڑکر دنیا اختیار کی اور
نام نہ بتائی تھی (منہاج النبوۃ جلد دوم باب ازواج النبی) الغرض جسقدر رسول اللہ نے عقد فرمائے
اُنکی ٹھیک تعداد کسی کو آجتک نہین معلوم ہوئی اور نہ یہ صاف طور پر معلوم ہوا کہ کتنی منکوحات
ومستعیذات نے عقد ثانی کیے یا نہیں کیے کیونکہ مستعیذات بھی تدبیر کتب سے کئی معلوم ہوتی
ہین مگر آپ حضرات کے صحیح جوابات یہ ہین کہ اول تو پیغمبر خدا کسی صحابی کے حقیقی باپ نہ تھے
جیساکہ ما کان محمدؐ ابا احد من رجالکم سے ثابت ہے اور جو بجہت پرورش جسمانی و روحانی
پیغمبر خدا کو باپ مانا بھی جائے تو وہ درجہ ابوی بھی اُس زمانہ تک رہا کہ جس وقت تک انعام وخیرات
وغنیمت دیتے رہے یا وعظ وپند سے اُن کی اصلاح کرتے رہے مگر بعد انتقال وہ درجات ابوی
شیخین کی طرف منتقل ہوے پس انھون نے آپا نکر جس فرزند سے چاہا ازواج رسول کا نکاح ثانی
کرادیا اب شیخین اسکے ذمہ دار ہین آپ سے کوئی نہین پوچھتا پھر وہ ابویت بھی ناقص تھی کیونکہ
کہ رسولخدا پرورش تو عورت ومرد دونون کی کرتے تھے لیکن مسلمان عورتون سے نکاح بھی کرگئے تھے
جس سے ثابت ہوا کہ پیغمبر خدا پرورش جسمانی کے سبب عورتون کے باپ نہ تھے صرف مردون کے تھے
اسیطرح امہات المومنین بھی عورتون کی مائین نہ تھین چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
منقول ہے کہ ایک عورت نے جناب ممدوحہ کو ماں کہکر خطاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم مردون کی مائین
ہین عورتون کی نہین پس معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کی ابویت امہ سے ناقص تھی اور ابوبکر کی ابویت کامل کہ
وہ جسمانی وروحانی دونون طرح کے تھے۔

نوٹ اخبار الفردوس کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ پیغمبر خدا کے نور سے ابوبکر وعمر پیدا ہوے

اور اُنکے نور سے مخلوق پیدا ہوئی تو وہ مخلوف اہلسنت وجماعت ہین کہ خدا ورسول کی توہین سے
ناراض نہین ہوتے بلکہ خود کرتے ہین اور ابوبکر وعمر کی توہین کی ہوا پر برانگیختہ ہوجاتے ہین تو غالباً
یہ اُسی مخلوقیت وابویت کی قربت کا سبب ہے۔

دوم بکثرت کتب سے ثابت ہے کہ پیغمبر خدا دو سال پیشتر سے اپنی موت کے اخیار صحابہ
کو سنایا کرتے تھے جو کتب اہلسنت مین درج ہین لس ایسی جلد مفارقت دائمی مین موت سے ایک دو ماہ
قبل نکاح و بیاہ کیسا پس قتیلہ ومستعیذہ سے نکاح کی روایت روافض کی من گھڑت معلوم ہوتی ہے

سوم جبکہ لاکھون امتیون اور اُنکی جان وجائداد ومال اور خاصکر اپنے کنبے اور لخت جگرون
کے واسطے کوئی وصیت نہین کی اور نہ خلافت کسی کے سپرد کی اور نہ خلافت کیلئے کسی کو نامزد کیا
جیسا کہ عقیدۂ اہلسنت سے ثابت ہے جسکے سبب سے اُمت مین آئے دن جھگڑے فساد ہوتے
رہتے ہین تو ایسے شخص کی نسبت کیونکر یقین ہوسکتا ہے کہ اُسنے صرف بی قتیلہ کے لیے کوئی وصیت
کی ہوگی لہذا پیغمبر خدا کی وصیت کا بہتان روافض کی بناوٹ ہے۔

چہارم بکثرت کتب اہلسنت سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کا خطاب کنتم خیر امۃ جملہ
اہلسنت اور بالخصوص صحابہ کے لیے ہے اور جملہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اُنکے مقبول صحابہ کے
لیے قرآن مجید مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی بشارت درج ہے اور خاص اہل بدر کی نسبت
تو اہل سنت کی حدیث قدسی مندرجہ صحاح مین ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم یعنی اے بدریو مین نے تمکو بخشد یا تم جو چاہو کرو اور ظاہر ہے کہ حضرات شیخین یقیناً
بدری تھے پس ایسے سندی مشیران جنت کا کوئی فعل عصیان نہین ہوسکتا گو ظاہر آیت سے ارتداد
معلوم ہوتا ہے ہان جملہ روافض اور اُن ناعاقبت اندیش اہلسنت کے لیے خرابی ہے جو روافض
کی ہان مین ہان ملاکر قرآن کے حکم کے بھروسہ پر شیخین کو بُرا جانتے ہین۔

پنجم سورۂ احزاب مین ہے ازواجہ امہاتھم یعنی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہمارے پیغمبر کی
ازواج مومنین کی مائین ہین اور عکرمہ بن ابی جہل وہ مرتد تھا کہ فتح مکہ کے دن پیغمبر خدا اُسکا خون
ہدر کر چکے تھے اور اشعث وہ مرتد تھا جو انتزاع خلافت کے لیے حضرت ابوبکر کا مقابل ہوا چونکہ
اشعث خاندانی رئیس زادہ اور حضرت ابوبکر خاندانی جرٹیا رپس اس لحاظ سے دب کر اشعث کو انھون نے

بھوئی بنالیا تھا پس جبکہ یہ دونون متقید بایمان نہ تھے اور مطلقہ رسول بھی متزلزل بالایمان و الیقان تھین اور قرآنی احکام مومنین پر قابل نفاذ ہین تو مرتدان فی الدین کے لیے اسلامی قیود لگانے حضرات شیعہ کا جہل ہے اور جو مرویات عکرمہ بن ابی جہل مندرجہ بخاری وغیرہ سے عکرمہ کا اسلام مانا جائے تو یہ استدلال غلط ہوگا کیونکہ جیسا عکرمہ مسلمان تھا اُس سے بڑھکر امام بخاری نے رسول خدا کی توہین کی احادیث اپنی جامع مین لکھی ہین تو انصافاً وہ بھی مرتد تھا پس ایسے حامی مرتد کی شہادت قابل قبول نہین ہوسکتی۔

ششم سورۂ احزاب ہی مین دوسری آیت ہے ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ ابدا یعنی اے لوگو ہمارے رسول کو ایذا نہ دو اور اُسکی ازواج سے نکاح نہ کرنا تو اس آیت مین دو حکم اور احتمالات کثیر ہین پہلا حکم ایذاے رسول کے باب مین ہے اور بعقیدہ اہلسنت وجماعت انتقال رسول کے بعد ایذاے رسول نہین ہوسکتی اور نہ شرمندگی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ لوگ رسول کو مثل دیگر متوفی کے مردہ جانتے ہین یہی وجہ ہے کہ رسول کی فاتحہ دلاتے ہین زیارت نہین پڑھتے اور یہی عقیدہ شیخین کا تھا دوسرا حکم لاتنکحوا ہے اس آیت مین بعقیدہ اہلسنت استحبابی امر ہے وجوبی نہین اسی وجہ سے عاقد ومعقود کا رجم نہین کیا گیا تیسرے اس آیت مین لفظ ابدا ہے جو الحاقی معلوم ہوتا ہے کیا معنی کہ امہات المومنین منکوحہ وموطوءہ کے اعمار ایک صدی کے بھی نہ تھے تو اس صورت مین ابدا کی قید امر زائد ہے اور خدا تعالیٰ ایسے فضول کلام سے مبرا ہے پس قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آیۂ وضو مین روافض نے ارجلکم الی الکعبین کو فاغسلوا کے تحت سے نکال کر امسحوا کے تحت مین لکھدیا ایسی ہی کچھ کارستانی اس آیت مین بھی کی ہے چوتھے لاتنکحوا ازواجہ مین قید بعض ازواج کی ہے سب کے لیے نہین ہے یعنی رسول خدا کی وہ نو ازواج جو آپ کے انتقال کے وقت زندہ اور آپ کے نکاح مین تھین اور اُنمین سے بھی صرف حضرت عائشہ جن سے ممانعت نکاح ثانی کے باب مین یہ آیت نازل ہوئی معالم التنزیل تحت آیت مذکور لکھا ہے کہ یہ آیت اُن صحابی کی شان مین نازل ہوئی کہ

جنھون نے یہ کہا تھا کہ محمد مرجائینگے تو ہم عائشہ سے نکاح کرینگے مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ وہ	نزلت فی رجل من اصحاب النبی قال لئن قبض رسول اللہ لانکحن عائشۃ قال مقاتل

ھوطلحۃ بن عبیداللہ۔ | طلحہ بن عبیداللہ تھے جو عشرۂ مبشرہ سے تھے

لہٰذا امر لا تنکحوا مین کل ازواج شریک نہین ہوسکتین۔ اس دعوے کے دو ثبوت ہین ایک یہ کہ اُن نو ازواج مین سے بعد رسول کسی کا نکاح نہین ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ان نو ازواج کے علاوہ مدخولہا ہون یا غیر مدخولہا اگر مطلقہ ہون وہ امر لا تنکحوا ازواجہ سے خارج ہین دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جب یزید ابن معاویہ نے عائشہ سے نکاح کرنے کا قصد کیا تو اُسوقت بھی یہی آیت لا تنکحوا ازواجہ پیش کی گئی تھی جسکے سبب سے وہ باز رہا (دیکھو منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ عبدالحق دہلوی جلد اول باب پنجم فضائل رسول صفحہ ۲۶۶- پس جبکہ یزید جیسے شخص نے اس حکم کی تعمیل کی تو اور صحابہ اور شیخین اُس سے زیادہ مؤدب فی الدین تھے اُنکی نسبت سوء ظنی بھی نہین ہوسکتی۔

نوٹ۔ احکام قرآن کی پابندی سے یزید ابن معاویہ بعقیدۂ اہلسنت مومن کامل ثابت ہوتا ہے اسی سبب سے بعض اہلسنت نے اُسکو اولیاء اللہ بلکہ انبیاء سے مانا ہے (دیکھو وصیت کبریٰ ابن تیمیہ صفحہ) لہٰذا حضرات شیعہ کو بھی یزید کی گستاخی سے بجا تسی اہلسنت اجتناب چاہیے۔

ہفتم قرآن مجید مین بیشک لفظ نکاح ہر جا عقد معروف کے معنی مین ہے صرف پارۂ سیقول رکوع ۱۲ مین حتی تنکح زوجا غیرہ کے مقام پر جماع کے معنی مین ہے اسی سبب سے اہلسنت کے ہان غیر منکوحہ مائین اور اُنکی وہ اولاد جو زنا سے پیدا ہوئی ہو وہ حقیقی باپ اور بھائی پر بموجب اجتہاد مالک و شافعی و ابو ثور وغیرہ حلال ہین لیکن غریب شیخین قرآن سے جاہل تھے وہ کیا سمجھ سکتے تھے کہ قرآن مین لا تنکحوا ازواجہ ابدا قرآن کی آیت ہے ہان جب اُنکو معلوم ہوا کہ ازواج رسول امت پر حرام ہین تو اُنھون نے فوراً تدارک کرنا چاہا لیکن جب آیۂ مذکور کے معنے لوگون سے سُنے اور اُسکے خلاف مین شہادتین پیش ہوئین تو رجم ترک کرنا پڑا ورنہ آپ جانتے ہین کہ شیخین اور اُن مین بھی حضرت فاروق ایسے تھے کہ بڑے بڑے عزت دار صحابہ کو ٹھونک ڈالتے تھے چنانچہ حصۂ اول تبصرہ تکذیب علت ابنہ فاروق مین ہم لکھ چکے ہین کہ جناب ممدوح نے سعد ابن ابی وقاص اور اُبی بن کعب کو ٹھونک دیا اور اُسی کے دوسرے باب تنقیص ابوہریرہ مین لکھ چکے ہین کہ ابی ہریرہ کے ہوتھ ڈالدیے اور تبصرہ مذکور ہی مین لکھا ہے کہ ابن ذی لوہ کو پچھاڑ دیا جو کہ حضرت فاروق کی سفری صراحی سے کچھ پی کر مست ہوگیا تھا الغرض شیخین نے جو عاقد و معقودہ کی جان بخشیان

لیکن وہ قرابت اور دوستانہ خیال سے نہین کین جو مخالفت قرآن یا عداوت رسول کا گمان ہو سکے اگر کین بھی تو محض جہل کے سبب سے لہذا اس خطا مین شیخین قابل معافی ہین۔

ہشتم صاحب تفسیر بیضاوی نے آیہ لا تنکحوا ازواجہ کے تحت مین لکھا ہے کہ منزلتهن في التحريم لاستحقاق التعظيم | ازواج رسول کی نسبت امہات کا مرتبہ استحقاق تعظیم کے سبب سے ہے جس سے مراد وہی نکلتی ہے جو ہم لکھ چکے کہ پیغمبر خدا امتیون مین سے کسی کے باپ نہ تھے نہ کسی سے قرابت تھی ہان عطائے انعام و جاگیر وخیرات کے سبب پرورش کنندہ باپ تھے اور وعظ و پند کے سبب سے روحانی باپ لیکن انتقال کے بعد وہ بھی فضیلت خلافت کی طرح پلٹ گئی پس اُنکے جانشینون نے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا خواہ وہ اجتہاد قرآن کے خلاف ہو یا موافق۔

نہم جیسے روافض کے ہان تقیہ ہے اسی کے ہی توڑ پر اہلسنت کے ہان اجماع وقیاس ہے اور یہ ایسی دونون کلدار توپین ہین کہ جنکے آگے کلام خدا اور رسول کی کوئی ہستی نہین اُن کے سامنے آئے اور پھٹ سے منسوخ پس پھر جو چاہے کام بنا لیجئے شرح اصول بزدوی کے صفحہ ۱۷۵ مین ہے ولكن الاجماع يجوز ناسخا للكتاب والسنة | فضیلت اجماع مین ہے کہ اجماع سے قرآن وحدیث دونون کا منسوخ ہونا جائز ہے انتہی اور اسی کتاب کی فضیلت قیاس مین لکھا ہے کہ وذكر بعض الكتاب ان النسخ يجوز عند ابی القاسم بالقياس۔ | ابی قاسم کے نزدیک قیاس سے قرآن و حدیث دونون منسوخ ہو جاتی ہین

چنانچہ آیات انما وليكم الله ورسوله الخ اور اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم وغیرہ اور حدیث متواتر من كنت مولاه فعلی مولاه یہ اور بہت سی آیات واحادیث سب اجماع سے منسوخ ہوگئین بلکہ حدیث احاد یعنی نحن معشر الانبياء الخ سے قرآن کی آیت میراث بحق عترت رسول منسوخ ہوگئی باقی اُمتیون کے حق مین بحال رہی اسیطرح آیہ خمس قیاس سے ایسے منسوخ ہوگئی جیسے گدھے کے سر پر سے سینگ چونکہ شیخین اور جملہ صحابہ اہلسنت نے آیہ لا تنکحوا ازواجہ ابدا کو اجماع سکوتی سے منسوخ کردیا اور اُنکے جملہ پیر و صالحین وطالبین نے اس کے خلاف چون نہ کی لہذا حضرات شیعہ کے جملہ اعتراض اصول مذہب اہل سنت کے

قواعد کے مطابق لغو اور مہمل اور جو انقطاع وحی یا انتقال رسول کے بعد اجماع وقیاس سے قرآن و احادیث کا منسوخ ہونا ناجائز سمجھا جائے گا تو شیخین کافر اور عکرمہ و اشعث ومستعیذہ وقتیلہ مرتد قرار پائین گے اور ان کے ساتھ اس اجماع کو برحق جاننے والے بھی تو یہ اصول مذہب روافض کا شیعوں کو مبارک ہو لہذا مطابق مذہب اہلسنت بعض امہات المومنین امتہ پر حلال۔

تنبیہ در تنزیہ مذہب اہلسنت وجماعت

کتب اہل سنت سے ہکابرات منقولی جس قدر احکام واسناد درج کیے ہین وہ صدیون سے معمول بہ اہلسنت نہین بلکہ وہ اجتہادات علماء وترخصات فقہاء جدیدالاسلام لوگون کے لیے بخوف عود کفر گھڑ لیے گئے تھے اور ضرورت شرعیہ کے لحاظ سے دفع الوقتی کے لیئے قرآن واحادیث کی توہین و مخالفت کا گمان بھی نہین کیا گیا تھا اور فی الحقیقت قریب العہد بہ کفر ہونے کے سبب وہ لوگ ایسی رعایتون کے مستحق بھی تھے چونکہ حضرات شیعہ نے اُن ہی اسلاف محتمل الفسق والکفر پر اعتراضات کیے ہین یا ین وجہ اُن ہی دفع الوقتی کے اسانید سے شیعہ کو ساکت وصامت کیا گیا ہے لیکن اب صدیون سے ایسے جملہ مسائل اجتہادیہ وترخصات فقہاء معمول بہ اہل سنت نہین رہے بلکہ جو اصل اصول اسلام اور مسائل واحکام تھے بفضلہ وہی اب اخلاقی وحسن معاشرت و عبادات کے احکام و اعمال جاری اور معمول بہ ہین اور جملہ اہل سنت وجماعت اُن اجتہادات وترخصات کو لغو اور حرام مطلق جانتے ہین اور مجتہدین کو خاطی لہذا موجودہ وجاریہ عمل اہل سنت پر ایسے ناپاک اعتراض ہرگز نہین ہو سکتے۔

باب دوم در بحث نسب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ نے جناب عثمان بن عفان بن العاص بن امیۃ کے نسب کے نسبت
بھی بہت کچھ گستاخیان کی ہین جو مختلف کتب شیعہ سے پیش کیجاتی ہین -
ابو المنذر ہشام نے اپنی کتاب کے باب مثالب مین لکھا ہے کہ عفان بن العاص سے لوگ
وعفان بن العاص ممن كان يتخنث ويلعب | مخنث کا کام لیتے تھے اور اوس سے تمسخر بھی
کیا جاتا تھا انتہی اور صاحب احقاق الحق نے اوسی ہشام سے یہ روایت کی ہے کہ جس سے
ممن كان يلعب به وينتقل عفان ابو | تمسخر کیا جاتا تھا اور جو اپنا نسب غیرون سے ملایا
عثمان فكان يضرب بالدف | کرتا تھا وہ عثمان کا باپ تھا جو دف بجاتا تھا
انتہی ان دونون سندون سے عفان کا نامرد اور مخنث پیشہ ہونا اور خاندانی افلاس کے
علاوہ پیشہ کی نجاست اور سر اہد سے عفان یعنی بدبو والا مشہور ہونا اور ایک باپ کو چھوڑ
دوسرا اختیار کرلینا پایا جاتا ہے چونکہ مکہ مین عفان کی نامردی اور تبدیل و انتقال نسب
کی شہرت تھی اس بنا بر قیاس ہوتا ہے کہ دونون باپ بیٹے شخص مجہول کے نسب سے تھے
ے محبت شہ مردان مجو ز بے پدرے چہ کہ دست غیر گرفتست پلے مادر او ان اسناد
کی صحت حضرت عثمان کے قریبی رشتہ دارون کے پیشون سے اور بھی ہوتی ہے چنانچہ
اصابہ ابن حجر عسقلانی جلد اول صفحہ ۱۴۱۷ مین ہے کہ حکم بن کیسان بنی مخزوم کا غلام

تزوج حكم بن كيسان مولى من بنى | جو حجامی کرتا تھا اوسنے آمنہ بنت عفان عثمان
مخزوم كان حجام امنة بنت عفان | کی حقیقی بہن سے شادی کی اور آمنہ مشاطہ
اخت عثمان وكانت مشاطة | گری (یعنی عورتون کو نہلانا کنگھی چوٹی کرنے

ختنے کرنا وغیرہ) کرتی تھی انتہی حیوۃ الحیوان دمیری سے صاحب اخساء اور شیعہ اور
اور اصلاح نے لکھا ہے کہ کتاب مذکور کے لغت جزور سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عثمان کے
عم حقیقی جانورون کو بدھیا بناتے تھے اور بیطاری کرتے تھے تاریخ کامل ابن اثیر سے
صاحب اخساء نے حضرت عثمان غنی کا یہ قول لکھا ہے کہ

وانی فی رھط عیلۃ وقلیلۃ معاش (مین قلیل معاش خاندان فقروفاقہ سے ہون) انتہی تو عفان کے مخنث ہونے اور اوسکے دُفالی ہونے سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کا یہ قول بالکل صحیح ہے غنی کا لقب بنی امیہ نے دیا ہے رسول اللہ کا دیا ہوا نہین ہے۔

حضرت عثمان کا مادری نسب دیکھو وہ بھی شبہہ سے خالی نہین چنانچہ مروج الذہب علامہ مسعودی جلد اول صفحہ ۴۳۳ مین ہے حضرت عقیل بن ابیطالب علیہ السلام نے

وقال عقیل بن ابی طالب للولید (اخی عثمان من امیہ) کانک لاتدری من انت وانت علج من اھل صفوریہ وھی قریہ بین عکا ولجون من اعمال الاردن من بلاد طبریہ کان ذکر ان اباہ کان یہودیا منہا

عثمان کے ماںجائے بھائی (ولید بن عقبہ بن ابی معیط) سے کہا تو جانتا ہے کہ تو کس کا نطفہ ہے جسکا سکونتی گانون عکا ولجون کے درمیان بسا ہوا تھا اور یہ دونون مقام پرگنہ اردن ضلع طبریہ مین واقع ہین انتہی محصلاً اس سند سے یہ بات پائی گئی کہ انکی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس فاحشہ یقین اہل صفوریہ کے ایک مجہول الاسم یہودی سے حمل رکھا کر ولید کو عقبہ بن ابی معیط کا نطفہ بتادیا چونکہ عفان نامرد مخنث پیشہ اور مان فاحشہ پس عجب نہین کہ عثمان بھی کسی اور سے ہون اور عفان نے بلحاظ شرافت نامردی اپنی اور اپنی زوجہ کے عیب پوشی کی خاطر عثمان کو اپنا بیٹا مشہور کردیا ہو انکی مان کے بے پتہ ہونے کا سب سے بڑھ کر ثبوت یہ ہے کہ جب بلوائیان مصر کے رفع فساد کی نیت سے طلحہ وزبیر اور جناب علیؑ کو عثمان نے بلایا اور اثناء گفتگو مین بیساختہ عثمان کی زبان سے یہ نکلا اگر خلافت میری پاس نہی تو تمہارے پاس بھی نہ رہیگی

مالک بھذا الکلام لا ام لک (رسالہ محرم نامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی مطبوعہ ۱۳۳۴ھ بیان عبد اللہ ابن سعد صفحہ ۵۲)

اس کہنے پر جناب علیؑ کو جوش آگیا اور فرمایا اے مادر مجہول اس کہنے سے تیری کیا مراد ہے چونکہ جناب امیرؑ ہمارے ہان معصوم اور اہلسنت کے ہان محفوظ مانے جاتے ہین کاسلئے ممکن نہین کہ بیدینی مشہور مانکے بطن سے ہون دوم نام عثمان بھی انکے نسب مادری وپدری کی خرابی کی دلیل ہے

کیا معنی کہ لفظ عثمان کا مادہ عثم سے ہے اور تاج العروس شرح قاموس جلد آٹھ صفحہ ۳۱۸
مین استخوان شکستہ کے جوڑ پر صحیح نہ بیٹھکر ٹیڑھے رہنے کو عثم کہتے ہین اور الف و نون نسبت کا
ہے چونکہ باپ نامرد تھا اور مان فاحشہ پس نہین معلوم ہوسکتا کہ حضرت عثمان اروی بنت
گریز کی گود مین کیونکر پہونچے اور ابن عفان کیونکر بنگئے اسی وجہ سے مان باپ نے
نام بھی ایسا چھانٹ کر رکھا کہ نام عثمان سنتے ہی انسان انکا بے جوڑ نسب سمجھ لے
اور جو لفظ عثم سے قطع نظر کیجاے تو لفظ عثمان بھی شرافت نسب پر دال نہین کیونکہ مجموعہ
لغات عربی ترجمہ قاموس مین عثمان کے چند معانی ہیں سانپ کا بچہ اور اژدہے کا
بچہ اور سرخاب کا بچھا۔ غرض ان تینون معانی سے آدمیت نہین پائی جاتی اور چونکہ
قاتلان مومنین اور موذیان بانی اسلام کی سفارشین کرکرکے اونکی جانون کی معافیان
دلوانا انکا شعار خاص تھا اسوجہ سے معانی اول و دوم پوری منطبق ہو گئے بلکہ اگر
غور کیا جائے تو انکے سلسلہ نسب مشہورہ کی دو چار پشت کے نام تک بھی ذلیل ہے مثلاً
باپ کا نام عفان یعنی عفونت بھرا اور دادا کا نام عاص یعنی گنہگار اور پردادا کا امیہ
یعنی ذلیل باندی اور سکڑدادا کا نام عبد شمس یعنی سورج کا بندہ یا سورج کا غلام
الغرض جیسے حضرت ابوبکر و عمر شریف تھے کہ اول صاحب چڑیمار زادے اور ثانی صاحب
چرواہے زادے یا لکڑہارزادے تھے ویسے ہی آپکے والد ماجد ڈفالی اور مخنث پیشہ
شریف تر تھے اور رجملہ مجہول و معیوب الانساب مین آپکو یہ شرف خاص ہے کہ باپ کے
مجہول ہونیکے علاوہ اپکی اماجان بھی مجہول الاسم تھین انتہی۔
خرابی نسب حضرت عثمان کے یہ کھوٹے سکے حضرات شیعہ کے کیسۂ مطاعن مین ہین
جو بالکل سلیپٹ ہین جسمین کوئی بھی کھرا نہین لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کتاب کا موضوع
تنزیہ نسب پدری ہے مادری نہین اس مجبوری کے سبب موضوع کتاب کے مطابق
ہفوات شیعہ کا رد لکھتے ہین اور باقی مطاعن کے جوابات کو قلم انداز کرتے ہین و ہو المستعان

فصل اوّل در تقبیح رواۃ مجاہیل وکتب پر تضلیل

اول تو جملہ مولفین کتب یعنی ابو المنذر و قاضی نور اللہ شستری و ابن حجر عسقلانی و خواجہ
حسن نظامی و ابن اثیران سب نے صحابہ کی تقبیح کی ہے اور مذہب اہلسنت مین مسلمہ ہے
کہ جو تقفیح صحابہ کرے وہ رفضی ہے اور رفضی کی بات قابل سند نہین خواہ سچا ہی کیون نہو دوم
جسقدر شیعہ نے روایات پیش کین ایک مین بھی رواۃ حدیث کا نام نہین تاکہ علم رجال سے
معلوم کرسکتے کہ کون سا راوی معتبر جید الحفظ حافظ الحدیث ثقہ ہے اور کونسا معتبر وغیرہ
صفات کا چونکہ فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی مین یہ اصول فقہ درج ہے اسناد فاضلہ کا حیثیہ
الاسناد خصیصة فاضلة من خصایص هذه الامة
کرنا امت مرحومہ کا خاصہ ہے اور بخاری مین الاسناد من الدین ہے یعنی ثقہ وعادل
لوگون کی سند سے دین کامل ہوتا ہے نہ مجاہیل کے اسناد سے اور اعتراضات پیش کردہ
مین اسناد ہی ندارد ہین لہذا جملہ دعاوی غلط اور رسالے دیگر ایک مروج المذہب کی
سند مین اور وہ بھی باسناد منقطع صرف حضرت عقیل بن ابیطالب علیہ السلام کا نام لیا گیا ہے
تو اونکا حال بھی سن لیجئے۔

واضح ہو کہ ابتداے اسلام مین دو صاحب ایسے بھکڑیا ہر ضلع مین طاق جگت
مین شہرہ آفاق تھے کہ صحابہ مین اونسے بڑھ کر کوئی فحش گو نہ تھا (کتب صحاح وغیرہ) درجہ
اوّل مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان ابوبکر مین
لکھا ہے کہ ابوبکر عقیل مین گالم گلوچ ہوئی اور ابوبکر بڑے گالیان دینے والے تھے
فاستب عقیل ابن ابیطالب وابوبکر وکان ابوبکر سبابا
اور بعض تفاسیر مین ہے کہ آیہ لایحب الله الجهر بالقول من السوء الا من ظلم
آپکی ہی شان والاشان مین نازل ہوئی تھی اور صلح حدیبیہ مین جو رسول اللہ کے
مواجہ مین مسعود ثقفی کو فاحشہ گالی دی تھی وہ آپ ہی نغمہ سرا ہوے تھے (صحیحین) اور تاریخ
الخلفا سیوطی بیان ابوبکر ذکر روانگی جیش اسامہ مین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے

روانگی لشکر اسامہ کے موقع اختلاف پر قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر ازواج نبیؐ کی ٹانگیں کتے بھی

لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ما ردت جیشا وجهه رسول الله

کھسیٹیں تو بھی مین اوسطرف سے لشکر کو نہ پھیرون گا جدھر آنحضرت نے روانگی لشکر کا

ارادہ فرمایا تھا انتہی چونکہ الکنایۃ ابلغ من التصریح مسلمہ عالم ہے باین وجہ و بجہت ادب رسالت زیادہ تشریح نہین کرسکتے مگر حضرات شیعہ جناب ممدوح کو اول درجہ کا پھکڑ مان لین تو احسان ہے کیونکہ خلافت اول کا یہ خلق ماہی و مراتب مین داخل ہے۔

درجہ دوم پر حضرت عقیل بن ابیطالب علیہ السلام تھے چنانچہ ثمرۃ الاوراق کے

فقال معاویہ لاصحابہ هذا عقیل عمه ابولهب فقال عقیل وهذا معاویه عمته حمالة الحطب[1] ثم قال یا معاویه اذا دخلت النار فاعدل ذات الیسار فانك ستجد عمی ابا لهب مفترشا عمتك حمالة الحطب فانظر ایهما خیر الفاعل والمفعول

صفحہ ۱۱۵ مین ہے کہ حضرت عقیل معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے اپنے اصحاب سے کہا لوگو دیکھو یہی عقیل ہین کہ جنکا چچا ابولہب تھا حضرت عقیل نے فرمایا لوگو دیکھو کہ یہ معاویہ ہے جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب زوجہ ابولہب تھی پھر فرمایا اے معاویہ جب تو دوزخ مین جاوے تو دست راست کیطرف مڑنا

وہان تو دیکھے گا کہ میرا چچا تیری پھوپھی کے ساتھ ہم صحبت ہوگا اسوقت تجھے معلوم ہوگا کہ فاعل اچھا ہے یا مفعول انتہی اگرچہ فحش گوئی مین حضرت عقیل حضرت ابوبکر سے کم نہ تھے لیکن حضرت ابوبکر مین جوش اسلام بہت مبالغہ کے ساتھ تھا باینوجہ جب وہ فحش پر آتے

---

[1] زوجہ ابولہب بنت صخر ابوسفیان کی حقیقی بہن معاویہ کی حقیقی پھوپھی اسکا نام ام جمیل اور عرف عورا تھا یعنی کانتری ام جمیل مشہور تھی چونکہ رسول اللہ کی ایذارسانی کے واسطے جنگل سے کانٹے چنکر لاتی اور آپ کے رستہ مین ڈالتی تھی اسی وجہ سے خدا تعالے نے اسکو حمالۃ الحطب خطاب بخشا ہے تفسیر ابن عباس صفحہ ۴۱۲ مین ہے ویقال فی عنقها رسن لیعنی الذی اعتقنت یعنی کہا گیا ہے کہ اس کے گلے مین خرمے کی رسی رہتی تھی کسی خانگی جھگڑے کے سبب اوسی سے خود پھانسی لیکر مرگئی

تو رسول اللہ کی توہین اور مرتبہ کا بھی خیال نہ کرتے تھے جو چاہتے کہہ بیٹھتے تھے چونکہ جملہ مہاجرین وانصار مین حضرت ابو بکر جیسا کوئی پھکڑ نہ تھا اور جناب امیر علیہ السلام کے مزاح سے کارروائی خلق نہو سکتی تھی باین لحاظ جناب ممدوح افضل امت قرار پا کے خلیفہ اول ہو گئے اور اہلسنت کے متصدی شریعت۔

چونکہ حضرت عقیل بنی ہاشم ہونیکے سبب بنی امیہ کے دشمن تھے اور حضرت عثمان بنی امیہ سے تھے لہذا دشمن کی خرابی نسب کی شہادت نامقبول۔ اور اب ہم اصل جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین وہو المستعان علی ماتصفون۔

فصل دوم در موالید مخنثان مشتمل بر تنزیہ نسب عثمان

حضرات شیعہ کے واہی قیاسون کا کچھ ٹھکانا نہین حالانکہ اونکے ہان قیاس شبہہ حرام ہے لیکن تعصب نے ایسا اندھا کیا ہے کہ اہلسنت کی مخالفت مین اوسے بھی حلال سمجھ لیا ہے۔

اول یہ تو ام ہم تسلیم ہی نہین کرتے کہ حضرت عثمان کی والدہ بدکار تھین یا حضرت عثمان کو کوئی کھلاڑن جنکر پھینک گئی اور حضرت عفان یا اروی بنت کریز نے پالکر انکو اپنا فرزند مشہور کر دیا۔ یہ باتین اہلسنت کی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہین **دوم** یہ کلیہ نہین کہ جبکا ایک بچہ حرامی ہو تو بعد نکاح بھی اُسکی جملہ اولاد حرامی کہلائے گی اور جو یہ کہا جائے کہ عفان کا اروی سے نکاح ہونا کسی مورخ نے نہین لکھا ہے تو ہم کہین گے کہ اروی کے زوجہ عفان ہونے سے کسی نے انکار بھی نہین لکھا۔ **سوم** انتحال یعنی تبدیل نسب عفان کسی معتبر کتاب سے ثابت نہین **چہارم** علم رجال کی کسی کتاب مین عفان کا مخنث ہونا درج نہین اور جو مخنث پیشہ ہونا عفان کا فرض بھی کیا جائے تو اوس زمانہ مین گانے بجانے کا جو لوگ کام کرتے تھے اونکو مخنث کہتے تھے جیسا کہ کتب احادیث سنیہ سے ظاہر ہے **پنجم** جو لوگ مفعول بننے کے عادی ہو جاتے ہین اونکے لیے یہ شرط نہین کہ وہ عورت کے قابل نہین رہتے یا وہ لاولد ہوتے ہین یہ بالکل خیال غلط ہے بلکہ جو لوگ مفعول بننے کے عادی بھی ہوتے ہین تو اونکی

تین قسمین ہین بعض ان مین عورت کے کام کے ہوتے ہین اور بعض عورت کے کام کے تو ہوتے ہین
مگر لاولد ہوتے ہین اور بعض صاحب اولاد بھی ہوتے ہین چنانچہ مجمع الامثال میدانی جلد اول باب
سابع فیما اولہ خاء مانخنث من ہیت مین لکھاہے کہ زمانہ رسولخدا مین ہیت ؟ ماتع تین
مخنث تھے انمین سے ہیت رسولخدا کے زمانہ مین جایا کرتا تھا لیکن جب حضرت ام سلمہ کے
برادر عبداللہ بن امیہ سے عورتونکے اندام نہانی کو کنایہ مبالغہ کے ساتھ بیان کرنے لگا
تو آنحضرت نے قراین سے اوس مین رجولیت پائی آپنے اوسکو موضع ضاخ مین نظربند
کردیا جو زمانہ عثمان تک وہین نظربند رہا الغرض ہیت دارم و ماتع لاولد تھے ایسے ہی ابن مبارک
تھے چنانچہ۔

محاضرات مین امام ابوالقاسم راغب اصفہانی نے لکھاہے کہ جب ناصر

لما استولی الناصر علے طبرستان فوض	طبرستان کا حاکم ہوا تو اوسنے عبداللہ ابن مبارک
عبد اللہ ابن المبارک القضاء و	تلمیذ امام ابوحنیفہ کو وہانکا قاضی مقرر کیا
کان یرضی ملا بنہ فقال یا امیر	اور وہ علت اُبنہ کے مریض مشہور تھے ایک
المومنین انا احتاج الی رجال	دن ابن مبارک نے ناصر سے کہا یا امیر
یعینونی فقال قد بلغنی ذلک	المومنین مجھے چند زبردست مردونکی ضرورت

ہے جو میری مدد کرین ناصر نے کہا کہ مجھے اس طلب کی وجہ پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے انتہی
باوجود مریض ابنہ ہونیکے انھون نے اپنی شادی کی تھی مگر انکا صاحب اولاد ہونا کسی کتاب
مین نہین **اسی طرح** یحیی بن نورالدین فاضل رومی کو علت ابنہ تھی مگر لاولد تھے (دیکھو عقد
منظوم فی ذکر افاضل الروم مولفہ علی بن بالے ذیل شقایق نعمانیہ **پس** یہ چارون لاولد
مگر بعض انمین عورت کے کام کے بھی تھے **لہذا** ابہم صاحب ولاد مخنثونکے اسناد پیش کرتے ہین

اول مخنث صاحب علت ابنہ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام یحیی بن اکثم جو مامون رشید کے
اخص الخاص سے تھے ان مین دونون صفات تھین یعنی فاعل بھی بنتے تھے اور مفعول بھی اور
باوجود ابون ہونیکے صاحب اولاد بھی تھے چنانچہ مختلف کتب اہلسنت سے ہم یہان اسناد
پیش کرتے ہین۔

تاریخ خطیب بغدادی مین ہے۔ ابو بکر بن قسم الانباری کہ جنکا ذکر پہلے آچکا ہے

وقلت من املاء ابوبکر محمد بن القسم الانباری المقدم ذکرہ ان القاضی یحیی بن اکثم قال لرجل یانس بہ ویمازحہ ماتسمع الناس یقولون فی قال ما سمع الاخیرا قال لم اسئلک لتزکینی فاسمعتھم یرمون القاضی بالابنۃ فضحک وقال المشھور غیرمنھا

اونکے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ نقل مینے دیکھی کہ قاضی یحیی نے ایک شخص جو اونکا بے تکلف دوست تھا اور اوس سے مذاق بھی ہوتا تھا اوس سے پوچھا کہ لوگ میری نسبت کیا کہتے ہین اوسنے کہا کہ لوگ آپکو اچھا کہتے ہین قاضی یحیی نے کہا کہ مین اپنی تعریف کی غرض سے نہین پوچھتا یعنی سچ کہو۔ اوس دوست نے کہا لوگ کہتے ہین کہ قاضی صاحب کو علت ابنہ ہے قاضی یحیی مسکراے اور فرمایا کہ اسکے خلاف مشہور ہے یعنی اغلام باز انتہی۔

روضۃ المناظر محب الدین ابو الولید محمد بن محمد بن الشحنہ ترجمہ قاضی موصوف

وکان ذمیم الخلق یرمی بمحبۃ الغلمان حتی قال فیہ ؎ وکنا نرتجی ان نری العدل ظاھرا ٭ فاعقبنا بعد الرجاء قنوط ٭ متی تصلح الدنیا ویصلح اھلھا ٭ وقاضی القضاۃ المسلمین یلوط۔

مین ہے کہ وہ بد خلقی اور لونڈوں کی عشق بازی مین شہرۂ آفاق تھے چنانچہ ایک شاعر نے اونکی نسبت یہ اشعار لکھے ہین جنکا حاصل یہ ہے ؎ ہمکو امید تھی کہ دنیا مین عدل کو ظاہر دیکھین گے مگر افسوس کہ امید کے بعد یاس ہوئی۔ ایسی حالت مین دنیا اور اہل دنیا کو اصلاح کی توقع کب ہو سکتی ہے جبکہ مسلمانون کے شیخ الاسلام قاضی القضاۃ خود لواطہ کرتے ہون انتہی محاضرات مین امام ابو القاسم راغب اصفہانی نے

دخل یحیی بن اکثم علی المامون بین یدیہ غلام صبیح فقال یا یحیی استنطقہ وامتحنہ فقال لہ یحیی ما الخبر فقال نطلاقۃ لسانہ الخیر

لکھا ہے کہ ایکدن یحیی بن اکثم مامون رشید کی خدمت مین حاضر ہوے تو اوسوقت ایک خوبصورت غلام حاضر تھا مامون نے کہا اے یحیی اسکی طلاقت لسانی کا امتحان لو

خبران ایھا القاضی خبر فی الارض انک الوطی وخبر فی السماء وھو انک مابون فقال المامون وایھما الاصح فقال خبر السماء لایکذب فخجل یحیی وانقطع ۔

یحیی نے کہا اے غلام کیا خبر ہے غلام نے کہا خبرین دو طرح کی ہین ایک ارضی ایک سماوی تو خبر ارضی یہ ہے کہ تو لوطی ہے اور خبر سماوی یہ ہے کہ تجھے علت ابنہ ہے مامون رشید نے پوچھا کہ ان دونون ہین سچی کون سی ہے غلام نے کہا کہ آسمانی خبر کبھی جھوٹی نہین ہوتی انتہی ان قاضی صاحب کے ایسے قصص کے اسانید اور بھی ہین کہ جن سے ان مین دونون علتین پائی جاتی ہین لیکن بخوف طوالت اونکو ترک کیا گیا مگر اب یہ بات باقی ہے کہ ایسے اعمال کے لوگ صاحب اولاد بھی ہوتے ہین یا نہین تو وہ بھی ملاحظہ ہو۔

تاریخ خطیب بغدادی مین انھین قاضی صاحب کے بیٹے کا یہ قصہ لکھا ہے

وقال اسمعیل بن محمد بن اسمعیل الصفار سمعنا ابا العینا فی مجلس العباس المبرد یقول کنت فی مجلس ابی عاصم النبیل وکان ابوبکر بن یحیی بن اکثم حاضر افتنازع غلاما فترفع الصوت فقال ابوعاصم منھم فقال ھذا ابوبکر بن یحیی بن اکثم فقال ان یسرق فقد سرق ابٌ ۔

کہ اسمعیل بن محمد بن اسمعیل الصفار نے کہا کہ مینے ابو العینا سے سنا جبکہ وہ ابو العباس مبرد کی مجلس مین تھے وہ کہتے تھے کہ مین ابی عاصم النبیل کی مجلس مین بیٹھا تھا اور ابوبکر بن یحیی بن اکثم بھی تھے پس انھون نے ایک لڑکے سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ غل مچ گیا پس ابو عاصم نے پوچھا یہ کون ہے لوگون کہا کہ ابوبکر بن یحیی بن اکثم ۔ ابو عاصم نے اس آیت کو یون بدل کر پڑھا یعنی اخٌ کی جاے ابٌ پڑھا یعنی اس لڑکے نے چوری کی تو کیا ہوا اسکے باپ نے بھی چوری کی تھی انتہی محصلاً ان چارون سندون سے ثابت ہے کہ قاضی یحیی بن اکثم صاحب مین دونون خوبیان تھین اور باوجود صاحب علت ابنہ ہونیکے صاحب اولاد بھی تھے ۔

دوسرا مخنث صاحب اولاد عبد النعیم معروف طویس تھا چنانچہ قاموس و صراح مین اسکا حال لکھا ہے اور منتخب اللغات مین یہ عبارت درج ہے طویس بالضم و فتح واؤ نام مخنثے است کہ در مدینہ بود اول اور اطاوس مے گفتند چون علامت مخنثان دروے ظاہر شد اور اطویس مے گفتند واو مے گفت کہ اے اہل مدینہ منتظر خروج دجال باشید مادام کہ من درمیان شما ہستم و چون بمیرم ہر آئینہ از خوف این بلیہ درامان باشید زیرا کہ مادر من درمیان زنان انصار نمامی میکرد و چون مرا بزاد حضرت رسول عم وفات کردند و روزیکہ مرا از شیر باز گردانید خلیفہ اول فوت شد و روزیکہ بحد بلوغ رسیدم خلیفہ ثانی گشتہ شد و روزیکہ کتخدا شدم خلیفہ ثالث کشتہ شد و روزیکہ درخانہ من فرزند شد خلیفہ چہارم کشتہ گردید پس کیست مثل من انتہی بلفظہ —

تیسرا مخنث صاحب اولاد عمر بن ہشام یعنی ابی جہل خال فاروق تھا کہ جسکی علت ابنہ کا ذکر مجمع الامثال میدانی نیشاپوری سے حصہ اول کی فصل ششم مین لکھ چکے پس اوسکا فرزند عکرمہ نامے تھا جسکا خون فتح مکہ کے ایام مین ہدر ہو چکا تھا اور پھر اوسکی جورو کی پیروی سے اوسکی جان بخشی ہوئی تھی اور یہ وہی عکرمہ ہے کہ جسنے ام المومنین قیتلہ سے حضر موت مین نکاح کیا تھا اور اسی سے صحیحین وغیرہ مین بہت سی احادیث مروی ہین پس ان شواہد سے ثابت ہو گیا کہ ملوط و صاحب علت ابنہ بھی صاحب اولاد ہوا کرتے ہین لہذا حضرت عثمان کے باپ عفان بن العاص کو اگر مخنث بھی فرض کیا جاے تو بھی جناب موصوف عفان ہی کے فرزند صلبی قرار پا سکتے ہین جس مین شبہکی گنجایش نہین ہو سکتی —

اب رہا ذلیل قبیلہ یا ذلیل پیشہ کا ہونا۔ تو از روے حکمت جائز معاوضہ کا کوئی پیشہ ذلیل نہین گو بظاہر احمق لوگ اوسے ذلیل سمجھین پس اگر حضرت عثمان کے باپ ڈفالی اور اونکے بہنوئی حجام اور بہن مشاطہ اور چچا بیطار تھے تو کیا عیب الکاسب حبیب اللہ احادیث مین موجود ہے اب رہی مخنث پیشہ گری کی رذالت تو مذہب اہلسنت مین ہیجڑے مخنث کا اقتداے صلوۃ جائز ہے جیسا کہ ہم اسکے حصہ اول کے باب اول فیصلہ واجبی بحق صاحب علت ابنہ مین بخاری کتاب الاذان باب

امامۃ المفتون والمبتدع سے لکھ چکے ایسے پیشہ والیکا اقتدا جائز ہے جس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت نے آیہ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کو مد نظر رکھ کر خالق و مخلوق مین ایسے پیشہ والیکے اقتدا کو جائز رکھا ہے پس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ڈفالی بچہ یا ہیجڑہ زادہ سمجھکر حقیر و ذلیل سمجھنا حضرات شیعہ کی حماقت ہے۔

حضرت عثمان غنی کے صحیح النسب اور خاندانی اعلی پیشہ ہونیکی قوی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت نے اپنی دو بیٹیاں آپکے حبالہ نکاح مین دین اگر وہ معیوب النسب یا ذلیل پیشہ ہوتے تو آنحضرت اپنی صاحبزادیون کو ہرگز منسوب نہ فرماتے کیونکہ آنحضرت نے بکثرت مواقع پر اپنے اصلاب طاہرہ و ارحام زکیہ سے ہونیکا دعوی اور فخر کیا ہے چنانچہ درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۲۹ مین ہے

قال رسول اللہ صلعم خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح ولم یزل اللہ ینقلنی الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفا مھذبا لاینشعب شعبان الاکنت خیرھما۔	آنحضرت نے فرمایا ہماری ولادت نکاح سے ہوئی ہے زنا سے نہین ہوئی اور ہماری کسی پشت کے ابوین نے زنا نہین کیا اور ہمکو اللہ تعالے اصلاب پاک سے ارحام پاک کی طرف منتقل فرماتا رہا جو ہر طرح مہذب و مصفا تھا جب ایک خاندان کے دو شعبے ہوئے تو ہم

بہتر سے بہتر یا باعصمت خاندان کی پشت مین رہے انتہی محصلاً پس جس نفس زکیہ اصدق القول صاحب ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا دعوی اپنے نسب کے پاک ہونے کی نسبت ایسے شد و مد سے ہو تو وہ اپنے لخت جگرون کو ذلیل پیشہ اور معیوب الانساب سے منسوب کرنے کو کیونکر گوارہ فرماتے لہذا یہ قرینہ حضرت عثمان کے صحت نسب اور عالی درجہ ہونے کا ایسا محکم ہے کہ بجز جاہل شیعہ کے اور کوئی صاحب عقل انکار نہین کرسکتا اور اس دلیل قطعی سے حضرت عثمان کے مان باپ کا مجہول ہونا یا اروی بنت کریز کا فاحشہ ہونا بھی لغو ثابت ہوا الحمد للہ والمنۃ ۔۔

فصل سوم مخالفت شیعہ در بنات و ربیبات سرورِ کائنات

حضرات شیعہ مین سے بعض کا دعوے یہ ہے کہ بجز جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے اور کوئی اولاد پروان نہین چڑھی سب کا انتقال حالت رضاعت مین ہوگیا اور زینب و رقیہ و ام کلثوم یہ لڑکیان صلب پیغمبر سے نہ تھین بانوجہ حضرت عثمان کو دامادی سے خارج کیا ہے پس اب ہم مناظرین شیعہ کے شکوک و اعتراضات ذیل مین درج کرتے ہین اور اسکے بعد جواب شافی دینگے انشاء اللہ تعالی۔

مولوی میر دلدار علی صاحب مجتہد لکھنوی اور مولوی میر علی اظہر صاحب مجتہد کھجوی ضلع سارن صوبۂ بہار نے اپنی کتب کلامیہ مین رقیہ و ام کلثوم کہ جنکا عقد ثانی حضرت عثمان سے ہوا تھا انکے بنات صلبی ہونے سے انکار کیا ہے اور فرماتے ہین کہ وہ دونون صاحبزادیان ربیبات پیغمبر تھین یعنی وہ لڑکیان حضرت خدیجۃ الکبرے کے بطن سے تھین مگر عتیق بن عائذ مخزومی کے نطفہ سے جو حضرت خدیجہ کے شوہر اول تھے یا وہ صاحبزادیان ابوہالہ بن زرارہ بناش اسدی تمیمی کے نطفہ سے تھین جو حضرت خدیجہ کے شوہر دوم تھے یا وہ لڑکیان حضرت خدیجہ کی بہن **ام ہالہ** بنت خویلد کے بطن سے تھین جن حقیقی بھانجیون کو حضرت خدیجہ نے مثل اولاد کے پالا تھا اور بلحاظ متعارف وہ لڑکیان بنات پیغمبر مشہور ہوگئین جیسے **ہند** ابن ابوہالہ کا دعوے مشہور ہے یعنی وہ کہتے تھے کہ مین سب سے افضل ہون کیونکہ میرا باپ محمد رسول اللہ اور مان خدیجۃ الکبرے اور بہن فاطمہ علیہا السلام ہے (اسد الغابہ جلد دوم) **حالانکہ** آنحضرت کی اولاد ذکور واناث مین باتفاق جمہور اسلام کوئی ہند نامی لڑکا یا لڑکی نہ تھی اور سلف سے یہ قاعدہ چلا آرہا ہے کہ اولاد ربیب شوہر مادر کو باپ کہتی ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ قرآن مین موجود ہے کہ جب آپنے اپنی زوجہ کے بیٹے کو بیٹا کہا تو خدا تعالی نے فرمایا لیس من اھلک یعنی اے نوح یہ تمہارا فرزند نہین ہے چنانچہ کنعان کے ربیب نوح ہونے کا ذکر تفاسیر فریقین مین موجود ہے از انجملہ تفسیر بیضاوی قاضی

نورالدین جلد اول سورۂ ہود کے صفحہ ۵۶۳ مین ہے و نادی نوح ابنہ کنعان وقرء علی ابنھا وکان ربیبۃ اور تفسیر
مدارک سورۂ ہود مین ہے وقیل ابن امرأتہ پھر اسی سورہ کے تحت آیۂ ان ابنی من اھلی لکھا ہے وکان ربیبا لہ بعض
اھلہ اور ایسا ہی فخر رازی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے پس ثابت ہوگیا کہ بموجب رسم قدیم ربیبات کو بیٹا بیٹی
بولتے ہین اور اسی قاعدۂ متعارف پر زینب ورقیہ وام کلثوم بنات پیغمبر مشہور ہوگئین۔ اور اگر آیۂ سورۂ
احزاب یاایھا النبی قل لازواجك وبناتك کے فحوا سے رقیہ اور ام کلثوم کو صلبی بنات پیغمبر فرض کیا جائے
تو بجہت تعظیم وغیرہ صیغۂ جمع کا شخص واحد کے لیے لانا زبان عرب مین ممنوع نہین ہے جیسے آیۂ نساءنا مین صرف
جناب سیدہ مقصود ہین چونکہ حضرت فاطمہ بضعۂ رسول معصومہ تھین بایں وجہ لفظ بنات سے وہی مقصود ہین دوم
بھتیجیان بھانجیان پوتیان نواسیان یہ سب بنات مین داخل ہین لہذا بنی ہاشم کے اُس زمانہ کی لڑکیان بنات
رسول کہی جاسکتی ہین **بعض** رواۃ اہل سنت نے جو رقیہ وام کلثوم کو بنات پیغمبر مشہور کردیا تو اسکے دو سبب
عقلاً و درایۃً پائے جاتے ہین **اول** یہ کہ زمانۂ جاہلیت مین **برخلاف** امام شافعی صرف بنات صلبی حرام
سمجھی جاتی تھین اور اسلام نے ربیبات کی بھی حرمت قائم کردی جیسا کہ سورۂ نساء مین ہے کہ۔

وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن | حرام ہین تم پر تمھاری ربائب جو تمھاری عورتون کی گود مین ہین جن سے تم نے صحبت کی ہے۔

پس عجب نہین کہ بنات صلبی اور ربائب کی اس مساوات کی بنا پر بعض راوی نے ربائب پیغمبر کو بھی بنات
صلبی سمجھ لیا **سبب دوم** یہ کہ عثمان بن عفان کی عزت افزائی کے لیے ربائب پیغمبر کو بنات صلبی قرار
دے لیا تاکہ جناب علیؑ پر فضیلت ہوجائے۔ **فقہ** اہل سنت کے احکامات دیکھو تو اُنسے بھی عثمان کی مصاہرت
پیغمبر خدا سے ثابت نہین ہوسکتی **چنانچہ** دارقطنی او بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

الا لاتزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء (شرح وقایہ) | عورتون کا نکاح کوئی نہ کرے مگر ولی اور عورتون کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُن مردون سے جو اُنکے کفو سے ہین انتہی۔

شرح وقایہ مین اس حدیث کے علاوہ بھی ایسے احکام ہین اور یہ حکم عرب کی رسم قدیم کے مطابق ہے چونکہ
عثمان کفو پیغمبر نہ تھے اور اُنسے رقیہ وام کلثوم کا نکاح ہوا تو ثابت ہوا کہ رقیہ وام کلثوم صلبی نہ تھین۔
اول تو عفان ڈفالی مخنث پیشہ نامرد تھا اور مان کا بھی پتہ نہین کہ کون سی عورت جن کر
ڈال گئی جسکو اروی بنت کریز نے پالا اور پھر عفان تبدیل نسب کا عامل اور اروی فاحشہ

ابعہ جو یا الفرض اروی اور عفان ہی کو انکا ماں باپ تسلیم کر لیا جائے تو بھی عثمان کا نسب مادری و پدری پیغمبر خدا سے غیر ہیں چنانچہ عثمان کا نسب **پدری** عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس ہے اور نسب **مادری** اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس **اس** شجرہ نسب سے ثابت ہے کہ عثمان کے ابوین نہ ہاشمی تھے نہ مطلبی بلکہ اوس منافق خاندان سے تھے کہ جس کے واسطے حکم نازل ہوا تھا کہ اے بنی تم | یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم | کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور انپر سختی کرو **اور** عثمان کی فرضی نانی مسماۃ ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب جو پیغمبر خدا کی پھوپھی تھیں تو یہ جان نثاران ثلثہ کی روایت ہے جو ہم پر حجت نہیں دوم پھوپھی کی اولاد اور وہ بھی غیر خاندان کی وہ نسب پیغمبر میں شریک نہیں ہو سکتی سوم لغت میں کفو کے **معنی** برابری کے ہیں اور احادیث و تواریخ کثیرہ سے ثابت ہے کہ زمانہ جاہلیہ و اسلام میں بنی امیہ نہ ہم رتبہ بنی ہاشم تھے نہ دوست صحیح النسب اسی سبب سے پیغمبر خدا نے بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کو خمس دیا اور جبیر بن مطعم اور عثمان بن عفان نے ہم جدی کے دعوے سے طلب بھی کیا تو آنحضرت نے خمس نہ دیا چنانچہ **سنن** ابوداؤد کتاب الخراج والفی والامارہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۴۱۶ میں جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ وہ اور عثمان آنحضرت کے پاس گئے تاکہ خمس کے بارہ میں کلام کریں جو آنحضرت نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا تھا ابن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپنے ہمارے برادران بنی ہاشم اور بنی مطلب کو خمس دیا اور ہمکو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ اور ہم قرابت میں ایک ہیں (یعنے ہاشم اور نوفل اور عبد شمس حقیقی بھائی تھے اور ہاشم سے آپ اور نوفل سے میں اور عبد شمس سے عثمان ہے) آنحضرت نے فرمایا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب ہمیشہ ایک دل رہے۔ انتہی محصلاً۔

بخاری کتاب الجہاد باب من الدلیل علی ان الخمس میں بھی اسی مضمون کی حدیث ہے جس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت نے بنی نوفل اور بنی عبد شمس کہ جسکا بیٹا امیہ تھا اوسکو کبھی اپنا نہ سمجھا **دوم** فقہ اہلسنت میں کفو سے مراد ایک پشت کے دادا سے ہے

ہم جملہ اثنا عشریہ کے نزدیک جو لوگ رقیہ وام کلثوم کو بنات رسول قرار دے کر عثمان کو ذوالنورین کہتے ہین وہ سلب ایمان کے خوف سے ماموں نہین کیا معنی کہ فقہائے اہلسنت کا اسپر اجماع و اتفاق ہے کہ غیر کفو کے ساتھ لڑکی کا نکاح نا جائز ہے اور ویفتی فی غیر الکفو بعدم جواز صلا وھو المختار (درمختار) اور یہی مذہب مختار ہے انتہی اور کتب فقہ واحادیث اہلسنت مین آنحضرت کا یہ قول مشہور ہے بنا تنا لبنیت یعنی ہماری بیٹیان ہمارے کنبہ کے لڑکون کے واسطے ہین اور عثمان کو سرکار پیغمبر سے ذوالنورین کا خطاب ملنا ثابت بھی نہین بلکہ بعض تواریخ سے ثابت ہے کہ ذوالنورین کا خطاب دینے والے بنی اُمیہ اور موذیان بنی ہاشم ہین پس عثمان کو داماد پیغمبر سمجھ کر ذوالنورین کہنا فی الحقیقت پیغمبر خدا کو گالی دینا ہے اور پیغمبر کو گالی دینا جمہور اسلام کے نزدیک کفر صریح اور گالی دینے والا واجب القتل ہے۔

آغاز اشاعت اسلام کے وقت جناب علی علیہ السلام کی عمر باختلاف روایات سات سال سے بارہ سال تک تسلیم کی گئی ہے اور بکثرت کتب اہلسنت سے ثابت ہے کہ آنحضرت پیر کے دن مبعوث بہ رسالت ہوے اور اُسی دن جناب خدیجۃ الکبرے اور ام ایمن زوجہ زید بن حارثہ مشرف باسلام ہوئین اور منگل کے دن بعقیدۂ اہلسنت جناب امیر مسلمان ہوے لیکن رقیہ وزینب وام کلثوم کے قبول اسلام کی کوئی تاریخ یا کیفیت کتب اہلسنت مین نہین پس اگر یہ لڑکیان صلبی بنات پیغمبر تو کیا بطن حضرت خدیجہ سے بھی ہوتین تو اُنکے قبول اسلام کی بھی تاریخ ضرور درج ہوتی۔

بعض احادیث اہلسنت سے ثابت ہے کہ آغاز اسلام کے وقت خانۂ کعبہ مین جناب خدیجہ اور ام ایمن اور جناب امیر پیغمبر خدا کا اقتداے صلوۃ کیا کرتے تھے لیکن کسی حدیث مین زینب ورقیہ وام کلثوم کے اقتداے صلوۃ کا ذکر نہین اور تاریخ الخلفاء وتزوج رقیہ بنت رسول اللہ صلعم قبل النبوۃ۔ | سیوطی بیان عثمان صفحہ (۱۰۱) مین ہے کہ رقیہ بنت رسول کا نکاح عثمان سے قبل بعثت ہوا تھا چونکہ قبل ہجرت حبشہ رقیہ یا ام کلثوم کا شریک صلوۃ پیغمبر ہونا

یا عثمان کا مقتدائے صلوٰۃ بننا کسی کتاب اہلسنت سے پایا نہیں جاتا لہذا رقیہ وام کلثوم کا پیغمبر خدا کی بنات صلبی ہونا غلط۔

اسکے علاوہ بکثرت موذیان اسلام یعنی خلفا جور اور انکے ہوا خواہ حتی کہ معاویہ و یزید علیہ اللعنۃ تک کے فضائل کتب صحاح میں مندرج ہیں لیکن ان صاحبزادیوں کے فضائل کا کہیں پتا نہیں ان سب سے قطع نظر۔ خانہ کعبہ میں ابوجہل نے جب پیغمبر خدا کے سجدہ صلوٰۃ میں اونٹ کا اوجھ آپکی پشت پر رکھدیا جسکے وزن کے سبب آپ سر نہ اٹھا سکتے تھے جب اس حادثہ کی خبر جناب سیدہ کو ہوئی تو آپ نے جاکر بامداد اسکو آنحضرت سے جدا کردیا اور کفار قریش اور ابوجہل پر لعنت کی اسوقت بھی تینوں صاحبزادیوں میں سے کوئی حاضر نہوئیں اسیطرح جنگ احد میں جب پیغمبر خدا زخمی ہوئے اور آپ کے قتل کی شہرت ہوگئی اور تمام مہاجر و انصار حتی کہ عاشق بیوی عائشہ بھی فرار ہوگئیں تو اس میدان میں بھی جناب سیدہ پہونچیں اور جناب علی پانی سپر میں لارہے تھے اور جناب سیدہ زخم دھوتی تھیں اور خون بند نہوتا تھا تو آپ نے بوریا جلا کر بھرا تو خون بند ہوا اسوقت بھی تینوں صاحبزادیوں سے کوئی حاضر نہ ہوئیں۔

اسکے علاوہ رقیہ وام کلثوم کا نہ شریک آیۂ تطہیر ہونا پایا جاتا ہے اور نہ شریک مباہلہ ہونا نہ ان تینوں صاحبزادیوں میں سے کسی پر صدقہ کا حرام ہونا اور نہ رسول اکرم کا ان تینوں میں سے کسی کی نسبت اہلبیت نبوۃ سے خطاب کرنا کتب اہلسنت سے پایا جاتا ہے پس ان جملہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ رقیہ وام کلثوم ازواج عثمان پیغمبر خدا کی صلبی بنات نہ تھیں۔

فصل چہارم در تنقید بنات رسول ورد ہفوات جہول

اتنی بات تو ہم بھی ایمان سے کہینگے کہ رقیہ وام کلثوم کے بنات پیغمبر یا ربیب پیغمبر یا حضرت خدیجہ کی بھانجیاں یا حضرت خدیجہ کی بطنی اولاد ہونے میں بعض اخبار وآثار و روایت سے

لہ بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی طلحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ اور بعض اور ازواج پیغمبر میدان احد میں پانی کی مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پلاتی تھیں لیکن جب برا وقت آیا تو جیسے ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ پیغمبر خدا کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اسی طرح حضرت عائشہ نے بھی فراری اختیار کی اتنی مصلحۃ

بیشک .. اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ جب حضرت ابوبکر و عمر نے جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کی نسبت خطبہ کیا تو آنحضرت نے فرمایا بناتنا لبنینا یعنے ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے واسطے ہیں تو اس ارشاد سے پایا جاتا ہے کہ رقیہ و ام کلثوم صلب پیغمبر سے نہ تھیں اور جو ہوتیں تو جو عذر جناب سیدہ کے لیے تھا وہی ان لڑکیوں کے واسطے بھی ہوتا پس عجب نہیں کہ حکومت امویہ یا مروانیہ کے عہد میں مصاہرت عثمان کی احادیث گڑھی گئی ہوں گی۔

جیسے تقسیم میراث میں الاقرب فالاقرب کا حکم ہے ویسے ہی عرب میں نکاح بنات کے لیے کفو کی قید تھی یا یہ وہ قاعدہ کی پابندی پیغمبر خدا نے کی اور جناب علیؑ نے بھی چنانچہ جناب علیؑ نے اپنی حیات میں اپنی بنات کی تزویج حضرت عقیل و عباس و جعفر طیار کی اولاد سے کی جیسا کہ معارف ابن قتیبہ کے صفحہ میں ہے وکان سائر بنات علی لولد عقیل وولد عباس وجعفر

ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی نے مناقب السادات میں لکھا ہے مردم ہر چند کہ عالم و زاہد شوند اگر عجمی باشند با عجمی کفو اند و علوی اگرچہ امی باشد بغیر علوی کفو نبود انتہی ایسی ہی بے سرو پا لقب ذوالنورین کی شہرت ہے اور حقیقۃً اس تسمیہ کی وجوہ یہ ہیں کہ حضرت عثمان نے دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ اور دوسری مدینہ کی اور یہ فضیلت خاص اور خلفاء راشدین کو میسر نہیں ہوئی اسوجہ سے ذوالنورین ہوے۔ دوسری وجہ یہ کہ حضرت عثمان دوبار حاکم مدینہ بنائے گئے ایک دفعہ غزوۂ غطفان کے موقع پر اور دوسری دفعہ غزوہ ذات الرقاع پر اسوجہ سے ذوالنورین ہوے تیسری وجہ یہ کہ حضرت عثمان نے دوبار قرآن جمع کیا ایک بار زمانۂ رسول میں اور پھر اپنے زمانۂ خلافت میں پس یہ تینوں وجوہ ذوالنورین خطاب کرنے کے واسطے کافی تھے لیکن بنی امیہ اور ان کی پچھلی نسلیں صہریت پیغمبر کے بھی نسبت سے حضرت عثمان کو ذوالنورین جاننے لگے اور ہمارے زمانہ میں حضرت عثمان اسی نسبت سے ممتاز ہیں اور بعض شیعہ کا جو یہ خیال ہے کہ چونکہ

---

[1] جو لوگ حضرت ام کلثوم بنت علی کی تزویج عمر بن خطاب سے ہونی بتاتے ہیں وہ بیچارہ ہاں اہلبیت رسول پر گالی چڑھاتے ہیں اور حدیث شیعہ اعلی فرج غصبت منا اھل البیت سے استدلال کرتے ہیں تو وہ مغیرہ بن شعبہ کی طرح ایمان و اسلام سے بدنصیب ہیں کہ جس نے اس گالی کی ابتدا عمر کی خوشامد میں کی تھی اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ہم اہلبیت کی جو رو کی پہلے پہل جنے غصب کی وہ عمر ابن خطاب ہے فافہم فتدبر۔

حضرت عثمان کی ماں اور باپ دونوں کا پتہ نہ تھا اور عشرہ مبشرہ میں اور کوئی ایسے عیب دار نسب کا نہ تھا بایں وجہ مصداق نور علی نور تھے پس بعض جو شیلے شیعہ بطور رد تو یہ عثمان کو ذوالنورین کہنے لگے تو یہ خیال محض لغو ہے اور ہم اسکا رد بھی کر چکے بہر حال ہمکو اب مجبوری یہ ہے کہ اکثر علماء اہلسنت اور بعض شیعہ نے رقیہ اور ام کلثوم کو پیغمبر خدا کی صلبی بنات لکھا ہے پس ہمکو بھی اسی افواہ کی تاسی ضرور ہے لہذا کتب اہلسنت سے رد شیعہ کے اسناد پیش کرتے ہیں۔

دلائل صہریت عثمان با پیغمبر خدا

عمدۃ القاری شرح بخاری میں قسطلانی نے لکھا ہے۔ امام مالک اس رائے پر مستقیم ہیں

وقد جزم مالک بان اعتبار الکفاءۃ مختص بالدین والناس سواء لا فضل لعربی علی العجمی الا فضل بالتقوی وقال اللہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔	کہ کفو کا اعتبار مخص بالدین ہے تمام انسان مساوی درجہ ہیں شخص عرب کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے بیشک بزرگی مقید بہ تقوی ہے جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ تم میں بزرگ وہ ہے

جو زیادہ متقی ہو انتہی اگرچہ بنظر آیات مودۃ و تطہیر و مباہلہ وغیرہ اور احادیث ثقلین و تشبیہ ولو ولایت و سفینہ وغیرہ رسول و اولاد رسول امام مالک کے اصول عامہ سے مستثنی ہو سکتی تھے لیکن بنیاد مذہب نصب صحابہ کرام اور بالخصوص شیخین رضوان اللہ علیہم سے شروع ہوئی جو بانی و مبانی مذہب اہلسنت تھے اور اکثر خلفاء امویہ و مروانیہ و عباسیہ رضوان اللہ علیہم نے مذہب نصب یعنی سب و شتم رسول اور اولاد رسول کو مستحکم کر دیا تھا جسکے سبب ان کا وقار اور اعتبار برباد ہو چکا تھا تو اس جہان کے مقابلہ میں آج ساڑھے تیرہ سو برس بعد رسول اور عترت رسول کو اصول عامہ اہلسنت سے مستثنی نہیں کر سکتے
اب رہا تقوی تو عترت رسول نے ابوبکر جیسے بزرگ امت کا خلافت و میراث و ہبہ فدک کی طلب میں مقابلہ کیا جسکے سبب وہ جماعت دعوت کی نظر میں گنہگار ٹھہرے جیسا کہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنہ میں لکھا ہے اور اسی خطا کی بنا پر کتب اصول فقہ و اصول عقائد میں اجماع اہلبیت کو حجت شرعی نہیں مانا لہذا وہ اور انکی جملہ اولاد عام مسلمانوں سے بھی افضل نہیں ہو سکتی پس امام مالک کے اصول عامہ کے مطابق بنات رسول کا غیر خاندان والے سے نکاح ہو سکتا ہے خواہ اس کا نسب

کیسا ہی خراب ہو۔

استیعاب ابن عبد البر جلد دوم صفحہ (۷۵۲) میں ہے کہ کلثوم بنت رسول جنکی مادر گرامی خدیجہ

ام کلثوم بنت رسول اللہ امہا خدیجہ بنت خویلد ولدتہا قبل فاطمہ وقیل رقیہ فیما ذکرہ مصعب	بنت خویلد تھین یہ حضرت فاطمہ سے پہلے پیدا ہوئین اور بعض نے کہا کہ پہلے رقیہ پیدا ہوئین

جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے انتہی مدارج النبوہ شیخ عبد الحق دہلوی جلد دوم صفحہ ۳۳۵ مین ہے ہدانکہ جملہ اتفاق کردہ شدہ است بر اینکہ ایشان را شش اند دو پسر قاسم وابراہیم و چہار دختر زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ بود، غیر ایشان اختلاف است و بعضے طیب وطاہر نیز شمردہ اند انتہی بلفظہ پس ان دونون سندون سے رقیہ وام کلثوم کا صلبی بنات پیغمبر ہونا ثابت ہو گیا الحمد للہ۔

اسکے علاوہ عشرہ مبشرہ کے حصول فخر کے ساتھ حضرت عثمان اُس حدیث کی تعریف مین داخل ہوگئے جو مسند امام احمد حنبل مین حضرت فاروق سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

قال رسول اللہ صلعم کل سبب ونسب منقطع بالموت الا سببی ونسبی۔	کل سبب ونسب مرنے کے بعد منقطع ہو جائینگے لیکن میرا سبب ونسب مرنے کے بعد بھی منقطع

نہوگا انتہی چونکہ رقیہ وام کلثوم کا بنات صلبی ہونا ثابت ہوچکا لہذا حضرات شیعہ کو عثمان غنی کا ادب کرنا چاہیے۔

ان دلائل کے علاوہ ثمرۃ الاوراق حاشیہ مستطرف جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ (۱۴) مین حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ جناب معاویہ نے امام ممدوح پر لوگون سے اعتراض کرائے تو اُس جماعت مین سب سے پہلے ابن جماعۃ یعنی حضرت عمرو عاص وزیر اعظم معاویہ نے کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام پر اعتراض کیے اور اُن کے بعد ولید بن عقبہ بن ابی معیط

ثم قام الولید بن عقبہ بن ابی معیط فحمد اللہ واثنی علیہ قال یا بنی ہاشم کنتم اصہار عثمان بن عفان فنعم الصہر کان یفضلکم ویقربکم ثم بغیتم علیہ فقتلتموہ	خمر فروش نے حمد ونعت کے بعد کہا کہ اے بنی ہاشم عثمان تمہارا داماد تھا وہ تمہاری بزرگی کرتا تھا اور تم کو اپنی طرف کھینچتا تھا پھر تم نے اُس سے بغاوت کی اور اُسے قتل

کرڈالا انتہی اول معتبر گواہ عمائد خلفاء ثلاثہ دوسرا سب سے زیادہ معتبر گواہ حضرت فاروق کا

سالا حضرت عثمان کا ماںجایا بھائی یعنی ولید بن عقبہ سردار قریش جسکا باپ جنگ بدر مین بدر کے قلیب جاہی کنوئین مین بحکم رسول پھینکا گیا تھا دیکھو بخاری وغیرہ اور رسول اللہ بروایات صحاح ایک ماہ تک عقبہ اور اسکے ساتھیون پر تحفۂ لعنت بھیجتے رہے اور سب سے بڑھکر فضیلت ولید یہ ہے کہ عتبان بن مالک انصاری کی ضیافت شراب مین حضرت فاروق اعظم بحالت سکر نوحہ پڑھکر جو روتے تھے تو وہ اسی ولید کے باپ عقبہ اور اس کے ساتھی مقتولان بدر کیلئے روئے تھے جسکی شرح وسند حصۂ اول بیان رجولیت فاروق مین گزری لیس ایسے واجب القتل گواہ نے جناب عثمان کو داماد بنی ہاشم یعنے داماد پیغمبر ظاہر کیا ہے جسکے مسلمان کامل ہونے مین کسی اہلسنت کو اعتراض نہین دوم جناب امام ممدوح نے صحبت عثمان سے انکار بھی نہین کیا لہذا رقیہ وام کلثوم قطعاً صلبی بنات پیغمبر تھین۔

رہا یہ امر کہ بعض علماء اہلسنت مثل امام احمد حنبل وبلاذری والوالقاسم کوفی وغیرہ نے اپنی اپنی تالیفات مین اور اسی طرح بعض علماء شیعہ مثل سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنی کتاب شافی مین اور ابوجعفر نے تلخیص مین روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو وہ باکرہ تھین جیسا کہ کتاب الوار البدیع مین ہے کہ رقیہ وزینب حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھین نہ تھی

وروی احمد وبلاذری والوالقاسم الکوفی فی کتابھما والمرتضیٰ فی الشافی والوجعفر فی التلخیص ان النبی تزوج بھا وکانت عذراء یؤکد ذلک فی کتاب الانوار البدیع ان رقیہ وزینب کانت ابنتی ہالۃ اخت خدیجہ۔

تو احمد حنبل۔ بلاذری۔ ابوالقاسم کوفی۔ یہ سب سنی وہ علمائے اہلسنت ہیں انکی کسی بات پر یقین نہین کرنا چاہیے کیونکہ انکی تالیفات اعانت روافض کی احادیث سے بھری ہین دوم یہ سند محمد بن علی بن شہر آشوب شیعہ غالی کی کتاب اور وہ بھی کتاب مناقب علیؑ سے پیش ہوئی ہے اسلیے یہ سند قابل التفات نہین سوم حضرت خدیجہ کا وقت نکاح پیغمبر تک باکرہ رہنا اہلسنت کی کسی کتاب مین نہین چہارم جملہ علماء اہلسنت کی کتب سے رقیہ وام کلثوم کا بنات صلبی ہونا پایا جاتا ہے اور انکار نہین پایا جاتا اور اہلسنت کے بعض نفوس کا انکار مذہب متفقہ نہین مانا جاسکتا پنجم بکثرت علماء شیعہ کا اقرار ہے کہ زینب ورقیہ وام کلثوم پیغمبر خدا کی صلبی بنات تھین

پس ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ حضرات شیعہ کا یہ دعوی بھی غلط -

اب رہا یہ امر کہ حضرت عثمان نے دو بنات پیغمبر کو مارڈالا تو اسکا جواب ہم حضرت عثمان کے جماع میت کے باب مین حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے دے چکے روضۃ الاحباب مین جمال الدین محدث نے اسقدر لکھا ہے کہ معاویہ بن مغیرہ بن العاص بن امیہ بن عثمان حضرت عثمان کے گھر آئے اور حضرت عثمان نے آنحضرت سے انکے لیے امان طلب کی تو بمشکل آنحضرت نے تین دن کے واسطے امان دی لیکن جب تین دن گذر گئے اور اتفاقاً معاویہ بن مغیرہ مدینہ سے باہر نہ جاسکا اور کسی جائے چھپ رہا تو آنحضرت نے زید و عمار کو اسکی تلاش مین بھیجا اور فرمایا فلان فلان جائے ڈھونڈو پس جب وہ ملگیا تو زید و عمار نے اُسے قتل کرڈالا انتہی ملخصاً اور اسی کے قریب قریب تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی مطبوعہ مصر سلسلہ بیان غزوہ حمراء الاسد کے صفحہ ۸۰ مین بھی ہے اور کلینی اور قطب راوندی شیعہ نے عیسیٰ بن عبداللہ قمی سے جو روایت کی ہے اُس سے یہ بینا لکھا ہے کہ حضرت عثمان کو اپنے برادر عمزاد کے قتل پر اپنی زوجہ رقیہ یا ام کلثوم سے یہ بدگمانی ہوئی کہ شاید یہی بیوی نے پیغمبر خدا کو میرے بھائی کے چھپنے کی جاے کی اطلاع کردی جو وہ قتل کردیے گئے اس زعم پر اُنھون نے بیوی کو اسقدر مارا کہ وہ ہلاکت کے قریب پہونچین اور انھین چوٹون کے صدمات سے انتقال کیا اور تیمار دار اُنکی جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا تھین انتہی - اگرچہ اہلسنت کی روایت ناقص اور شیعہ کی کامل معلوم ہوتی ہے لیکن اہلسنت پر روایت شیعہ حجت نہین ہوسکتی -

اب رہا یہ امر کہ زینب و رقیہ و ام کلثوم مین سے کوئی صاحبزادی آغاز اسلام مین جناب خدیجہ و ام ایمن و جناب علی کی طرح جماعت صلاۃ مین شریک نہین ہوئین یا تینون صاحبزادیون کے قبول اسلام کی تاریخین معلوم نہین تو اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ رقیہ و ام کلثوم کا نکاح قبل بعثت عتبہ و عتیبہ ابنان ابولہب سے ہوچکا تھا اور اسی کتاب کے

(زینب) هي اكبر بناته واول من تزوج منهن ولدت قبل البعثة بعشر سنين

صفحہ ۹ مین ہے کہ سب سے بڑی زینب تھین جنکی ولادت بعثت سے دس سال قبل ہوئی تھی

انتہی چونکہ حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم وقت اشاعت اسلام اپنے اپنے مشرک شوہرون کے

گھرون مین تھین اس وجہ سے تقیۃً شریک جماعۃ صلوٰۃ نہوسکین مگر انپر ان ابولہب کا طلاق دینا اسپر گواہ ہے کہ اُن صاحبزادیون کو طلاقین بجہت قبول اسلام ملی ہون گی۔

عجالہ مغمہ مولفہ مولوی میرآغا صاحب مجتہد کے صفحہ ۶ مین بحوالہ ذخائرالعقبیٰ لکھا ہے کہ زینب کا عقد بجہت اسلام باطل ہوگیا تھا مگر رسول خدا مکہ مین مغلوب تھے بوجہ تقیہ جدا نہ کرسکے انتہی پس جبکہ کتب فریقین میں اُن صاحبزادیون کے اسلام کی یہ سندین موجود ہین تو شیعہ کا یہ اعتراض بھی لغو ہے۔

اب رہا یہ امر کہ وہ صاحبزادیان شریک مباہلہ نہین ہوئین تو تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول صفحہ (۳۰۹) بیان اولاد رسول مین ہے کہ حضرت رقیہ زمانہ جنگ بدر مین علیل تھین اسی سبب سے حضرت عثمان بوجہ تیمارداری شریک بدر نہین ہوسے مگر غنیمت کا حصہ ملا اور رقیہ کا انتقال ۲ھ مین ہوا اور حضرت زینب[1] کہ جنکی صاحبزادی امامہ سے حسب وصیت جناب سیدہ جناب امیر علیہ السلام نے نکاح کیا تھا تو ان کا انتقال ۸ھ ہجری مین ہوا اور حضرت ام کلثوم کا انتقال ۹ھ ہجری مین ہوا اور نبی نجران سے مباہلہ ۱۰ھ ہجری مین ہوا پس جبکہ وہ صاحبزادیان زمانہ مباہلہ تک زندہ ہی موجود نہ تھین تو پھر یہ طعن ہی عبث ہے۔

اب رہا یہ امر کہ کسی عالم اہلسنت نے بنات مذکورہ کو شریک آیۂ تطہیر نہین سمجھا اور نہ آنحضرت نے انکو اہلبیت النبوۃ کے خطاب سے مخاطب کیا اور نہ کسی نے اُن صاحبزادیون پر صدقہ کا حرام ہونا بیان کیا اسوجہ سے وہ صاحبزادیاں صلب پیغمبر سے نہین معلوم ہوتین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ آیۂ

[1] جنگ بدر مین جب ابوالعاص شوہر زینب گرفتار ہوکر آئے تو تمام اسیران بدر سے فدیہ لے کر رہا کیا گیا اُس وقت ابوالعاص نے اپنے فدیہ مین وہ ہار پیش کیا جو حضرت خدیجہ نے بروقت شادی زینب کو دیا تھا آنحضرت اُس ہار کو دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اس ہار کے معاوضہ مین زینب کو بھیج دے حسب الارشاد ابوالعاص نے حضرت زینب کو شتر پر سوار کرکے مدینہ روانہ کیا مگر ہبار ابن اسود نے نیزے کے کوچے شتر پر لگانے شروع کیے جسکے سبب حضرت زینب گرین اور حاملہ تھین گرتے ہی شکم سے خون جاری ہوا اس کے بعد تخمیناً چھ سال زندہ رہین گرغرض جب ابوالعاص نے اسلام قبول کیا تو تجدید نکاح ہوا اور ۸ھ ہجری مین زینب کا انتقال ہوا انکی ایک بیٹی امامہ تھین اور کوئی اولاد نہ تھی۔

تطہیر مخصوص پنجتن پاک کے ہی لیے نازل ہوا اور اسیطرح صدقہ کی حرمت بھی صرف آل عبا سے ہی مخصوص ہے باقی اور کوئی بنی ہاشم و غیر بنی ہاشم ان خصوصیات مین شریک نہین اور یہ شرف و بزرگی منجانب اللہ ہے پیغمبر کا عطیہ نہین اسکی بدیہی مثال یہ ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ کی جملہ اولاد کو پیغمبر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ نسب میں سب مساوی تھے بایں وجہ میراث علم نبوۃ مین بھی مساوات ہونی لازم تھی مگر صرف حضرت شیث علیہ السلام پیغمبر ہوے اسیطرح حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد مین حضرت سلیمان علیہ السلام۔ چونکہ یہ بزرگیان مخصوص بہ آل عبا تھین باین وجہ اُن ہی کے واسطے آیۂ تطہیر بھی نازل ہوئی اور اُن ہی پر صدقہ حرام ہوا اور وہ ہی اہل البیت بھی تھے اور اہل البیت ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ دنیا مین سب سے پہلے اہل البیت حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام اور حضرت ساری والدۂ اسمعیل تھین کیونکہ ابتداءً ان ہی تین حضرات نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی مگر حضرت ابراہیم کی اور اولاد حضرت اسحق علیہ السلام وغیرہ اہل البیت نہ تھے اور پیغمبر خدا اور جناب امیر علیہ السلام اولاد اسمعیل سے تھے دوم جناب امیر خانہ زاد بیت اللہ تھے اسوجہ سے پنجتن ہی اہل البیت تھے مگر رقیہ و ام کلثوم اس خصوصیت و شرف کے نہونے کے سبب صلب پیغمبر سے خارج نہین ہوسکتین ایسا سمجھنا شیعہ کی حماقت ہے۔

اب رہا یہ امر کہ دشمنان پیغمبر حتی کہ یزید تک کے فضائل جامع بخاری مین موجود ہین لیکن ان صاحبزادیون کی فضیلت کی کوئی حدیث کتب فریقین مین نہین سنی گئی باین وجہ ان صاحبزادیون کو صلب پیغمبر سے نہین سمجھا جاتا تو یہ دعوے بھی مہمل ہے کیا معنی کہ بہت سے جزئیات پیغمبر قلمبند ہونے سے رہ گئے اور شاذ و نادر کسی نے کوئی بات تلاش کرکے لکھ بھی دی تو امۃ دعوت کے اکثر افراد نے اُسے قبول نہین کیا پس امۃ دعوۃ کا ضعف تحقیق اُن صاحبزادیون کو صلب پیغمبر سے جدا نہین کرسکتا الغرض جب تک حضرات شیعہ بنات منسوبہ عثمان کو صلب پیغمبر سے ہونے کا انکار کتب معتبرۂ اہلسنت سے پیش نہ کرین اُسوقت تک حضرات شیعہ کا یہ دعوی بھی غلط اور حضرت عثمان کے ذوالنورین ہونے سے انکار بدعت اور حضرت عثمان کو ذلیل خاندان سے سمجھنا لغو ہے

باب سوم در بحث نسب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

جناب طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ سے ہین انکے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے عنایت کی ہے چنانچہ ہشام کلبی سے احقاق الحق کتاب شیعہ مین اسطرح منقول ہے۔

ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب کلبی جو جمہور علماء اہلسنت سے ہین وہ کہتے ہین کہ

وقد ذکر ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی عن الجمہور ان من جملۃ البغایا وذوی الرایات صعبۃ بنت الحضرمی وکانت لہا رایت بمکۃ واستصفت بابی سفیان فوقع علیہا ابو سفیان وتزوجہا عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم فجاءت بطلحۃ بن عبید اللہ لستۃ اشہر فاختصم ابو سفیان وعبید اللہ فی طلحۃ فجعلا امرہما الی صعبۃ فالحقتہ بعبید اللہ فقیل لہا کیف ترکت اباسفیان فقالت عبید اللہ طلقۃ واید وابی سفیان بکرۃ

صاحب رایت زنا صعبہ بنت حضرمی کہ مین مشہور بیسوا تھی جسکے ہان رایت زنا تھا ابوسفیان سے اُسکی تعریف کی گئی اور ابوسفیان اُسپر قادر ہوا اور صعبہ سے عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعید بن یتم کا نکاح ہوگیا اور نکاح کے چھ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوے پس ابوسفیان اور عبید اللہ کا حضرت طلحہ کی ابنیت پر جھگڑا ہوا اور صعبکو اس نزاع کا سرپنچ بنایا گیا تو اُس نے کہا کہ یہ لڑکا عبید اللہ کا نطفہ ہے لوگون نے صعبہ سے پوچھا کہ تو نے طلحہ کو ابوسفیان کا نطفہ کیون نہ بتایا اُسنے کہا کہ عبید اللہ مرد سخی ہے اور ابوسفیان بخیل تھی محصلاً

اسی ابو المنذر ہشام سے صاحب احقاق الحق نے دوسرا طعن یہ پیش کیا ہے جو کہ

ممن کان یتخنث عبید اللہ ابو طلحۃ۔

مخنث کا پیشہ کرتا تھا وہ طلحہ کا باپ عبید اللہ تھا

انتہی چونکہ حضرت طلحہ کی والدہ فاحشہ اور باپ مخنث لہذا دونون صورتون کے سبب قیاس ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ مجہول النسب تھے۔

فصل اول در تنزیہ نسب طلحہ مشتمل بر تقبیح روات

اوّل صاحب احقاق الحق شیعہ غالی اور ابو المنذر ہشام گو اہلسنت سے مگر جہان کا

جھوٹا اسلیئے یہ طعن حجت نہیں دوم دونون قسم کے طعن مین اسناد ندارد جس سے روات کا ثقہ
و غیر ثقہ ہونا نہین معلوم ہو سکتا سوم اہلسنت کی کسی معتبر کتاب سے طلحہ کی مان کا فاحشہ ہونا
اور باپ کا مخنث ہونا نہین پایا جاتا باین وجہ طعن بھی لغو و مہمل چہارم مذہب اہلسنت مین
بکثرت علماء نے اجتہادات کئے ہین کہ بعد نکاح اگر کوئی منکوحہ کسی دوسرے سے بھی بچے جنے گی
تو وہ سب اولاد شوہر اول کی شمار ہوگی چنانچہ فتاوی قاضی خان جلد اول کتاب النکاح
فصل فی مسائل النسب مین امام ابوحنیفہ کا قول ہم لکھچکے ہین کہ اگر کسی منکوحہ کا شوہر غائب
ہو جائے خواہ منکوحہ باکرہ ہو یا ثیبہ اور دوسرے شخص سے نکاح کرکے بچے جنتی رہے تو وہ جملہ
اولاد شوہر اول کی شمار ہوگی انتہی محصلاً ایسا ہی سراجیہ کتاب الطلاق باب النسب صفحہ ۴۸ مین ہے

رجل غائب من امرأتہ البکر والثیب
عشر سنین مثلاً فتزوجت غیرہ
فجاءت بالاولاد فاولاد بالزوج الاول
فی ظاہر الروایۃ ۔

کہ اگر باکرہ یا ثیبہ کا شوہر دس سال جدا
رہے اور یہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرکے
بچے جنتی رہے تو ساری اولاد ظاہر روایت کے
بموجب شوہر اول کی شمار ہوگی انتہی اور اوپر

ثابت ہوچکا ہے کہ نکاح کے صحیح معنی جماع کے ہین اور معنی عقد معروف مجازاً ہین چونکہ
حضرات شیعہ کی پیش کردہ سند کلبی مین صعبہ کا نکاح پہلے عبید اللہ سے ہوا اور ابوسفیان کا
تصرف بعد نکاح ہوا ہے لہذا بعد نکاح جسقدر اولاد بطن صعبہ سے ہوگی وہ عبید اللہ کے نسب سے
ملحق ہوگی نہ کسی اور سے پس اس صورت سے بھی حضرت طلحہ عبید اللہ ہی کے فرزند ہوے۔ پنجم حمل
انسان کی انتہائی مدت مین بروے مشاہدات بیحد اختلافات ہین اور مدت حمل مین کمی یا زیادتی
بجہت عوارض حاملہ ہے چنانچہ تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۳۰ ترجمہ مالک مین ہے کہ
امام مالک تین سال کی مدت حمل مین پیدا ہوے تھے اور ابطال الباطل ابن روزبہان مین
ہے کہ شافعی چار سال کی مدت حمل مین پیدا ہوے اور مثالب ابن السمان مین ہے کہ معاویہ تین
ماہ کی مدت حمل مین پیدا ہوے پس اگر حضرت طلحہ چھ ماہ کے پیدا ہو کر زندہ رہے تو کوئی تعجب کا
مقام نہین چنانچہ حضرت یحیی اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونون شش ماہہ پیدا ہوے تھے ششم
جبکہ اسی زمانے والون نے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا فرزند صلبی ہونا تسلیم کرلیا جو کہ عبید اللہ کے

مخنث ہونے سے ضرور واقف ہونگے تو آج سواتیرہ سو برس بعد آپ حضرات کو کیونکر معلوم ہوا کہ طلحہ عبید اللہ کے نطفہ سے نہیں ابوسفیان کے نطفے سے تھے پس ظاہر ہے کہ اگر عبید اللہ مخنث ہوتے تو ابوسفیان کو طلحہ کے فرزند بنانے مین ضرور کامیابی ہوتی چونکہ عبید اللہ مخنث نہ تھے باین وجہ ابوسفیان نے اسوقت کے بعد پھر کبھی طلحہ کی ابنیت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کسی قائف سے مسب دستور عرب رفع شبہ کے لیے طلحہ کی جانچ کرائی اور نہ معاویہ نے زیاد بن عبید کی طرح طلحہ کو ابن ابی سفیان بنانے کا قصد کیا لہذا ثابت کہ طلحہ ابن عبید اللہ ہی تھے ہفتم ابطال الباطل میں حضرت طلحہ کی خبث ولادت کے انکار ی جواب مین جو فرمایا ہے وہ حقیقۃ کالوحی من السماء معلوم ہوتا ہے چنانچہ کتاب مذکور میں فرماتے ہین کہ خبث ولادت کا ذکر کرنا سوائے شر فاحش کے اور کچھ نہیں

ثم ذکرہ لیس الا الشر الفاحش ولا اعتماد علی نقل صاحب مثالب فان من صنف کتابا فی شئ فلا بد یاتی بکل غث وسمین ویذکر فیہ معائب الناس ولیس فیہ دلیل ولا حجۃ۔

اور صاحب مثالب کی نقل پر بھروسہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جو کوئی شخص کسی باب میں کتاب لکھتا ہے تو اسمین روایات قوی وضعیف بیان کرتا ہے اور اسمیں لوگوں کے عیبوں کا ذکر ہوتا ہے پس وہ کوئی دلیل وحجت نہیں انتہی اگرچہ اس دلیل سے ابطال الباطل بھی باطل ہوگئی لیکن حضرات شیعہ کے اعتراضات نفس الامر مین لغو اور خلاف اصول اہلسنت ہین لہذا وہ قابل التفات نہیں۔

فصل دوم در حلت غصب مشتمل بمکابرات شنیعہ

فقہ شیعہ کی کتاب الطہارۃ کا آغاز تنقید غصب سے ہے اور فقہ اہلسنت میں اس مسئلہ کا وجود میراث یا سرقہ وغیرہ میں پایا جاتا ہے اور کہیں نہیں چنانچہ منخول غزالی میں امام اعظم کا یہ اجتہاد درج ہے کہ اگر غاصب مغصوبہ شے میں تغیر کردے تو اصل مالک کا حق ملکیت شئے مغصوبہ سے زائل ہوجایا کرتا ہے اور اس اصول کی پابندی خدا تعالیٰ پر بھی بعد وقوع واقعہ لازم ہوجایا کرتی ہے چنانچہ اسی منخول غزالی میں دوسرا اجتہاد امام ممدوح اسطرح درج ہے کہ اگر فریبی شخص تعلیمی گواہ کو کسی کی زوجیت کی نسبت ایسی گواہی کے لیے پیش کرے کہ یہ عورت عمر کی منکوحہ ہے اور وہ تعلیمی گواہ عمر کی

قال الشہود الزور اذا استھل وا کاذبین علی نکاح زوجۃ لغیرہ قضاء القاضی بخطاء الشہود لہ وان کان عالما بالتزویر حرمت علی الاول بینہ و بین اللہ تعالیٰ

منکوحہ ہونا بیان کرے اور قاضی اس جھوٹی شہادت پر منکوحہ بکر کو عمر و کاذب کے حوالہ کر دے حالانکہ قاضی یہ جانتا ہو کہ گواہ جھوٹا ہے تو بھی وہ عورت شوہر اول پر حرام ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی حرام ہو جائے گی انتہی اسی اجتہاد کے بموجب امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الحیل میں ابو ہریرہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے اجتہاد مذکور کی خوب ہی توثیق ہوتی ہے اسکے علاوہ در مختار جلد سوم صفحہ (۴۷۹) اور کنز الدقائق فارسی صفحہ ۴۶۰ اور فتح القدیر جلد سیم صفحہ (۲۷۵) اور شرح وقایہ جلد دوم صفحہ (۵۶) اور شرح وقایہ حرفی صفحہ ۲۳۶ اور سراجیہ صفحہ (۱۶) اور جامع الرموز صفحہ (۴۷۹) میں اس مسئلہ کے مختار ہونے کا ذکر مختلف عبارات سے کیا ہے جس سے ثابت ہے کہ غاصب کو شئے مغصوبہ بشرط تغیر حلال اور تا قیام تغیر اصل مالک پر حرام ہو جاتی ہے اور مرضی خدا بھی غاصب کی نیت کے شریک ہو جایا کرتی ہے پس جس مذہب کے کاذبین کی رعایت علام الغیوب اس قدر فرمائے کہ بغیر طلاق و عدہ منکوحہ غیر کو شوہر کاذب پر حلال فرما دے تو اس مذہب والے کے واسطے دغا و فریب و غصب احسن ملکہ اجر عظیم سمجھا جائیگا نہ کہ معاذ اللہ جرم و عصیان لہذا اسی قیاس پر اولاد غیر بھی مدعی کاذب کی ماننی پڑے گی اور بر عایت علام الغیوب ایسے موالید کو صحیح النسب بھی مانا جائیگا چونکہ غصب کا جواز ثابت ہو چکا لہذا اگر طلحی کا نسب مشہورہ غلط اور صہبہ کا فریب تسلیم کیا جائے تو بھی وہ دنیا اور خدا کے نزدیک عبید اللہ ہی کے فرزند صلبی مانے جائینگے۔

تنبیہ جب صحابہ نے احکام خدا و رسول منسوخ کر کے خلافت رسول کو منقلب و متغیر کر دیا تو جناب علیؑ نے اس مغصوبہ و متغیرہ خلافت سے اجتناب کیا تھا اور جب تک اُنھیں کے بقیہ صحابہ نے خلافت رسول کو اصلی حالت پر لانے کا اقرار نہ کر لیا آپ نے خلافت قبول نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شئے مغصوبہ و متغیرہ میں امام اعظم کا اجتہاد جناب علی علیہ السلام کے عمل کے مطابق ہے۔

فصل سوم در اثبات علت و وجوب کذب و حرمت تقیہ

بالفرض صعبہ بنت حضرمی نے یہ جھوٹ کہا کہ طلحہ ابوسفیان کا نطفہ نہین عبید اللہ کے نطفہ سے ہے تو مطابق مذہب اہلسنت کذب مطلق و مرکب دونون جائز ہین بلکہ جو سب مین بڑا ہی جھوٹا اکذب الناس ہو اُسکو اصطلاح مین صدیق اکبر بولتے ہین چنانچہ بخاری کتاب المناقب باب مناقب قرابۃ رسول مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے میراث مین فدک اور خمس خیبر طلب کیا تو میرے باپ نے حدیث نحن معشر الانبیاء پیش

وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقات النبی التی کانت علیہا فی عہد النبی صلعم ولا عملن فیہا بما عمل فیہا رسول اللہ صلعم۔

کرکے دعوی سیدہ رد کیا اور کہا خدا کی قسم مین تو آنحضرتؐ کے صرف خاص ہی سے اسی طرح خرچ کرونگا جس طرح رسول خدا خرچ کرتے تھے اُس عمل مین کوئی تغیر نہ کرونگا انتہی لیکن جب فدک و خمس خیبر کے مال کی تقسیم کا وقت آیا تو ابوبکر نے اپنی قسم شرعی کا کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ اُسکے خلاف کیا چنانچہ سنن ابوداؤد کتاب الخراج والفئی والامارہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ (۶۹/۲) مین حضرت جبیر سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ ابوبکر مطابق

وقال کان ابوبکر یقسم الخمس نحو ما قسم رسول اللہ صلعم غیر انہ لم یکن یعطی قربی رسول اللہ صلعم ما کان یعطیہم۔

تقسیم رسول خمس تقسیم کیا کرتے تھے لیکن قرابتمندان رسول کو کچھ نہ دیتے تھے جیسا کہ آنحضرت دیا کرتے تھے انتہی۔

بلکہ بعض کتب سے ثابت ہے کہ ابوبکر فقرائے بنی ہاشم تک کو خمس خیبر سے کچھ نہ دیتے تھے اور بخاری کتاب الجہاد باب ومن الدلیل علی ان الخمس سے ثابت ہے کہ آنحضرت خمس خیبر صرف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو دیا کرتے تھے چونکہ حضرت ابوبکر اپنی خودادی نصفہ رسول سے قسم شرعی کھا کر جھوٹ بولے اور رسول اللہ کا بھی منہ نہ کیا اسی بنا پر آپ کو صدیق اکبر بولتے ہین اور چونکہ اُسی صدیقیت کے تصدق مین جملہ پیروان صدیق موصوف ادائے رقم خمس سے تا بقیام قیامت معفو ہوگئے اور آیۂ خمس کا وجوب جناب صدیق کی ادا ہی کا معاوضہ و معاول قرار پا گیا اسوجہ سے کسی اہلسنت کو اُنکے صدیق اکبر ہونے مین کلام نہین ہے۔

سچ ہے بقول داغ ؎ خیر نواب کی مناتے ہین ٭ جس کا کھاتے ہین اُسکا گاتے ہین -
اگرچہ اہلسنت ایسے کذب کو توریہ کہین گے کیونکہ ابوبکر نے کہا جیسے آنحضرت اپنے کنبہ پر خرچ کرتے تھے مین اپنے کنبہ پر خرچ کرونگا کیونکہ جو حق پیغمبر کو اپنی حکومت مین حاصل تھا تو مین اُنکا جانشین ہون مجھے بھی وہی حق حاصل ہے پس ایسا کلام اس موقع پر توریہ کہلائے گا جو شیعون کے ہان جائز ہے لیکن شیعہ کے ہان توریہ وتقیہ ظالم کے مقابلہ مین جائز ہے مظلوم کے مقابلہ مین حرام اور اہلسنت کے ہان اس کے عکس -

دوسرا کذب حلال ازالۃ الخفا مقصد اول کے صفحہ (۲۲۸) مین درج ہے کہ اگر عمر نے

فلولا مقالۃ قالھا عمر عند وفاتہ لم یثبت المسلمون ان رسول اللہ صلعم قد استخلف ابا بکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی وان اترکھم فقد ترکھم من ھو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ صلعم لم یستخلف احدا -

نہ کہا ہوتا کہ رسول خدا نے ابوبکر کو خلیفہ نہین بنایا تو کسی کو معلوم بھی نہوتا لیکن جب عمر نے اپنے زمانۂ موت مین کہا کہ اگر ہم کسی کو خلیفہ بنائین تو اُسنے بھی خلیفہ بنایا ہے جو ہم سے بہتر تھا یعنی ابوبکر اور جو نہ بنائین تو اُسنے بھی خلیفہ نہین بنایا جو ہمسے بہتر تھا

یعنی رسول خدا پس صحابہ نے جان لیا کہ رسول خدا نے (ان دونون مین سے) کسی کو خلیفہ نہین بنایا انتہی محصلاً فقرہ فعرف الناس ان رسول اللہ صلعم لم یستخلف احدا سے واضح ہوتا ہے کہ تخمیناً ۱۲ برس سال یعنی مدت خلافت شیخین تک عام مسلمان اس دھوکہ مین رہے کہ رسول اللہ نے ابوبکر وعمر کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے لیکن جب حضرت عمر مرنے لگے توسہواً اضطراب مین فقرۂ مذکور زبان سے نکل گیا اُسوقت عام خلق اللہ نے جان لیا کہ شیخین کی فریبی خلافت رسول اللہ کی اجازت ومرضی سے نہ تھی - چونکہ حضرات صدیق اکبر وصدیق اصغر کی ایسی جملہ دروغ مصلحت آمیز باتون کو کروڑون علما و صلحاء وصوفیۂ کرام نے جائز ومباح بلکہ حلال جان لیا ہے لہذا بمقابلہ اصول عقائد اہلسنت فریب ودغا وکذب کی توہین بتراے صریح ہے جس سے شیعہ کو اجتناب ضرور ہے -

اہلسنت کے اکثر علمار کے نزدیک کذب نفس الامر مین برا نہین صرف بیوقون کے بیجا

استعمال سے بدنام ہوگیا ہے اور جو فی الحقیقۃ بڑا ہوتا تو اہلسنت قامع البدعت جنکا نظیر تحقیق حق
مین معدوم ہے وہ خدا تعالیٰ کے لیے امکان کذب تجویز نہ کرتے اسی باعث سے بعض مجتہدان اہلسنت
نے اپنے گروہ کے خاص الخاص لوگون کے لیے کذب کو حلال لکھا ہے چنانچہ احیاء العلوم غزالی
جلد دوم میں ہے اعلم ان الکذب لیس بحرام یعنی جان لو کہ کذب حرام نہین اور زاد المعاد
ابن القیم جلد اول صفحہ (۲۹۹) میں ہے کہ کلام وسیلہ تحصیل مقصود ہے پس ہر مقصود محمود ہے

الکلام وسیلۃ الی المقاصد فکل مقصود محمود یمکن التوصل الیہ بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیہ حرام وان امکن التوصل الیہ بالکذب دون الصدق فالکذب فیہ مباح ان کان تحصل ذلک المقصود مباحا وواجبا ان کان الکذب واجبا۔

مگر اسکو صدق اور کذب دونوں سے حاصل کرنا ممکن ہے تو اس موقع پر کذب حرام ہے اور اگر صرف کذب ہی سے وہ مقصود حاصل ہونا ممکن ہو تو اگر تحصیل مقصود جائز و مباح ہے تو اسکی تحصیل کے لیے کذب بھی مباح و جائز ہوگا اور جو مقصود کی تحصیل واجب ہے تو اس کی تحصیل کے لیے جھوٹ بولنا بھی واجب ہوگا انتہی۔

ترمذی جلد دوم میں ہے کہ آنحضرت نے تین قسم کے کذب کی اجازت دی ہے ایک وہ کذب جو بمصالحت خلق اللہ بولا جائے جیسے حضرات شیخین کا کذب در باب میراث پیغمبر و خلافت وغیرہ۔
فی الحقیقت اگر یہ حضرات اسوقت احادیث نحن معشر الانبیاء اور الائمۃ من بنی ہاشم کی جاسے
من قریش نہ گھڑتے تو بنی ہاشم اور بالخصوص علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا خاتمہ ہو کر کفر عود کر جاتا لیس
حضرات شیخین کے اس فریب و دغا بازی کا احسان شیعہ پر بڑا ہے کہ انکے پیشواؤں کی آبرو اور
جانین بچ گئین اور اسلام باقی رہ گیا بیچ ہے ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت دوم جنگ و
پیکار کے موقع پر جھوٹ و دغا فریب جیسے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمرو عاص نے بروقت تحکیم جناب
علی کے لشکر سے جھوٹ بول کر خلق خدا کی جانین بچائین ورنہ جنگ صفین کا سلسلہ برسوں ختم نہ ہوتا
کبثیر جانین روزانہ طرفین سے ضائع ہوا کرتین سوم زوجہ کا زوج سے کذب و دغا و فریب جائز ہے
جیسے حضرت عائشہ و حفصہ نے کئی عورتون اور بالخصوص اسماء بنت النعمان کو نقرۂ عوذ باللہ منک
پڑھا کر ازواج رسول کی تعداد مین کمی اور خرچ کا بار گھٹا دیا اور سوکناپے کی اذیت بھی دور ہوگئی لیس

جبکہ مذہب اہلسنت وجماعت کے اصول کے مطابق کذب حرام نہین بلکہ بعض صورتون مین جھوٹ بولنا فرض اور واجب ہے توصعبہ طرفدار اہلسنت کے جھوٹ پر کیون طعن کیا جاتا ہے اور جبکہ دنیا کے ملل و ادیان سے بڑھکر آپ کے ان تقیہ یعنی کذب جائز نہین بلکہ واجب ہے تو آپ کو مذہب اہلسنت کے جھوٹون پر اعتراض کا کیا حق ہے ہان اگر صعبہ بنت حضرمی والدہ طلحہ کا شیعہ ہونا ثابت کر کے تبدیل نسب کو تقیۃً ثابت کردین تو ہم جملہ اہلسنت کے ترک اسلام کا وثیقہ لکھدینگے۔

تنبیہ لغت مین تقیہ کے معنی حفاظت کے ہین اور اصطلاح میں اُس جھوٹ کا نام ہے کہ جسکے ذریعہ سے اپنی یا کسی کی جان یا آبرو یا مال مخالف وغیر مستحق سے بچایا جائے توشیعہ کے لیے ایسا جھوٹ بالکل حرام ہے اور جو اپنے ذاتی فائدہ کے لیے کسی کی جان ضائع کی جائے یا کسی کی آبرو خراب یا مال بذریعہ کذب حاصل کیا جائے اہلسنت کے لیے ایسا جھوٹ بالکل حلال ع شیر مادر ہے۔

باب چہارم در بحث نسب معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ کے اعتقاد مین حضرت فاروق کے بعد دنیا مین اگر کوئی بدکار و بدذات ہے تو وہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ ہین حالانکہ جیسے حضرات شیخین نے احسانات کیے جناب معاویہ نے کم کیے اس حیثیت سے کہ ایذاے عترت رسول کے موجد اور مذہب نصب کے بانی شیخین ہی تھے بلکہ اس مقابلہ مین جناب معاویہ نے اسلام پر وہ احسان کیا کہ جناب علی علیہ السلام کو بھی میسر نہین ہوا چنانچہ حضرت عائشہ کو کنوئین مین گرا کر مرڈالا (دیکھو حبیب السیر و الاوائل السیوطی وغیرہ) بلکہ بعض کتب مین ہے کہ معاویہ نے جناب عائشہ کو چونہ مین چنوا دیا مگر یہ احسان فراموش فرقہ شیعہ مطاعن سے باز نہین آتا لہذا ہم بھی بعد نقل اعتراض اُنکا رد لکھتے ۔

مناظرہ احمدیہ شیعہ مین مثالب معاویہ بکثرت درج ہین اُن مین سے بعض بیان پیش کرتے ہین۔ مثالب ہشام بن محمد بن السائب کلبی مین ہے کہ ایک دن یزید ابن معاویہ کا مکالمہ

قال وجوى بين يزيد ابن معاويه وبين	معاویہ بن ابی سفیان کے سامنے اسحق بن
اسحق بن طلحه بن عبيد الله كلام بين يدى	حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے ہوا جبکہ معاویہ
معاويه وهو خليفة فقال يزيد لا سحق ان خيرا	خلیفہ بن چکا تھا۔ یزید نے اسحق سے کہا کہ

لك ان يدخل بنو حرب كلهم الجنة اشارة يزيد الى ام اسحق كانت تلم الى بعض بني الحرب فقال له اسحق ان خيراً لك ان يدخل بنو العباس كلهم الجنة فلم يفهم يزيد قوله وفهم معاوية فلما قام اسحق قال معاوية كيف تشاتم الرجل قبل ان تعلم ما فيك فاقصدت انا شين اسحق قال وكذا لك ايضا قال وكيف قال اما علمت ان بعض قريش في الجاهلية يزعمون انی للعباس فسقط في يدي يزيد (مناظرہ محبۃ)	تمھارے لیے یہی بہتر ہے کہ تمام بنو حرب جنت مین جائین - یہ اشارہ یزید نے ام اسحق زوجۂ حضرت طلحہ کی نسبت کیا تھا کیونکہ یزید کے پردادا حرب بن امیہ کی نسل کے ایک شخص سے ام اسحق بدنام ہوچکی تھی۔ اسحق نے کہا کہ تمھارے لیے یہ ہی بہتر ہے کہ تمام بنی عباس جنت مین جائین لیکن یزید اس کنایہ کو نہ سمجھا اور معاویہ سمجھ گیا جب اسحق چلا گیا تو معاویہ نے کہا کہ تو بغیر سوچے سمجھے لوگون کو گالیان دیتا ہے یزید

نے کہا کہ ہم نے تو اسحق کی عورتون پر چوٹ کی تھی معاویہ نے کہا تو لیس اسحق نے بھی ویسا ہی جواب دیا (یعنی تیری دادی ہند ابن ربیعہ پر طعن کیا) یزید نے کہا یہ کیونکر۔ معاویہ نے کہا کہ زمانۂ جاہلیۃ مین قریش کے بہت لوگون کا خیال ہے کہ مین عباس بن عبد المطلب کے نطفہ سے ہون پس یزید چپ رہ گیا انتہی محصلاً۔

مثالب ابن السمان مین وجہ ثروت ابی سفیان کا اشارہ یون کیا ہے۔ بیشک مسافر بن

ان المسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کان ذا جمال و سخاء عشق هند وجامعها سفاحاً فاشتهرت ذلك في قريش وحملت هند فهرب مسافر من ابيها عتبة وطلب عتبة ابا سفيان ووعده بمال كثير وزوجه ابنته هند فوضعت معاوية بعد ثلاثة اشهر۔	ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس خوبصورت اور سخی مرد تھا اور ہند یہ عاشق لیس اسنے ہند سے زنا کیا اور قریش مین اسکی شہرت ہوگئی اور ہند کو مسافر کا حمل رہ گیا اور یہ مسافر ہند کے باپ کے خوف سے بھاگ گیا اور عتبہ بن ربیعہ نے بوعدہ مال کثیر ابوسفیان کو بلا کر

ہند سے نکاح کردیا اور نکاح کے تین ماہ بعد جناب معاویہ پیدا ہوے - انتہی -

ہشام کلبی نے مثالب بنی امیہ مین لکھا ہے کہ مسافر بن عمرو عام قریش سے تھا اور

واما مسافر بن عمرو فقال الكلبي عامة الناس	بیشک معاویہ اسیکا نطفہ ہے کیونکہ مسافر

علی ان معاویہ منہ لانہ کان اشد الناس حبا لھند فلما حملت ھند بمعویہ خاف المسافر ان یظہر انہ منہ فھر الی ملک الحیرۃ الخ

ہند کو بہت چاہتا تھا جب ہند کو مسافر کا حمل رہ گیا تو اس خوف سے مسافر بھاگ کر ملک حیرہ چلا گیا۔ پھر وہان حسب اتفاق ابوسفیان پہونچ گیا تو مسافر نے ہند کا حال پوچھا ابوسفیان نے کہا کہ اُسکا نکاح مجھ سے ہوگیا ہے پس اسی دائمی مفارقت کے غم مین مسافر بیمار رہا اور اسی مرض غم مین مرگیا انتہی ملخصاً۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں کلبی نے لکھا ہے کہ ہند فاحشہ عورتوں سے تھی اور حبشیون پر

وقال کانت ھند من المغتلمات وکانت تمیل الی السودان من الرجال فکانت اذا ولدت اسود قتلتہ

مرتی تھی اور جب وہ کالا بچہ جنتی تو تو اُسے مارڈالتی تھی انتہی۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکر ماجری لہ بعد وفات امیرالمومنین علیہ السلام صفحہ ۱۱۶ مین العقدین فی فضائل الشرفین سے منقول ہے۔ اور شعبی نے کہا

وقال الشعبی وقد اشار رسول اللہ صلعم الی ھند یوم فتح مکہ لبشئ من ھذا فانھا لما جاءت لیتابعہ وکان قد اھدر دمھا فقالت علی ما ابایعک قال علی ان لا تزنین فقالت وھل تزنی الحرۃ فعرفھا رسول اللہ صلعم فنظر الی عمر فتبسم۔

کہ بیشک آنحضرتؐ نے ہند سے بیعت لینے مین فتح مکہ کے دن اسی طرف اشارہ فرمایا۔ حالانکہ اُسدن ہند کا خون ہدر (یعنے قتل حلال) ہوچکا تھا ہند نے کہا کہ مین آپ سے کس بات پر بیعت کرون آنحضرت نے فرمایا آیندہ زنا نہ کیجیو ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے پس رسول خدا نے ہند کو پہچانا اور عمر ابن خطاب کی طرف دیکھا اور وہ ہنسے انتہی۔

فصل اول در اثبات عفت ہند امّ معاویہ رضی اللہ عنہ

فریقین کا کلیہ ہے کہ حدیث وروایات کی صحت رواۃ کے اعتبار پر کی جاتی ہے اور مطاعن مذکور مین دہی ندارد ہین دوم جسقدر مطاعن پیش کیے گئے وہ سب کتب مثالب اور کتب نامعتبر سے جنکی حیثیت ظاہری قصہ کہانیون کی سی ہے۔ سوم مثالب ہشام کلبی مین جناب معاویہ کے اسماے ابوین مین اختلاف پایا جاتا ہے یعنی مثالب ہشام کی ایک روایت

مین حضرت عباس کو جناب معاویہ کا باپ بتایا گیا ہے اور دوسری مین مسافر بن عمرو کو بچپن
حبشیون پر ہند کا رغبت کرنا اور کالے بچے جنتے پر بچوں کا مار ڈالنا بلا سند لکھا ہے لہذا ایسے
مجہول طعن واپ مناظرہ کے خلاف مین چہارم ابن السمان نے جناب معاویہ کی ولادت نکاح کے
تین ماہ کے بعد کی لکھی ہے جو کسی اور نساب عرب نے نہین لکھی غرض جسقدر مطاعن پیش کیے
مین وہ سب لغو ہین پس اب ہم ان ہفوات کا رد اور عفت ہند بیان کرتے ہین

واضح ہو کہ حضرات شیعہ نے اُن روایات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ جن سے ثابت ہند ام معاویہ
کی عفت و پارسائی پائی جاتی ہے چنانچہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان معاویہ مطبوعہ نولکشور کے
صفحہ ۱۳۴ مین ہے کہ جب فاکہ ابن مغیرہ ہند کے شوہر اوّل نے ایک اجنبی شخص کو ہند کے پاس سے
بھاگتے دیکھا تو اُسکو لاتین مار کر گھر سے نکالدیا تو اس شبہ کی تنقید مین ام معاویہ کے باپ عتبہ بن ربیعہ
اور خود ہند مین بہت کچھ کہا سُنی ہوئی اور ہند نے کہا کہ اے باپ لات وعزیٰ کی قسم مین کسی سے
خراب نہین ہوئی اس معتبر قسم پر عتبہ کو اطمینان ہوا اور پھر عتبہ اپنے داماد فاکہ ابن مغیرہ کا شبہ
رفع کرانے کی غرض سے ہند اور فاکہ اور چند عورتون کو ساتھ لیکر ایک یمنی کاہن کے پاس گیا
پہلے اُن عورتون کا زائچہ بنظر امتحان کاہن سے کرایا اور پھر ہند کا پس اس کاہن یمنی نے
خوب جانچا اور پھر ہند کے شانہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ چل اُٹھ بیشک تو نے بدکاری نہین کی اور
یاد رکھ تو ایک بادشاہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا پس فاکہ نے اپنے گھر لیجانے کے لیے ہند کا
ہاتھ پکڑا اور ہند نے جھٹکا دیا اور کہا خدا کی قسم اب تو ہی ... ہی کرونگی پس عتبہ نے ہند کا نکاح ابوسفیان

ویقول انهضی حتی دنا من هند فضرب کتفها وقال انهضی غیر وسخاء ولا زانية ولتلدين ملكا يقال له معاوية فنظر اليها الفاكه فاخذ بيدها فنترت يدها من يده و قالت اليك فوالله لاحرصن ان يكون ذلك من غيرك فتزوجها ابوسفيان فجاءت بمعاويه —

سے کر دیا اور جناب معاویہ پیدا ہوئے انتہی محصلاً اگرچہ ہند کے پاس سے اجنبی کے بھاگنے پر
شبہ ہونا ممکن ہے لیکن جب یمنی کاہن جیسے معتبر نے از روے زائچہ گواہی دی کہ ہند بیگناہ ہے
تو اُس سے عفت ہند پائی گئی اور کوار پتے مین مسافر بن عمرو کا حمل ہونا وہ بھی غلط ہوگیا اور

جو شبہ فاکہ کو زناے ہند کا ہوا تھا اگر وہ رفع نہوتا تو فاکہ گھر لیچلنے کے لیے ہند کا ہاتھ نہ پکڑتا اور یہ بدیہی امر ہے کہ ثبوت پارسائی کے بعد فاکہ کا ہاتھ پکڑنا عذر تقصیر مین داخل ہے اور ہند کا جھٹکا دینا اُسکی عفت کی دلیل - لہذا جنابہ ہند پر مطاعن شیعہ بالکل بہتان ہین -

فریقین مین سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ ہند ام معاویہ کا نکاح ابوسفیان سے نہین ہوا اور عجب نہین کہ وہ اجنبی شخص ابوسفیان ہی ہوگا کہ جسپر فاکہ کو شبہ ہوا تھا اور بعد مین اُسی سے نکاح ہوگیا اور نہ یہ ثابت ہے کہ ابوسفیان کے نکاح کے وقت ہند حاملہ تھی اور نہ یہ ثابت ہے کہ معاویہ ابوسفیان کے نکاح سے پہلے پیدا ہوچکا تھا لہذا ان دلائل تو یہ سے ہشام اور ابن السمان کی روایات سب لغو ہوگئین اب رہا نکاح کے تین ماہ بعد جناب معاویہ کا بطن ہند سے پیدا ہونا تو اوّل تو ہم اسکو غلط ثابت کرچکے اور جو بالفرض ایسا ہوا بھی ہو تو فریقین کا مسلمہ ہے کہ جس مرد کے نکاح یا قبضہ مین عورت ہو تو اُس عورت کے بطن کی اولاد بلحاظ حضانت ناکح یا مالک وقابض کی سمجھی جائیگی خواہ نفس الامر مین اُسکی نہو کیونکہ شرعی احکام احوال ظاہر پر مترتب اور نافذ ہوا کرتے ہین اور باقی الغیب عنداللہ پس یہ دلیل قاہرہ ایسی محکم ہے کہ جس سے بجز شیعہ کے کوئی جاہل بھی انکار نہین کرسکتا -

مسئلہ مذکورہ کی تصدیق بہت کتب سے ہوسکتی ہے از آنجملہ موطا مالک باب القضا بالحاق الولد بابیہ مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفہ سے ہے تو اُسکی پرورش کیجیو حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب مکہ فتح ہوا تو سعد نے اُس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ لڑکا میرے بھائی کا ہے اور اُسنے اسکے لینے کے واسطے وصیت کی تھی عبد ابن زمعہ نے کہا کہ یہ لڑکا میرے باپ کی لونڈی کا جنا

فقال سعد یارسول اللہ ابن اخی قد کان عہد الیّ فیہ وقال عبد ابن زمعہ ثم قال رسول اللہ صلعم ھولک یا عبد ابن زمعہ ثم قال رسول اللہ صلعم الولد للفراش وللعاھر الحجر ثم قال لسودہ بنت زمعہ احتجبی منہ لما رای من شبھۃ

میرا بھائی ہے پس اس قصہ کو جناب رسولخدا کے حضور مین پیش کیا آنحضرت نے دونوں کی سنکر فرمایا بچہ ماں کے شوہر یا مالک کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر پھر ام المومنین سودہ سے فرمایا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کر کیونکہ یہ لڑکا

لعتبۃ قالت فما رأھا حتی لقی اللہ عز وجل (موطا امام مالک)

عتبہ کا ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ لڑکا عتبہ کے مشابہ تھا پس اُسنے ام المومنین سودہ کو پھر کبھی نہیں دیکھا حتی کہ اُنکا انتقال ہوگیا انتہے۔

اس حدیث سے محابت ہے کہ آنحضرت کو سعد بن ابی وقاص کی صداقت اور مولود کے اشبہ عتبہ ہونے سے یقین ہوگیا کہ عبدالرحمن نامی لڑکا عتبہ کا نطفہ ہے لیکن زمعہ کی ملک وحضانت کے سبب سے عبدالرحمن کا نسب زمعہ سے ملحق کردیا اور حقیقی باپ عتبہ کے نسب سے خارج فرمادیا اور چونکہ مولود فی الحقیقۃ ابن عتبہ تھا اس سبب سے ام المومنین سودہ کو اُس عبدالرحمن سے پردہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ فیصلہ کے لحاظ سے ام المومنین سودہ عبدالرحمن کی حقیقی بہن ہوئیں ایسی ہی احادیث کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ کا یہ اجتہاد مشہور بین العلماء ہے کہ مرد مشرقی نے زن مغربی

واما العکس فھو ان المشارق اذا تزوج بالمغاربیۃ وحصل ھناک ولد فابوحنیفۃ اثبت النسب ھنا مع القطع بانہ غیر مخلوق من مائہ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۸۴)

سے نکاح کیا حالانکہ ایک دوسرے کے قریب تک نہوا اور عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو ابوحنیفہ نے مولود کا نسب ناکح سے ملایا ہے حالانکہ یقین حاصل ہے کہ اس فصل و بعد کے سبب سے وہ مولود ناکح کا نطفہ نہیں ہوسکتا انتہی ایسا ہی حکم حضرات شیعہ کی کتاب فقہ جامع رضوی ترجمہ شرائع الاسلام کتاب النکاح فصل چہارم فرع اول مطبوعہ نولکشور کے صفحہ (۳۵۰) مین لکھا ہے آنکہ نسب ثابت میشود بہ نکاح صحیح و بوطی شبہ و ثابت نمیشود بہ زنا و اگر شخصے زنا کند بزنے و از منی او مخلوط شد و ولدے کہ بہ یقین حاصل شود یا آنکہ از منی زانی بہم رسیدہ شرعاً منسوب بجانب زانی نمی شود انتہی بلفظہ پس جبکہ فریقین کے نزدیک نسب نکاح سے یا ملک سے ثابت ہوتا ہے اور ہندہ ام معاویہ کا نکاح ابوسفیان سے قبل ولادت معاویہ ہوا لہذا جناب معاویہ کو کسی اور نسب سے جا ملانا حضرات شیعہ کی لغویت ہے۔

حمل انسان کی مدت طبعیہ کے خلاف نکاح کے تین ماہ بعد جناب معاویہ کی ولادت جو ابن السمان نے لکھی ہے یہ راوی کا سہو معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض دفعہ خود حاملہ عورتیں اپنی مدت حمل کو بھول جاتی ہین اور رجوعاً التنزل اس واقعہ کو صحیح مانا جائے تو جبکہ بقول امام صفدی

شافعی تعظیم و جلالت قدر امام اعظم کے سبب امام شافعی کا بطن مادر مین چار سال تک سکوت کرنا ممکن تھا جیسا کہ برق لامع شنیعہ کے صفحہ ۲۲ مین ہے تو اس بنا پر تحصیل خلافت رسول کے بیحد اشتیاق مین جناب معاویہ کا تین ہی ماہ کے مدت حمل مین جلد برآمد ہوجانا بھی محال نہین ہوسکتا بلکہ اس قلیل مدت مین معاویہ کا زندہ پیدا ہوکر طویل العمر ہونا ہند کا معجزہ اور معاویہ کی کرامت سمجھی جائے گی نہ کہ عیب وجرم۔

تذکرہ خواص الامہ کا طعن کہ آنحضرت نے ہند کو زنا سے توبہ کرنے کی ہدایت کی تو اس کا جواب اُسی سند مین ہند کا موجود ہے ھل تزنی الحرہ یعنی کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے کیونکہ عرب مین زنا کی خصوصیت تو باندیون کے لیے تھی نہ کہ محصنہ آزاد عورتون کے لیے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب آزاد عورت چاہتی طلاق لیکر دوسرے شخص سے نکاح کرلیتی تھی پس اس برمحل جواب سے ہند کی پارسائی ثابت ہوئی۔ نیز یہ بھی کہ پیغمبر خدا نے ہند کو اجتناب زنا کی ہدایت قانون اسلام کے مطابق فرمائی تھی نہ کہ مزنیہ جان کر معاذاللہ کیونکہ اُنکو حکم خدا ہوچکا تھا کہ اے

یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات یبایعنك علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئًا ولا یسرقن ولا یزنین۔	نبی جب مومنات تمھارے پاس بیعت کے لیے حاضر ہون تو اُنپر فرض ہے کہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرین اور نہ چوری

کرین نہ زنا کرین انتہی محصلاً پس اس حکم کی بنا پر آنحضرت نے زنا سے اجتناب کی ہدایت فرمائی تھی لہذا جملہ مطاعن شنیعہ لغو۔

تبصرہ بکابرات شنیعہ مشتمل بر اصلاح فرقۂ شیعہ

ایک قرینہ زنا کا مخالفین کے نزدیک اور باقی رہتا ہے کہ پیغمبر خدا ہند کے ہموطن اور واقف کار عرب اور صاحب وحی والہام تھے اور جناب فاروق دہات العرب سے تھے پس۔ ان دونون صاحبون کے اشارے بصورت اتفاق بے اصل وبے معنی نہین ہوسکتے ضرور زنا کا احتمال رکھتے ہین اس خواہ مخواہ شبہ کا بھی رد کردیا جاتا ہے تاکہ آیندہ اہلسنت پر منہ نہ آسکین پس اسکے دفعیہ کے لیے ہمارے پاس دو دلیلین ہین۔

دلیل اول در عدم حجیت بعض اقوال پیغمبرؐ

اگرچہ قرآن مین انبیا و مرسلین و ائمہ کی نسبت معصوم کا لفظ نہین ہے لیکن خلفا ثلاثہ کے سب وشتم کے رواج ہوجانے کے خیال وامید سے حضرات شیعہ انبیاء مرسلین و ائمہ کی عصمت کے مدعی ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین انما انا بشر مثلکم بہت رسم الخط غلط ہے اصل یون ہے ان ما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنی بیشک مین تم جیسا بشر نہین ہون کیونکہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے اور اس دعوے کی تقویت کے لیے کہتے ہین کہ انبیا و مرسلین کے قوائے ظاہری و باطنی بھی نوع بشر سے جدا ہوتے ہین چنانچہ حضرت آدمؑ کے ہان صبح کو بیٹا اور شام کو بیٹی کا پیدا ہونا اور عروج ادریسؑ والیاس و عیسیٰؑ اور انکا طویل الاعمار ہونا اور حضرت ابراہیمؑ کا ملائکہ ارض و سما کو بیداری مین مشاہدہ کرنا اور حضرت سلیمانؑ کا قول نمل سننا اور سمجھنا اور حضرت یعقوبؑ کا چالیس منزل کے بُعد سے حضرت یوسفؑ کی خوشبو سونگھ لینا وغیرہ وغیرہ ویسے ہی ائمہ کے قوی مثلاً جناب علیؑ کا اجنہ کو مسلمان کرنا اور حالت رضاعت مین اژدھے کا چیر ڈالنا اور در خیبر کا سپر بنالینا وغیرہ لیکن بفضلہ اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ انصافاً ایسے محال عادی قصص کو خطرہ مین نہین لاتے اور پیغمبر خداؐ کی عصمت تو انکی کسی کتاب مین درج ہی نہین اور جو کسی نے بھولے بسرے لکھ بھی دی تو اسی مین ہیچ پیغمبر بھی ضرور ہوگی اور جیسے عام لوگون مین غضب و عشق و شہوت و نفرت و سہو و نسیان و لغزش و خطا ہوتی ہے وہ ہی سب باتین آنحضرت کی نسبت بھی لکھی ہین چنانچہ مختلف کتب اہلسنت سے اُنکے نمونے پیش کرتے ہین۔

الجواب الکافی ابن القیم کے صفحہ ۱۶۴ مین امام زہری استاد امام مالک سے منقول ہے وہ فرماتے ہین کہ اسلام مین پہلے پہل عشق نے جو قدم رکھا تو وہ رسول اللہ کا عشق عائشہ سے ہے اسی وجہ سے امام مسروق عائشہ کو حبیبۂ رسول کہا کرتے تھے ابوالقیس غلام ابن عمر کہتا ہے کہ ابن عمر

وقال ابوالقیس مولی عبداللہ ابن عمر ارسلنی عبداللہ ابن عمر الی ام سلمہ اسئلہا کان رسول اللہ یقبل اہلہ وھو صائم فقلت لا فقال ان عائشہ قالت کان النبی یقبلہا وھو صائم فقالت ام سلمہ	نے مجھے حضرت ام سلمہ کی خدمت مین یہ مسئلہ کے دریافت کے لیے کہ آنحضرت حالت صوم مین اپنی ازواج کا بوسہ لیتے تھے (یا نہین) ام سلمہ نے کہا نہین ابوالقیس کہتا ہے مین نے کہا

ان النبی کان انشادای عائشہ لم یتمالک نفسہ - | بی بی عائشہ تو کہتی ہین کہ آنحضرت حالت

صوم مین میرے بوسے لیتے تھے ام سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ کی یہ حالت تھی کہ جب عائشہ کو دیکھ لیتے تھے تو پھر انکو اپنے دل پر قابو نہ رہتا تھا انتہی اسکی تصدیق سنن ابوداؤد وکتاب الصوم باب الصائم

قالت عائشہ ان رسول اللہ صلعم یقبل وھو صائم و یمص لسانھا۔ | یبلغ الریق صفحہ ۲۶۶ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حالت صوم مین آنحضرت میرا

بوسہ لیتے بلکہ میری زبان چوستے تھے انتہی بخاری جلد دوم کتاب التفسیر سورۂ تحریم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۸ مین عشقبازی رسول کی دوسری معتبر شہادت قول فاروق سے ہے چنانچہ صفحہ مذکور پر ابن عباس سے بہت بڑی حدیث منقول ہے اُسمین حضرت فاروق نے اپنی بیٹی حفصہ کو جو نصیحت فرمائی ہے اُسکے الفاظ یہ ہیں عمر نے کہا اے بیٹی مین تجھے غضب خدا اور رسول سے ڈراتا ہون

فقلت تعلمین انی احذرک عقوبۃ اللہ و غضب رسول اللہ صلعم یا بنیۃ لا یغرنک ھذہ التی اعجب حسنھا حب رسول اللہ صلعم ایاھا یرید عائشہ۔ | اے بیٹی کہین تجھے دھوکہ مین نہ ڈالے یہ عورت کہ جس کے حسن نے رسول اللہ صلعم کو فریفتہ کیا ہے اور اپنا گرویدہ - عمر کی مراد اس سے عائشہ تھین انتہی -

نوٹ اگرچہ پیغمبر خدا کے اقدام زنا کی حدیث بخاری کتاب الطلاق اسی مقام پر لکھتے مگر یہان دوسرا عشق لکھنا ہے لہذا اُسکو ترک کیا مگر اُسکو آخر باب مین لکھینگے انشاءاللہ تعالےٰ۔

تاریخ مختصر بغداد مین احمد ابن طاہر نے اور شرح نہج البلاغہ جلد دوم مطبوعہ ایران جزو بارہ کے صفحہ ۵۱ مین ابن عباس سے یہ روایت ہے کہ ایکدن خلافت عمر کے اوایل مین ابن عباس گئے تو عمر نے کہا کہ تمھارے بزرگ اہلبیت کیا کرتے ہین آپ نے کہا کہ ایک باغ کو پانی دیتے جاتے ہین اور تلاوت کرتے جاتے ہین عمر نے کہا کہ کیا اُنکو اب بھی گمان ہے کہ رسول خدا نے اُنکو خلافت دیدی تھی مین نے کہا ہان بلکہ مین اس سے بھی زیادہ بتاؤن کہ مین نے اپنے باپ سے اسی بات کو پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ علی سچ کہتے ہین پس عمر نے کہا کہ آنحضرت سے علی کے بابت مین چند بار ایسے کلمات

فقال عمر لقد کان من رسول اللہ فی امرہ من قول لا یثبت حجۃ ولا یقطع عذرا ولقد | صادر ہوئے ہین کہ وہ ثابت نہین ہوسکتے اور نہ حجت قطع ہوتی اُس عشق کے سبب سے

کان یربع فی امرہ وقتا ما ولقد اراد فی مرضہ ان یصرح باسمہ فمنعت من ذلک اشفاقا وحیطۃ علی الاسلام لا ورب ہذہ البنیۃ لا تجتمع علیہ قریش ابدا۔	جو پیغمبر کو علیؑ سے تھا آنحضرت مرض موت مین باطل کی طرف پھرنا چاہتے تھے کہ علیؑ کے نام کی صراحت کرین لیکن مین نے خدا کی قسم شفقت امت اور محبت اسلام کے سبب سے

روکا کیونکہ قریش خلافت علیؑ پر اتفاق نہ کرتے انتہی محصلاً اگرچہ امت مرحوم رسالت کی زہریلی ہوا سے بہت کچھ ان اسانید معتبر کے ذریعہ سے مامون ہوسکتی ہے لیکن کیفیات لبشری کی اور بہت سی صورتین ہین کہ جن اخلاقی کمزوریون سے پیغمبر معمولی انسان ثابت ہوں اُن مین سے بھی شیعہ کی ہدایت کے لیے بعض لکھ دی جاتی ہین۔

کتب اہلسنت سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام اور بالخصوص حضرت فاروق رسول اللہ کی سخت مخالفت کیا کرتے تھے لیکن اسکا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ بھی ایسے مخالف صحابہ کی اذیت میں کوتاہی نہ کرتے تھے مثلاً خدا تعالےٰ نے صحابہ کو حکم دے رکھا تھا کہ اے مومنو جب

یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔	تم کو خدا و رسول حیات کی طرف بلائین تو تم اُس کو قبول کرو۔

لیکن اس حکم کے خلاف پیغمبر خدا صحابہ کو جہاد مین اور بڑی بڑی جان جوکھوں کے مقام پر جھونکتے تھے اور خلاف صلۂ رحم اپنے رشتہ دارون اور قوم سے قتال کا حکم دیتے تھے پس چونکہ جان بچانا فرض ہے اور آیۂ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اس خیال کے مؤید ہیلیے اکثر صحابہ اور بالخصوص خلفاء ثلاثہ اور عشرۂ مبشرہ بھاگ بھاگ کر غریب جان بچایا کرتے تھے چنانچہ بکثرت صحابہ اور شیخین جہادات احد و خیبر و حنین و وادی الرمل و تبوک سے بھاگے جیسا کہ تاریخ الخلفا سیوطی و تفسیر فخر رازی و ازالۃ الخفا و بخاری وغیرہ سے ظاہر ہے۔ اسی طرح جہاں اور جیسا موقع بنا غریبون نے جان بچائی چنانچہ صرف شب جنگ خندق کا ایک واقعہ نظیراً پیش کرتے ہین جو حضرات شیخین کی خودداری اور حفاظت خود اختیاری کا سچا نمونہ ہے۔

درمنثور جلد پنجم مطبوعہ مصر کے صفحہ (۱۸۵) پر بحوالہ صحیح مسلم ایک حدیث نقلی ہے جسکی عبارت اور مطلب بقدر ضرورت یہ ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہین کہ مین شب جنگ خندق تھا آنحضرت کے

وکان رسول اللہ یصلی من اللیل فی لیلۃ باردۃ ما ادامن قبلہ ولا بعدہ برداکان اشد منہ فقال الا رجل یذھب الی ھؤلاء فاتینا بخبرھم جعلہ اللہ معی یوم القیمۃ قال فما قام فسکتوا ثم عاد فسکتوا قال یا ابابکر فقال ابوبکر استغفر اللہ و رسولہ قال رسول اللہ صلعم ان شئت ذہبت فقال یا عمر قال عمر استغفر اللہ قال رسول اللہ ان شئت ذھبت قال رسول اللہ صلعم یا حذیفہ قلت لبیک الخ

ساتھ تھا اور وہ تہجد پڑھ رہے تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ مین نے نہ اسکے قبل دیکھی تھی نہ بعد پس آنحضرت نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو لشکر کفار کی خبر لا کر دے تو اسکے عوض مین وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا پس کوئی کھڑا نہوا سب دم بخود رہے پھر آنحضرت نے دوبارہ فرمایا پھر بھی سب چپ رہے پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابوبکر حضرت ابوبکر نے عرض کیا مین خدا و رسول سے معافی چاہتا ہون آنحضرت نے فرمایا اگر تو چاہتا تو جا سکتا تھا پھر آنحضرت نے فرمایا یا عمر حضرت عمر نے عرض کیا کہ جناب معاف فرمایئے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا تو جا سکتا تھا پھر آنحضرت نے فرمایا یا حذیفہ مین نے کہا مین حاضر ہون پس مین نے جا کر لشکر کفار کی خبر لا کر دی انتہی محصلاً اسی جنگ مین عمرو ابن عبد ود کا مقابلہ ہے کہ آنحضرت نے جملہ صحابہ سے مقابلہ کے لیے فرمایا اور سب پر حیرت طاری ہوگئی جان کے خوف سے ایک نے چون نہ کی پس پیغمبر خدا کے یہ غیر معمولی جان جوکھون کے احکام ایسے سخت تھے کہ انسان کی طاقت سے باہر اسی سبب سے جملہ صحابہ بلکہ جناب شیخین تک فرض کفایہ اور امر استحبابی سمجھ کر ایسے احکام کی تعمیل علی کے سر ڈالتے تھے اور آپ ہرگز نہ کرتے تھے بلکہ معمولی بشر سمجھ کر اپنے تئین خطرہ مین نہ ڈالتے تھے۔

دوم پیغمبر خدا کی فضیلت و عصمت وحی سے بھی بعقیدۂ اہلسنت ثابت نہین ہوتی جبکے سبب حضرات شیعہ اعتراض کرتے ہین کیا معنی کہ اہلسنت کے جید عالم مولوی عبد العلی بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت کی اصل اول باب النسخ کے صفحہ ۲۵۹ مین ہے سنو اس شخص کی بات ہرگز

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیا علیہ یغلطون فی احکام اللہ تعالی فان ھذا القول قد صدر من شیاطین اھل البدع کالروافض وغیرھم الم تر اھل الحق من اھل السنۃ و

نہ سنو جو یہ کہتا ہے کہ رسول احکام خدا کی تبلیغ مین کیونکر خطا کر سکتے ہین پس یہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے رافضی وغیرہ اور اہل حق یعنی اہلسنت و جماعت جو قامع بدعت ہین

الجماعۃ القامعین البدعۃ کثرھم اللہ تعالی یجوزون علی الانبیاء الخطاء کما ظھر فی اساری بدر من سید العالم صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وکیف وقع من داود علیہ السلام فی الحرث وفی الحکم لاحد المرئتین مع کونہ للاخری کما ھو مشروح فی الصحیحین

خدا اُنکو زیادہ کرے وہ انبیاء سے صدور خطا کو جائز جانتے ہین جیسے آنحضرت سے اسیران بدر کے بارے مین خطا واقع ہوئی اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک کھیت کے معاملہ مین اور دوسری خطا دو عورتون کے معاملہ مین ہوئی جیسا کہ صحیحین مین مشرح موجود ہے انتہی محصلاً۔

چونکہ حضرت عمر کے خلاف مرضی کی خطا بھی بعقیدۂ اہلسنت تبلیغ احکام خدا کی خطا ہے اسوجہ سے بحر العلوم اہلسنت نے بغیر صراحت لکھدیا ہے جس کی صراحت ہم کر دیتے ہین۔

سورہ محمد مین ہے جب تم کافرون سے مقابلہ کرو تو اُنکی گردنین مارو اور جب قتال

واذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا۔

سے فرصت پاؤ تو اُنکی مضبوط مشکین کس لو اور اُسکے بعد یا تو خواہ احسان کر یعنی مفت چھوڑدو خواہ رقم فدیہ اسقدر لو کہ اُنکی لڑائی کے آلات بیکار ہو جائین یعنی اسقدر ننگے بھوکے ہو جائین کہ اُن مین جنگ وپیکار کا حوصلہ باقی نہ رہے تو اس آیہ سے اسیران بدر کو فدیہ لیکر چھوڑنا تو پیغمبر کی خطا ہو نہین سکتی لیکن حضرت عمر کی مرضی کے خلاف عمل کی خطا ہے اسلیے پیغمبر خدا پر اللہ جل ذکرہ کا وہ عتاب ہوا کہ مدینہ کی دیوارون تک عذاب خدا آچکا تھا اُسمین سوائے حضرت فاروق کے پیغمبر خدا اور جملہ صحابہ پکڑے جاتے مگر خیر یہ گزری کہ شائد حضرت فاروق نے معاف فرما دیا۔ جو وہ عذاب ٹلا۔

عتاب فاروق کی یہ وجہ تھی کہ حضرت عمر کے حقیقی ماموں اور بعض اور رشتہ دار بالخصوص جناب معاویہ کے نانا مرحوم اور اُنکے حقیقی بھائی اور حضرت فاروق کے خسر عقبہ بن ابی معیط خمر فروش اور جناب امیہ بن خلف اور حضرت عمارہ بن الولید یہ مقربان احدیت سب کے سب جنگ بدر مین شہید ہوے جن سے بہت سے صحابہ اور بعض عشرہ مبشرہ سے عزیزداریان تھین۔ اور ان مین سے چند پاک عشق باز لوگ حضرت ہند کی کرامتون پر عاشق تھے پس ان سب کو پیغمبر خدا

بدر کے قلیب نامی کنوئین مین پھینکوا کر اُنکی بڑی توہین کی تھی چونکہ ان مقتولون مین نامی گرامی قریش
او رامراء قریش اور حضرت فاروق کے ہمجوان تھے اسوجہ سے جملہ مہاجرین کو بیحد رنج ہوا پس اس
غم و اندوہ کی بنیا د پر حضرت فاروق چاہتے تھے کہ اسیران بدر سے حضرت عباس کو حضرت حمزہ قتل
کرین اور حضرت عقیل کو جناب علیؓ اور ابوالعاص شوہر زینب کو رسول اللہ قتل کرین تاکہ ہم اور پیغمبر
دونون غم و مصیبت مین مساوی ہوجائین دوم اس فعل سے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور جملہ
حلیف قبائل پیغمبر یہ سب پیغمبر خدا کو بے رحم و جابر سمجھ کر انکی جان کے دشمن ہو جائین لیکن حضرت
فاروق کی مرضی کے خلاف پیغمبر خدا نے فدیہ لیکر جملہ اسیرانِ بدر کو چھوڑدیا جو سخت خطا تھی
لہذا دعا ہے کہ اللہ اور میان عمر معاف فرمائین -

حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام بلکہ آنحضرت کے انتقال تک جملہ
انبیاء ورسل اور اُنکے اوصیا و امام یہ سب خلق اللہ کی نظر مین معصوم تھے یعنی خلاف مرضی
خدا ادنیٰ سے اعلےٰ تک کوئی کام نہ کرنے کا عقیدہ امم سابقہ کا ان حضرات کی نسبت تھا مگر
آنحضرت کے انتقال ہوتے ہی صحابہ اور اُنکے تابعین ایسے جامع العلوم کامل الشریعت
حق پژوہ پیدا ہوے کہ انھون نے بڑی بڑی چھان بین کرکے خطیات انبیا اور رسل جمع کین
اور چونکہ بعقیدۂ اہلسنت آنحضرت کے خطیات کا نمبر سب سے بڑھا ہوا تھا اسوجہ سے یہ
افضل المرسلین مان لیے گئے چنانچہ اول بعثت سے اُنکی حیات تک کے خطیات کے تین قسم کی
ایک ایک سند پیش کردیتے ہین ملاحظہ ہو -

تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ (۶۰۲) مین ہے تو جان بعض لوگ اسطرف گئے ہین کہ آنحضرت

اعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان	قبل بعثت کافر تھے پھر اللہ نے ہدایت کی
کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا	اور نبی بنایا کلبی نے کہا کہ وجدک ضالا
قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم	سے مراد خدا یہ ہے کہ آنحضرت قوم گمراہ مین کافر
ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان	تھے پھر اللہ جل ذکرہ نے توحید کی طرف
علی دین قومہ اربعین سنۃ -	ہدایت فرمائی اور امام سدی نے کہا کہ آنحضرت

چالیس سال کی عمر تک اپنی قوم یعنی قریش کے دین پر تھے انتہی بلفظہا یہی عقیدہ شرح مواقف

مطبوعہ نولکشور کے صفحہ (۶۹۶) مین لکھا ہے وجد لے ضالا فھدی ای ولا شک ان الضلال عاص الجواب انہ قبل النبوۃ انتھی بلفظہ۔

سُنا جاتا ہے کہ اس عقیدہ کی ابتدا زمانہ صلح حدیبیہ مین حضرت فاروق سے ہوئی تھی جبکہ خلاف اُمید کفار قریش سے صلح ہوگئی اُسوقت حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم مجھے

واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ (تاریخ خمیس دیار بکری)	(نبوت) مین کبھی شک نہین ہوا تھا مگر جیسا آج ہوا۔

پس پیغمبر خدا کی اس بھاری لغزش کی نبیاد پر حضرت فاروق کا شک تیر بہدف ہوگیا اور آنحضرت کے معائب کے ساتھ اور انبیا کے خطیات بھی اُمت مرحومہ کو معلوم ہونے لگے حتی کہ جناب امام اعظم نے خیالات صحابہ اور شک فاروق کی تکمیل کردی چنانچہ ربیع الابرار زمخشری باب ستین مین یوسف ابن اسباط کی روایت ہے انھون نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے آنحضرت

قال یوسف بن اسباط رد ابوحنیفہ علی رسول اللہ صلعم اربع مائۃ حدیث	کی چارسو احادیث کا رد کیا ہے اور امام صاحب کی ایسی ہی رد شدہ احادیث کا

ذکر سبط جوزی نے اپنی کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک والامم کے جز خامس مین ابواسحق فزاری

عن ابی اسحق الفزاری قال سئلت اباحنیفۃ عن مسئلۃ فاجاب فیھا فقلت یروی عن النبی کذا وکذا فقال حک ھذا بذنب خنزیر۔	سے نقل کیا ہے وہ یہ کہ ابوحنیفہ سے استفتا کیا گیا اُنھون نے اُسکا جواب دیا سائل نے کہا کہ آنحضرت کی احادیث تو اس باب مین ایسی ایسی ہین امام ابوحنیفہ

نے کہا کہ اُسکو سور کی دم سے چھیل ڈال انتہی ان تمام اسانید سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر خدا بموجب کتب اہلسنت عبادات ومعاملات وحسن معاشرت مین بہک جاتے تھے اور یوحی الی کی تخصیص سے کوئی معتدبہ فائدہ نہ تھا **الغرض** یہ حجج قاہرہ ہین جنکی نبیادون پر مذہب اہلسنت مین جملہ اقوال وارشادات پیغمبر حجت نہین مانے جا سکتے لہذا ہند کا پہچان لینا اور آنحضرت کا حضرت فاروق کی طرف دیکھ کر تبسم فرمانا زنائے ہند کے ثبوت کے لیے کافی دلیل نہین ہوسکتی جس سے ثابت ہوا کہ جناب ہند ام معاویہ رضی اللہ عنہا قطعی پارسا تھین۔

نوٹ چونکہ پیغمبر خدا کی ہر طرح کی اخلاقی کمزوریان کتب اہل سنت سے ہم لکھ چکے اور سہو و نسیان پیغمبر کی روایات بکثرت ہین جو صحیحین وغیرہ مین درج ہین مثلا بقول ابن عمر رسول اللہ ایک پورا قرآن بھول گئے تھے (در منثور) اسی طرح رسول اللہ نے دو رکعات پڑھین اور دو بھول گئے (صحیحین) اس سے معلوم ہوتا ہو کہ لاصلوۃ الا بحضور القلب حدیث غلط ہو اور رسول خدا عبادت خدا مین بھی کوئی دوسرا کام کیا کرتے تھے لہذا عدم حجیت اقوال پیغمبر کا اعتقاد اہل سنت حق بجانب ہی۔

دلیل دوم در عدم علم غیب بہ پیغمبران

الغیب ما لا یکون محسوسا ولا یدل علیہ محسوس اوما یصاحبہ۔	غیب وہ ہو جو حواس ظاہر و باطن سے نہ دریافت ہو سکے نہ اُسپر کوئی محسوس چیز اُس جیسی دلالت کر سکے انتہی

اگرچہ ایک گروہ قلیل اسکا قائل ہو کہ پیغمبرون کو بھی علم غیب ہوتا تھا جیسا کہ خدا تعالی خبر دیتا ہی۔

وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء	یہ بات مقرر نہین کہ خدا تعالی تم کو علم غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ جلشانہ اپنے رسولون سے جسکو چاہتا ہی علم غیب کے لیے چن لیتا ہی انتہی

اور اسی کی تائید کے لیے دوسری آیت ہو کہ

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول	اللہ تعالی عالم الغیب ہو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا سوائے اُس رسول کے جسکو وہ پسند کرے انتہی

ان آیات سے ثابت ہی کہ غیب اضافی بعض خاص بندونکو مل جاتا ہو مگر غیب مطلق وہ خاص اللہ جلشانہ کے لیے ہی جیسا کہ ارشاد ہو قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ پس جمہور اسلام کا یہ عقیدہ ہو کہ غیب مطلق کسی پیغمبر کو نہین ہوتا از انجملہ ہمارے ختم المرسلین کو بھی غیب مطلق نہ تھا چنانچہ قصہ افک بریرہ اور یہ عقیدۂ اہل سنت افک عائشہ قرآن مین موجود ہی کہ وحی خدا نہ آنے سے پندرہ روز تک آنحضرت پریشان رہے جب سولھوین دن وحی خدا ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت بریرہ یا عائشہ ناکردہ گناہ ہین اور منافقون کی سازش ہی پس اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا تو قصۂ افک کے واقعہ سے پہلے ہی واقف ہوتے اور انتظار وحی نہ فرماتے دوم آنحضرت کو ایکبار خیبر مین زہر دیا گیا اور خبر نہوئی دوبارہ مرض موت مین پھر زہر دیا گیا جسکے فرشے حلق ہونیکے سبب آپ جانبر نہو سکے چنانچہ مشکوۃ الانوار تسہیل مشارق الانوار باب الثالث صفحہ ۵۸۰ نمبر حدیث ۱۰۶۱ بحوالہ بخاری و مسلم حضرت عائشہ سے مروی ہو وہ فرماتی ہین کہ آنحضرت نے مرض موت مین فرمایا

عائشہ یا عائشہ ما ازال اجد الم الطعام فھذا اوان وجدت انقطاع ابہری من ذلک السم۔	اے عائشہ مین ہر وقت اُس کھانے کی تکلیف پاتا ہون جو مین نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت

تواب وہ ہے کہ مجھے معلوم ہوچکا ہے اپنی جان کی رگ کا ٹوٹنا اُسی زہر سے انتہی۔

بخاری جزو ثالث کتاب الطب باب اللدود مین ابن عباس اور عائشہ سے مروی ہے

وقالت عائشہ لددنا فی مرضہ فجعل یشیر الینا ان لا تلدونی قلنا کراھیۃ المریض للدواء فلما افاق قال الم انھکم ان تلدونی قلنا کراھیۃ المریض للدواء فقال لا یبقی فی البیت احد الا لد وانا انظر الا العباس فانہ لم یشھدکم۔	وہ فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت کے مُنھ مین دوا ڈالی اور آپ اشارہ کرتے رہے (کہ دوا نہ دو) مین سمجھی کہ جیسے ہر مریض کو دوا سے نفرت ہوتی ہے ویسی ہی آنحضرت کو بھی ہوگی (جب آپ کو پورا ہوش آیا تو آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے منع نہ کیا تھا کہ مجھے یہ دوا نہ دو

مین نے کہا کہ جیسے ہر مریض کو دوا سے نفرت ہوتی ہے (ویسی ہی آپ کو بھی ہوگی (ایس آپنے فرمایا کہ گھر میں جتنے آدمی ہین اُن سب کے حلق مین دوا ڈالی جائے مین دیکھتا رہونگا مگر عباس کو چھوڑ دو کہ وہ اسوقت موجود نہ تھے انتہی محصلاً اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا تو سواے علی و فاطمہ وام ایمن کے اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتے یا جن لوگون نے زہر دیا تھا یا دلوایا تھا اُنہی کے حلق مین اُس زہریلی دوا کے ڈالنے کا حکم دیتے اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کو بالکل علم غیب نہ تھا۔

سوم آنحضرت نے قیامت تک کے اخبار غیب بیان فرمائے جو صحاح وغیرہ مین درج ہین لیکن کسی کتاب اسلامی مین نہین کہ آنحضرت نے یہ فرمایا ہو کہ میری آنکھ بند ہوتے ہی مدینہ مین ہڑتال ہو جائے گی نہ کفن کے لیے کپڑا میسر آئیگا نہ پانی لانے والا نہ قبر کھودنے والا باین وجہ کہ جملہ صحابہ وغیر صحابہ سقیفہ بنی ساعدہ چلے جاینگے میری مسموم[1] میت تین دن تک پڑے رہنے سے کیس جائیگی

[1] جناب سیدہ کا یہ شعر مشہور ہے صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا یعنی سیدہ فرماتی ہین کہ مجھپر وہ مصیبتین پڑی ہین اگر وہ مصیبتین دنون پر پڑتین تو وہ دن اندھیری راتین ہو جاتین انتہی تو وہ مصیبتین کیا تھین وہ یہی تھین باپ کا زہر کی تکلیف سے قضا کرنا کفن ودفن کی مصیبت جنازہ کی توہین گھر کا جلنا خاوند کا گرفتار ہونا قتل کی دھمکی خیبر وفدک کی ضبطی میراث کی محرومی غلامون کا آقا پر حکومت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

پیٹ پھول جائے گا باین سبب جنازہ نہ اُٹھ سکے گا دو سے تیسرا آدمی میسر نہو گا جو جنازہ اُٹھے جہان دم نکلے گا وہین مجبوراً دفن کیا جاؤ گے جملہ عشرۂ مبشرہ اور صحابہ کو نہ نماز جنازہ نصیب ہوگی اور نہ وہ دفن مین شریک ہونگے وغیرہ) ان باتون کا اجمالی لوٹ تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین درج ہے جس سے اوپر کی باتون کے واقعات بعد غور ظاہر ہو جاتے ہین چنانچہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت کا

لما قبض النبی صلعم کان ابو بکر غائبا فجاء بعد ثلاث ولم یجترئ احد ان یکشف عن وجھہ حتی ربا بطنہ۔	انتقال ہوگیا تو ابو بکر غائب تھے تین دن کے بعد آئے اس وقت تک کسی کو جرأت نہوئی کہ آنحضرت کا چہرہ کھولے اور آنحضرت کا پیٹ

پھول گیا تھا انتہی چونکہ آنحضرت عالم الغیب نہ تھے بباین وجہ ان واقعات جانکاہ کی نسبت کوئی خبر نہ دی چہارم حضرت صدیق اکبر برسون اپنا مشرک ہونا چھپاتے رہے مگر مدت مدید کے بعد جب آپکو

یا صدیق ان الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۹ وصفحہ ۱۹۹	معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے صدیق تم مین شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے

انتہی محصلاً۔ اسیطرح موطا، امام مالک باب شہداء احد فی سبیل اللہ مین ہے کہ آنحضرت اپنے انتقال سے چند روز پیشتر شہداء احد پر بغرض فاتحہ تشریف لیگئے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ان شہداء کی مین قوت ایمانی کی گواہی دیتا ہون (یعنے یہ بڑے پکے مومن تھے) اسپر ابوبکر نے کہا یا حضرت جیسے یہ ایمان لائے ویسی ہی ہم لائے اور جیسے انھون نے جہاد کیا ہمنے بھی کیا۔ اسپر آنحضرت نے فرمایا ہان بلی ولکن لا ادری ما تحدث بعدی۔ لیکن مجھے معلوم نہین کہ تم میرے بعد کیا کروگے یعنی مسلمان بھی رہوگے یا اسلام سے منحرف ہو جاؤ گے الغرض بکثرت نظائر ہین کہ جن سے ثابت ہے کہ پیغمبر خدا کو غیب مطلق نہ تھا پس جب نہ تھا تو خدائے علام الغیوب نے تو ہند کے زناکار ہونے کی کوئی آیت نازل نہین فرمائی اور نہ ہند کا زنا کالمیل فی المکحل کسی نے دیکھا اور نہ زنائے ہند کا کوئی مدعی ہوا اور نہ گواہ پھر آنحضرت کو اسکا علم کیونکر ہوا چونکہ دلیل اول سے ثابت ہے کہ مذہب اہلسنت مین پیغمبر خدا کا ہر قول حجت نہین اور دلیل دوم سے ثابت کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تھا لہذا آنحضرت اور حضرت فاروق کے اجمالی اشارون اور کنایوں پر ہند ام معاویہ کو قرینہ یقین کرلینا حضرات شیعہ کی حماقت ہے۔

فصل دوم در بحث نسب اربعہ معاویہ رضی اللہ عنہ

نسب واحدہ کے علاوہ جناب معاویہ کے نسب اربعہ کے اعتراضات بھی حضرات شیعہ نے جو فروش گندم نما اہلسنت کی کتب واھیہ و مثالب سے لکھے ہین جو مناظرہ امجدیہ مولفہ جناب فخر الحکما مولوی سید علی اظہر صاحب مجتہد کھجوی ضلع سارن صوبہ بہار مین درج ہین جن سے صاحب کتاب کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب معاویہ چار آدمیون کے صلب سے تھے چنانچہ اُن اعتراضات کی نقل کے بعد جواب دین گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکر ماجری لہ بعد وفات امیر المومنین مین ہے

ان معاویہ کان یقال انہ من اربعۃ من قریش عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ المخزومی و مسافر بن ابی عمرو و ابی سفیان والعباس بن عبد المطلب وھؤلاء کانوا ندماء ابو سفیان وکان کل منھم یتھم بھند

کہ معاویہ کی ولادت چار شخصون سے منسوب تھی جو قریش سے تھے عمارہ بن الولید بن المغیرہ مخزومی اور مسافر بن ابی عمرو کی اور ابوسفیان بن حرب اور عباس بن عبد المطلب اور یہ سب ابوسفیان کے ہمنشین تھے اور ہندہ ان سب سے بدنام تھی انتہی خصلاً۔

ان معاویہ کان یقال من الاربعۃ لعمارۃ بن الولید بن المغیرۃ المخزومی والمسافر بن ابی عمرو ولابی سفیان ولرجل اخر سماہ قال وکانت من المعیبات وکان احب الرجال الیھا السودان وکانت اذا ولدت اسود قتلت۔

مثالب ہشام کلبی مین ہے کہ معاویہ کو لوگ چار نسب سے پکارتے تھے عمارہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی اور مسافر بن ابی عمرو اور ابوسفیان اور چوتھا وہ شخص کہ جسکا نام اُسنے لیا اور کہا کہ ہند فاحشہ عورتون سے تھی اور سوڈان پر عاشق مگر جب بچہ کالا ہوتا تو اُسے مار ڈالتی انتہی۔

ربیع الابرار زمخشری باب اٹھائیس ذکر انساب و حقوق والدین مین لکھا ہے

وکان معاویہ یعزی الی اربعۃ الی ابی عمرو بن مسافر والی ابی عمارۃ ابن الولید والی العباس بن عبد المطلب والی الصباح مغن اسود

کہ معاویہ چار نسب سے منسوب تھے ابی عمرو بن مسافر اور ابی عمارہ بن ولید اور عباس بن عبد المطلب اور صباح حبشی ڈوم اور

کان لعمارۃ قالوا کان ابوسفیان ذمیما قصیرا وکان الصباح عسیقا لابی سفیان شابا وسیما فدعتہ الی نفسہا وقالوا ان عتبۃ بن ابوسفیان من الصباح ایضا وانہا کرہتہ ان تضعہ فی منزلہا فخرجت الی جہاد فوضعتہ ھناک۔

معاویہ عمارہ کا ہے اور لوگون نے کہا کہ ابوسفیان پستہ قد اور بدشکل تھا اور صباح جسیم اور ابوسفیان سے زیادہ خوب صورت تھا لہٰذا پس ہند نے اسکو زنا کے لیے طلب کیا اور بعض نے کہا کہ عتبہ بن ابوسفیان صباح کا نطفہ ہے اور ہند کو جب عتبہ کا جننا اپنے گھر مین مکروہ معلوم ہوا تو وہ مقام جہاد کی طرف چلی گئی اور اُسے وہان جا کر جنا انتہی۔ مگر بعض کتب شیعہ مین ربیع الابرار کی یہ ہی سند ان الفاظ سے پائی گئی۔

ان الاسم الرابع من الجماعۃ التی ینسب الیہم معاویہ کان ابی صباح مغن کان عسیقا شابا وسیما وکان ابوسفیان ذمیما قصیرا فدعتہ ہند الی نفسہا وقالوا ان عتبۃ ابن ابوسفیان ایضا کان من ابی الصباح

ایار معاویہ کی جماعت سے چوتھے باپ کا نام ابی صباح ہے جو حبشی ڈوم تھا۔ باقی عبارت کا مطلب وہی ہے جو اوپر گزرا پس یہ مہمل اسناد حضرات شیعہ کے سرمایۂ ناز ہین جن سے جناب معاویہ کو جاہل شیعہ چار آدمیون کے نطفہ سے ہونے کا دعوے کرتے ہین اور اس جھوٹے دعوے پر اپنے تئین سچا بھی جانتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فصل سوم در تنزیہ نسب اربعہ معاویہ مشتمل بر وجہ تسمیہ چاریاری

جناب ہند کی پارسائی تو اوپر کے جوابات سے ایسی ثابت ہوئی کہ اگر حضرات شیعہ علماء کچھ بھی ہمدردی کا مادہ رکھتے ہونگے تو اپنے جاہلون کو سمجھا دینگے کہ آئندہ ایسے مطاعن کی طرف رخ نہ کرین اب رہا جاہلون کا جواب کہ جناب معاویہ چار نسب سے مشہور تھے اور چونکہ بانی مذہب اہلسنت معاویہ ہی تھے یا این وجہ اہلسنت وجماعت لقب چاریاری سے ملقب ہوئے تو یہ خیال محض لغو ہے کیونکہ اگر یہ مہمل خیال صحیح فرض کرلیا جائے تو مطاعن شیعہ سے تو ہند کے سات آٹھ یار پائے جاتے ہین یعنی مسافر بن عمرو ۲ ابی عمرو بن مسافر ۳ عمارہ بن ولید

۴ سودان ۵ فاکہ ۶ عباس ۷ ابی صباح ۸ ابوسفیان - تو ہند کے ہشت یاری ہونے کی صورت مین اہلسنت کا چار یاری ہونا چہ معنی دارد دوم علی التنزل اگر جناب ہند کے چار ہی یار قرار دیے جائین اور اُن چارون سے جناب معاویہ بجہت تعلق مادری منسوب بابن مشہور ہون تو اسکے یہ معنی نہین ہو سکتے کہ جناب معاویہ چار آدمیون کے نطفہ سے بھی ہون جیسا کہ حضرات شیعہ سمجھے ہین جو بالکل غلط ہے۔

حقیقۃً امر یہ ہے کہ اہلسنت کے چار یاری ہونے کی بھی اتفاقاً چار صورتین ہین اُنمین سے ایک صورت چار یاری ہونے کی علمار شیعہ کی مجوزہ ہے اور تین متقدمین علمار اہلسنت کی اور جہلائے اہلسنت کی جانب سے جو ہین وہ محض لغو ہین ملاحظہ ہو۔

اول علمار شیعہ کے نزدیک چار یارون سے مراد ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و سالم غلام حذیفہ ان چارون نے آپسمین معاہدہ تحریر کیا تھا اس باب مین کہ خلافت رسول نبی ہاشم کے خاندان مین نہ جانے پائے اور ان چارون مین سے جو خلیفہ ہو تو وہ اُس خلافت کو اپنی اولاد پر منتقل نہ کرے اور چونکہ ابو عبیدہ اور سالم مرچکے تھے اور اس عہدنامہ کے رازدار اور کاتب صرف عثمان باقی تھے اسلیے ان چارون کے بعد عثمان کو خلافت ملے تاکہ بنی امیہ جو بنی ہاشم کے قدیم دشمن ہین صاحب تخت و تاج ہو کر پورے طور پر بنی ہاشم کا خاتمہ کردین چونکہ ابو عبیدہ کے پاس وہ عہدنامہ امانۃً رکھوایا گیا تھا اسی وجہ سے اُن کو امین الامۃ مشہور کیا گیا اور شیعہ اُس عہدنامہ کو صحیفۂ مشؤمہ کہتے ہین پس اُن چار یارون کے اتفاق قلبی کے سبب اہلسنت اُنکے نزدیک چار یاری ہین۔

دوم بعض علمار اہلسنت کے نزدیک مذہب اہلسنت کے بانی معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ و زیاد بن عبید تھے اس سبب سے اہلسنت چار یاری ہوے۔

سوم بعض علمار اہلسنت بانی مذہب معاویہ و عمرو عاص و ابوہریرہ و سمرہ بن جندب کو بتاتے ہین اس وجہ سے اہلسنت چار یاری ہوے۔

چہارم بعض جاہل یہ سمجھتے ہین کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علیؑ رسولؐ اللہ کے چار یار تھے چونکہ اہلسنت ان چارون کو اچھا مانتے ہین اس سبب سے اہلسنت چار یاری ہوے۔

مگر یہ وجہ بیحد ذلیل اور تباہ کنندۂ عزت رسالت ہے کیا معنی کہ یار رنڈی بھڑوے

بازاری لوگون کے ہوا کرتے ہین نہ کہ شہنشاہ عرب وعجم فخر المرسلین کے یار معاذاللہ چار غلام چار تابعدار چار جان نثار۔ چار وزیر وغیرہ ہونے چاہیے تھے دوم اُنمین ایک موافق اور تین مخالف پس اس حیثیت سے بھی یار نہین ہو سکتے الغرض ہمارے نزدیک یہ چار دن قسم کے یار چارون بیکار ہین حقیقۃ مین چار یار ورونا صرف ہین چار مجتہدان مطلق امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد حنبل ہین جنکے اجتہادات وکوشش سے عبادات ومعاملات کی تدوین ہوئی اور مذہب اہلسنت کی پوری تقویت ہوئی اور پھر انکے شاگردان رشید ہمیشہ اصلاحین کرتے رہے اور حشو وزوائد کو چھانٹتے یا اُنکی تشریح کرتے رہے اسی سبب سے باوجود اختلافات وتباین اجتہادات کے بھی چارون برحق مانے جاتے ہین کیونکہ انکا اختلافات اصول مین نہین پس ان چار قسم کے سبب سے اہلسنت چار یاری ہین معاویہ کے چار نسب سے منسوب ہونے یا ہمنام معاویہ کے چار یارون کی بنا پر چار یاری نہین ایسی فضول گوئی سے جہلاے شیعہ کو توبہ کرنی چاہیے۔

اب رہا اس بات کا جواب کہ جناب معاویہ چار آدمیون کے نطفہ سے ہونگے۔ تو ہمکو علماء شیعہ پر افسوس آتا ہے کہ انھون نے اپنے جاہلون کو یہ بدیہی امور بھی نہین بتائے کہ موالید انسان کی ولادت تین قسم کے نطفون سے ہوئی ہے ایک قدرتی نطفہ سے جیسے حضرت آدم وحوّا اور حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوے دوسرے ایک مرد کے نطفہ سے ایک یا دو یا تین موالید کا ہونا چونکہ بقاعدۂ عام طبعی زمانۂ واحد مین اکثر عورات ایک ہی نطفہ کی متحمل پائی گئین خواہ موالید بطن واحد مین ایک یا دو یا تین یا چار اسلیے ایک عورت کے لیے ایک ہی شوہر قرار پایا اور مرد ایک تاریخ مین کئی عورتون کو باردار کر سکتا تھا باین وجہ مرد کو قانون فطرۃ نے کئی عورتون کو ایک زمانہ مین نکاح مین رکھنے کی اجازت دیدی۔

تیسری قسم دو نطفون سے ایک مولود کا پیدا ہونا یہ شاذ ہے اور شاذ النادر کالمعدوم کے حکم مین داخل اگرچہ دنیا کے تمام قوانین مستثنیات سے خالی نہین پائے جاتے لیکن جب تک مستثنیات مین کسی کا مشاہدہ چند بار نہین ہو جاتا وہ فعل مستثنیات کے حکم سے بھی خارج رہتا ہے پس یہ ہی حالت موالید مشترک النطفہ کی ہے کہ جسکا وجود مذہب شیعہ مین نہین پایا جاتا اور نہ کسی اور مذہب غیر اسلام مین سنا گیا ہان مذہب اہلسنت مین عمیق النظر دقیق الفکر فقہاے

اہلسنت نے ایسے موالید کی نسبت بھی بعض فقہی احکام لکھے اور بعض محدثین نے ان احادیث کو
اپنی اپنی تالیف مین جمع کیا ہے اس لیے ایسے موالید کی ولادت سے انکار نہین ہو سکتا لہذا
کچھ حال اُسکا بھی باختصار لکھ دیا جاتا ہے۔

تبصرہ در موالید مشترک النطفہ

مولوی نواب وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر نے المعلم ترجمہ صحیح مسلم
جلد رابع کتاب الرضاع باب العمل بالحاق القائف الولد مین ایک حدیث لکھی ہے اُسکی شرح مین
بصفحہ (۴۹۸) لکھا ہے کہ ابو ثور و سحنون و ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک لڑکا اپنے
دونون مدعی باپون کا تصور کیا جائیگا انتہی بلفظہ ان بیان مشتہر علماء کے علاوہ بعض احادیث سے
بھی ایک مولود کے دو حقیقی باپ ہونے پائے جاتے ہین چنانچہ موطا امام مالک باب القضا بالحاق
الولد بابیہ مین سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ایک دن دو شخص حضرت فاروق کے اجلاس پر
حاضر ہوکر ایک بچہ کی نسبت اپنے اپنے سلب سے ہونے کا دعوی کرنے لگے چونکہ حضرت فاروق نے
بجہت بیدار مغزی و مشاہدہ کثرت ولادت ولد الزنا کے سبب سے نطفون کی جانچ پڑتال کے لیے پہلے
ہی سے ایک محکمہ موسوم بہ قیافہ قائم کر رکھا تھا اور اُسکا کچھ عملہ بھی تھا جیسا کہ زرقانی کی شرح
موطا سے ظاہر ہے پس جناب ممدوح نے اُس محکمہ کے عہدہ دار سنان نامی قائف کو بلا کر دریافت
کیا تو اُس نے کہا کہ اس بچہ مین دونون شریک ہین۔ اس کہنے پر حضرت عمر نے (فاتی رجلان کلاھما یدعیان ولد امرأۃ فدعا عمر قائفا فنظر الیہما فقال القائف لقد اشترکا فیہ)
قائف کے کوڑا مارا اور پھر اُس بچہ کی ماں کو بلا بھیجا اُس عورت نے بیان کیا کہ مین روزانہ
اونٹون مین جایا کرتی تھی اور یہ دونون یکے بعد دیگرے مجھ سے مقاربت کیا کرتے تھے مجھے نہین
معلوم کہ ان دونون مین سے کس کا ہے پس قائف اپنی صحیح جانچ پر خوش ہوا اور حضرت
فاروق نے فرمایا کہ اے لڑکے تجھے اختیار (قال عمر للغلام وال ایہما شئت)
ہے کہ ان دو مین سے جس سے چاہے اپنا نسب ملائے یعنے جسے چاہے اپنا باپ بنالے انتہی
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب مین بعض صحیح المزاج معتدل القوی مستورات ایسی بھی گزری ہونگی

جو دو نطفون کی باردار ہوئی ہون یا یہ سمجھ! بہتر ہوگا کہ بعض مولود کا بقاعدہ عام طبعی ایک نطفہ سے علقہ و مضغہ بنا اور پھر اُسکے جنین بننے اور قابل ولادت ہو جانے کی تکمیل دوسرے شخص کے نطفہ کی اعانت سے ہوئی جسکے سبب سے قائف نے اشتراک کافیہ کہا تھا اور اس احتمال کا قرینہ موطا امام مالک باب القضاء موصوف صفحہ (۲۸۱) مین عبداللہ ابن اُمیہ سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند مرگیا تو اُسنے بعد عدہ دوسرے شخص سے نکاح کیا لیکن اس نکاح پر ساڑھے چار ماہ نہ گزرے تھے کہ اُس عورت کے ہان مولود کامل پیدا ہوا اُسکے شوہر نے یہ شکایت بارگاہ فاروق مین پیش کی حضرت فاروق نے چند واقف کار بڑھیوں کو بلا کر اُس عورت کا حال پوچھا اُن مین سے ایک نے

قالت امرأة منهن انا اخبرك عن هذه المرأة هلك عنها زوجها حين حملت فاهريقت عليه الدماء فحشف ولدها في بطنها فلما اصابها زوجها الذي نكحها واصاب الولد الماء تحرك الولد في بطنها وكبر فصدقهما عمر وفرق بينهما۔

کہا کہ مین اُسکی حالت بیان کرتی ہون وہ یہ کہ یہ عورت اپنے پہلے خاوند سے حاملہ ہوئی جب وہ مرگیا تو حیض پڑتے پڑتے بچہ پیٹ مین سوکھ گیا جب اُس عورت نے یہ دوسرا نکاح کیا تو اُسکی منی کی قوت سے جنین مین حرکت پیدا ہوئی اور بچہ قوی ہو کر لائق تولد ہوگیا پس حضرت فاروق نے اس بیان کی تصدیق کی اور اُن زن و شو مین جدائی کردی انتہی - چونکہ پہلی حدیث سے ایک مولود مین دو نطفون کی شرکت اور اس دوسری حدیث سے جنین کے لیے نطفۂ غیر کی اعانت پائی گئی لہذا کسی انسان کے مولود کو بجاے دو نطفون کے اشتراک کے چار نطفون کا قرار دینا حضرات شیعہ کی حماقت ہے دوم ایک مولود کے دو شخصون کے نطفون سے ہونے کی یہ بھی دلیل پائی جاتی ہے کہ زبان عرب مین اجتک تثنیہ کا صیغہ اَلْبَوَیْن مستعمل ہے اور مان کے لیے اُسکے مقابل کا لفظ اُمَّیْنْ نہین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ سابق مین بعض قوی المزاج معتدل القوی عورتین گزری ہونگی جو دو مردون سے زمانۂ واحد مین حاملہ ہوجاتی ہونگی یا کہ ایک مرد کے نطفہ کے جنین سے باردار ہو کر دوسرے مرد کے نطفہ کی اعانت سے بچہ جنتی ہون گی باین وجہ اہل عرب کو لفظ ابوین کے وضع کی ضرورت لاحق ہوئی الغرض ثابت ہوگیا کہ ایک مولود دو مردون کے نطفون تک سے پیدا ہو سکتا ہے لیکن حضرات شیعہ و کی جائے جناب معاویہ کو چار نطفون کا سمجھکر اہلسنت کو چاریاری جانتے ہین لہذا بالکل غلط اور لغو۔

باب پنجم در بحث نسب عمرو عاص رضی اللہ عنہ

جناب عمرو بن العاص بن وائل کے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے بہت دریدہ دہنی کی ہے چنانچہ مولوی سید حامد حسین صاحب مجتہد لکھنوی کی استقصاء الافحام جلد اول مین ام عمرو عاص یعنی سلمہ معروف بہ نابغہ بنت حرملہ کی ہجو مین کسی عرب کا یہ شعر لکھا ہے ؎

وجلها مرفوعة للفاعلين | بابها مفتوحة للداخلين

کتاب مذکور اور اسکے علاوہ اور بعض کتب شیعہ مثل مناظرہ امجدیہ وغیرہ مین عمرو عاص کے نسب کے یہ اسناد پائے گئے جو یہان پیش کیے جاتے ہین۔

انسان العیون حلبی اور مستطرف زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الشمی مین ہے

وقيل انه امه اى ام عمرو عاص كانت بغيا عند عبد الله ابن جدعان فوطيها فى طهر واحد ابو لهب وامية بن خلف وابو سفيان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرو فادعى كلهم فحكمت فيه امه فقالت هو العاص لان العاص هو الذى كان ينفق عليها۔

کہ ام عمرو عاص فاحشہ اور عبد اللہ ابن جدعان کے تحت مین تھی پس طہر واحد مین ابو لہب اور امیہ بن خلف اور ابو سفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے نابغہ سے مقاربت کی پس عمرو عاص پیدا ہوا اور ان سب نے اس مولود کا اپنے اپنے نسب سے ہونے کا دعوے کیا اور اسکے تصفیہ کے لیے نابغہ کو سرپنچ بنایا نابغہ نے کہا کہ یہ مولود عاص بن وائل کا نطفہ ہے اور نابغہ نے یہ فقرہ اس وجہ سے کہا تھا کہ عاص بہ نسبت اورون کے زیادہ دیتا تھا انتہی۔

تاریخ ابو الفدا ذکر اخبار معاویہ جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ (۱۸۸) مین ہے۔ اروی بنت

وقالت اروى بنت الحارث بن عبد المطلب بن هاشم لعمرو عاص وانت يا ابن النابغة تتكلم وامك اشهر بغى بمكة واخذ هن اجرة وادعاك خمسة من قريش فسئلت

الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم نے ایک موقع پر عمرو عاص سے کہا اے کسبی کے جنے تو کیا منھ لے کر بولتا ہے حالانکہ تیری ماں مکہ کی مشہور رنڈیون سے تھی اور خرچی لیتی تھی

امك عنهم فقالت كلهم اتاني فانظروا
اشبههم به فالحقوه به فغلب عليك
شبه العاص ابن وائل فالحقوك ۔

اور تیری ابنیت کا دعوی پانچ قریشیون
نے کیا اور تیری مان سے پوچھا گیا تو اُس نے
کہا کہ تم سب میرے پاس آتے تھے تم ہی جانچو
کہ یہ کس کے مشابہ ہے چونکہ تو عاص بن وائل سے مشابہ تھا لیس اُسی سے تیرا نسب ملا دیا انتہی۔
مستطرف جلد اول مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر ثمرۃ الاوراق چھپی ہے اُسکے صفحہ (۱۱)
مین جناب امام حسن مجتبی علیہ السلام کا یہ قول درج ہے کہ اے عمرو عاص تو جانتا ہے کہ تیری

واما انت يا عمرو فتنازع فيك خمسة من قريش
فغلب عليك شبه الأمهم حسبا وشرهم
منصبا ثم قمت وسط قريش فقلت اني شانئ
محمد فانزل الله على نبيه صلعم ان شانئك
هو الابتر ثم هجوت محمدا صلعم بثلاثين
بيتا من الشعر فقال النبي صلعم اللهم لا
احسن الشعر ولكن العن عمرو بن العاص بكل
بيت لعنة ثم انطلقت الى نجاشي بما علمت و
عملت فاكذبك الله وردك خائبا فانت عدو
بني هاشم في الجاهلية والاسلام۔

ابنیت کا دعوی پانچ قریشیون نے کیا کہ یہ
مولود ہمارے صلب سے ہے مگر تجھپر اُس
شخص کی مشابہت غالب ہوئی جو قریش مین
سب سے زیادہ ذلیل اور رتبہ مین سب سے زیادہ رذیل
تھا لیس تو وسط قریش مین آنحضرت کی ہجو کرنے
اور ایذا دینے کے لیے کھڑا ہوا سپر خدا نے آیہ ان
شانئك هو الابتر نازل کیا یعنی اے محمد تمھارا
دشمن مقطوع النسل ہے پھر تو نے آنحضرت کی ہجو
تیس شعرون مین کی جس پر رسول خدا نے بددعا
کی اور عرض کیا بار الہا مین شعر کہنا نہین جانتا
مگر ہر بیت کے عوض مین عمرو عاص پر لعنت کرتا ہون اسکے بعد تو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گیا
خدا نے تیری وہان بھی تکذیب کی اور تجھے مردود کرکے نکالا لیس تو دشمن ہے بنی ہاشم کا جاہلیت
اور اسلام مین انتہی ان مطاعن نسبی کی رونق اور تازگی کے واسطے حضرات شیعہ نے حیوۃ الحیوان
دمیری لغت جزور کی مندرجہ روایت سے انکے پیشہ پر بھی حملہ کیا ہے وہ یہ کہ جیسے عامر بن کریز اور
زبیر بن العوام قصاب تھے ان کا آبائی پیشہ بھی یہی تھا اور کتاب مذکور مین بحوالہ صحیح مسلم ایک
روایت عمرو بن العاص کے قصاب ہونے کے ثبوت مین لکھی ہے جو بجہت طوالت ترک کی گئی اور لغت
مذکور مین یہ بھی لکھا ہے کہ ابن عاص کے عم حقیقی جانورون کو بدھیا بناتے تھے اور ابن عاص کے

بخیل ہونے کی یہ دلیل لکھی ہے کہ جب یہ مرا تو اسکے اندوختہ سے صرف طلاے خالص (۱۷) من (۲۲) سیر برآمد ہوا تھا انتہی۔

فصل اول در فضیلت عمرو عاص و مفضولیت صحابہ دیگر

اگرچہ حضرات شیعہ نے جن جن کتب سے مطاعن پیش کیے ہین وہ سب یقینی اہلسنت ہین اور یہ لوگ اُن علماء سے ہین کہ جنکی جملہ تالیفات سے مذہبی استدلالات کیے جاتے ہین لیکن ان مطاعن پیش شدہ پر ہم بتبسم کہہ سکتے ہین کہ یہ جو فروش گندم نما سب تقیہ باز اہلسنت تھے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات مثالب یا تو ان حضرات کی خود ساختہ گھڑت ہین یا ان مولفین نے اپنے بیوقوف جھوٹے دوستون سے حاصل کین چنانچہ پہلے ہم فضیلت عمرو عاص و مفضولیت صحابہ یعنے انکے اسلام کی پختگی اور اُنکا وجیہ الاسلام ہونا ثابت کرکے فصل دوم مین نسبی مطاعن کے جوابات دینگے انشاء اللہ تعالےٰ جن سے ثابت ہوگا کہ جیسے عدو اللہ و عدو رسولہ کی روایات غلط ہین ویسے ہی حضرت عمرو عاص کے مطاعن نسبی بھی غلط ہین۔

ثمرۃ اوراق اور تذکرہ خواص الامہ مین گزرا ہے کہ آیۂ ان شانئک ھو الابتر عمرو عاص کے حق مین نازل ہوا پس یہ اتہام ہے چنانچہ صحیح ترمذی اور کنز العمال مین ہے۔ دوسری

وجاء الحدیث اخر اسلم الناس و امن ابن العاص و اخر عمرو بن العاص من صالحی قریش (اکمال فی اسماء الرجال)	حدیثون مین آیا ہے کہ لوگ اسلام لائے اور عمرو عاص ایمان لائے اور دوسری حدیثون مین آیا ہے کہ عمرو بن العاص صالحین قریش

سے تھے انتہی محصلاً مراد یہ کہ خلفاء ثلاثہ اور باقی اور عشرہ مبشرہ بالجنۃ سے صلاحیت مین کم نہ تھے اور اُن مین بھی آپ کو یہ فوقیت تھی کہ انھون نے اسلام قبول کیا تھا اور یہ ایمان لائے تھے۔

روض المناظر محب الدین ابو الولید معروف بہ ابن الشحنہ مین ہے کہ آنحضرت نے جناب

اللھم صل علی عمرو بن عاص یحبک ویحب رسولک۔	عمرو عاص کے واسطے یہ دعا کی کہ اے خدا عمرو عاص پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تجھ سے

اور تیرے رسول سے محبت رکھتا ہے انتہی ان دونون سندون سے جملہ قریشی اور صحابہ اور انصاریہ

جناب عمرو عاص کی فضیلت اسلامی ثابت ہوتی ہے جو عشرۂ مبشرہ کے اعزاز سے بدرجہا افضل ہے اور محب خدا و رسول ہونا بھی پایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص باقرار صاحب وحی محب خدا و رسول ہے تو وہ عدو خدا و رسول نہین ہو سکتا اور انکی وجاہت اسلامی اس سے ظاہر ہے کہ سریہ ذات السلاسل مین آپ کو سردار لشکر بنایا گیا (تلخیص الصحاح جلد پنجم صفحہ ۲۵۶) تاریخ حبیب السیر مین ہے کہ جناب ابن عاص کو سریہ وادی الرمل مین سردار لشکر بنایا گیا جنکی ماتحتی مین خلفاء ثلاثہ اور بعض اور عشرۂ مبشرہ سے تھے اور جناب ممدوح مع فوج ظفر موج جہاد سے بھاگ کر مدینہ واپس ہوے لیکن جیسے احد کے بھگوڑون پر آنحضرت ایک ماہ تک لعنت فرماتے رہے جنمین خلفاء ثلاثہ تک شریک تھے مگر ان فراریون پر انت نہ کی پس آنحضرت کی یہ خموشی محبت عمرو عاص کے سبب سے تھی۔

اب رہا لفظ ابتر یعنی عمرو عاص کا مقطوع النسل ہونا تو بفضلہ ان کا سلسلہ نسل دراز ہوا ہے چنانچہ ترمذی کی جلد اول باب الزکوۃ مال الیتیم اور اُسی کتاب کے باب المساجد مین بعض حدیث سند اسطرح لکھی ہے عمرو بن شعیب هو ابن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص پس ابن عاص کا چوتھی پشت مین عمرو بن شعیب ایک پوتا تھا اور عجب نہین کہ اس ابن شعیب سے بھی آگے سلسلۂ نسل چلا ہو چونکہ ثمرۃ الاوراق کی سند مین ابن عاص کی شان مین آیۂ ان شانئك هو الابتر کا نازل ہونا لکھا ہے لہذا یہ دعویٰ غلط اور اسی سند مین یہ بھی ہے کہ ابن عاص نے وسط قریش مین آنحضرت کی ہجو مین تیس شعر تصنیف کیے اور آنحضرت نے کہا کہ الٰہی مجھے شعر کہنا نہین آتا تو یہ روایت بھی آنحضرت پر بہتان ہے کیا معنے کہ جب جنگ تبوک مین تمام صحابہ جہاد سے فرار کر گئے اور چند صحابہ باقی رہ گئے تو آنحضرت رجز مین یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎ انا النبی لا اکذب ؁ انا ابن عبد المطلب پس اگر راوی یہ کہتا کہ آنحضرت کو شعر گوئی کی مشق نہ تھی تو یہ کہنا اُسکا بجا تھا لیکن شعر کہنا نہ آتا تھا یہ اُسکا فقرہ غلط ہے چونکہ عمرو عاص کا سلسلۂ نسل کا پھیلنا اور اُنکا محب خدا و رسول ہونا اور آنحضرت کا شعر کہنا ثابت ہو چکا لہذا حضرت عمرو عاص کی خرابی نسب کے جملہ مطاعن غلط اور بہتان ثابت ہو گئے۔

فصل دوم در تنزیہ نسب عمرو عاص

انسان العیون فی سیرت المامون وغیرہ کے طعن سے ظاہر ہے کہ ام عمر عاص کا تعلق طہر واحد مین پانچ شخصون سے تھا چونکہ حصۂ اول کے باب اوّل فصل دوم بحوالہ کتاب رسوم جاہلیہ لکھ چکے ہین کہ ایسا نکاح موسوم بہ جماعۃ تھا اور اس زمانہ کے اہل حجاز اُسکو جائز سمجھ کر کیا کرتے تھے لہذا وہ قومی گناہ نہ تھا دوم یہ نکاح قبل بعثت کا ہے لہذا ابوین عمرو عاص شریعت محمدی کے بھی گناہگار نہ تھے کیونکہ خدا تعالے نے سورۂ ہود مین فرمایا ہے کہ ہم عذاب نہین کرتے جبتک رسول کو مبعوث نہیں کرلیتے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ سوم ابوین عمرو عاص مسلمان ہوکر مرے اور یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اُسنے گناہ ہی ہی نہین کیا چہارم حصۂ اول کے باب سوم فصل دوم مین ان ہی کے فرزند عبداللہ کا قول آیۂ لقد ذرءنا لجہنم کثیرا الخ کے متعلق لکھ چکے ہین کہ ان عبداللہ کے نزدیک ولدالزنا جہنم کا ایندھن ہے پس اگر عمرو عاص قوم کے نزدیک ولدالزنا ہوتے تو یہ خلف الرشید ولدالزنا کو وقود جہنم نہ فرماتے ان دلائل معتبرہ سے ثابت ہے کہ جناب عمرو عاص ولدالزنا ہونے سے عقلاً و عرفاً پاک تھے

اب رہی یہ تنقید کہ عمرو موصوف عاص بن وائل کے صلب سے تھے یا ابولہب کے صلب سے یا امیہ بن خلف کے یا عبداللہ ابن جدعان کے صلب سے یا ابوسفیان کے صلب سے تو جب یہ ثابت ہوچکا کہ آپ کی ولادت نکاح جماعت سے ہوئی جو اُس زمانہ مین جائز تھا تو اب اسمین بحث فضول ہے کیونکہ ان پانچون مین سے کسی ایک کے تو ضرور ہونگے یا انتہا دو کے ہان خلاف شرع نکاح جماعت چھٹے آدمی کا نام اس قید و شرط سے پیش کیا جائے کہ وہ ایام نکاح جماعت مین باسترضا یا بجبر شریک ہوگیا تھا تو البتہ حضرات شیعہ کو نسبی طعن کا حق ہوسکتا ہے ورنہ محض لغو لیکن شیعہ کی خاطر سے ہم اس کا بھی تصفیہ کیے دیتے ہین۔

جناب عمرو عاص امیہ بن خلف یا ابولہب کے صلب سے نہ تھے کیونکہ یہ ہمیشہ بنی ہاشم کے

دشمن رہے ہاں ابن جدعان یا ابوسفیان کے صلب سے ہون تو کوئی تعجب نہین کیونکہ ابن جدعان مالدار سردار بنی تیم تھا اسیطرح ابوسفیان مالدار اور جتھے والا شخص تھا اور انکو حضرت عائشہ اور ابوبکر وغیرہم سے بیحد رغبت تھی اسیطرح یہ اپنی تمام عمر دست بوس بنی اُمیہ رہے چونکہ اشبہ عاص بن وائل ہونا عاص ہی کے نسب سے ہونے کی دلیل قطعی نہین پس عجب نہین کہ ان دونون مین سے کسی ایک کے ہون لیکن اُسی زمانہ والون نے ان عمرو کو ابن وایل کے صلب سے ہونا تسلیم کرلیا ہے لہذا اب اُنکو کسی اور کے صلب سے جاننا شیعہ کی نادانی ہے **دوم** فقہی احکام بھی ہماری تجویز کے مطابق ہین چنانچہ المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب الرضاع صفحہ ۴۹ مین نواب وقار نواز جنگ بہادر نے لکھا ہے کہ ابوحنیفہ و اسحٰق و ابوثور کے نزدیک الحاق نسب مین قائف کا قول معتبر نہین اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا قول معتبر ہے تو الحمد للہ کہ اس الحاق نسب مین خود نابغہ شاہد عدل ہے **سوم** علامہ ماجشون ہمعصر امام مالک اور محمد ابن مسلمہ نے فرمایا کہ مولود جسکی شباہت سے ہوگا اسی سے نسب ملایا جائیگا چونکہ جناب موصوف اشبہ عاص بن وائل تھے اس صورت سے بھی انکا ابن عاص ہونا صحیح ہوا **چہارم** امام شافعی و مالک بلکہ جمہور کے نزدیک باندیون کی اولاد مین قائف کا قول معتبر ہے تو یہان بفضلہ نابغہ باندی بھی ہے اور قائف بھی **پنجم** حدیث مشہور الولد للفراش وللعاھر الحجر ہے یعنی مولود صاحب فراش کا اور زانی کے لیے پتھر یعنی رجم ہے تو صاحب فراش ابولہب و امیہ بن خلف و عبداللہ ابن جدعان و ابوسفیان و عاص بن وایل تھے جن سے نکاح جماعت ہوا تھا اور وہ نکاح زمانہ فترت یعنی دو پیغمبرون کا درمیانی زمانہ تھا چونکہ شریعت اسلامیہ نے بھی زمانہ کفر کے نکاح کو آج تک جائز رکھا ہے لہذا جو نکاح صحیح ہے تو اُس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ صحیح النسب مانی جائے گی **الغرض** ثابت ہوگیا کہ حضرات شیعہ کے جملہ نسبی اعتراضات ایسے واہی تباہی اور خلاف اصول مذہب اہلسنت ہین جو قابل التفات نہین۔

تبصرہ درباب کنیزان عرب

زمانہ جاہلیت مین باندیون کا زنا عام تھا حتی کہ امیر غریب رذیل شریف سب اپنے اپنے

دروازون پر باندیون کو بناسنوار کر بٹھانے اور اُن سے زنا کراتے تھے جیسا کہ مولوی انشاء اللہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور نے ازالۃ الخفا مقصد دوم کے ترجمہ مین بصفحہ (۴۰۶) لکھا ہے

قیاساً زنائے عام کی دو وجہین پائی جاتی ہین اول تو یہ کہ اکثر قبائل مین جنگ ہوتی رہتی تھی اور ہر غالب شخص مغلوب کی جورو بیٹی وغیرہ کو لونڈی بناتا تھا اور جسطرح چاہتا اُنسے برتاؤ کرتا تھا چونکہ جنگ کے سبب سے طرفین کی رانڈ بن ہو جایا کرتی تھین اور بیویان ہو کر باندیان بنجاتی تھین اس انقلاب کے سبب ضرورت کے وقت جائز مرد میسر نہ آتے تھے باین وجہ مجبور مبتلائے زنا ہوجایا کرتی تھین **وجہ دوم** یہ پائی جاتی ہے کہ لونڈی غلامون کی آزادی کے لیے ایک یہ بھی قانون تھا کہ جو لونڈی یا غلام آزاد ہونا چاہتے تھے یا خود مالک آزاد کردینا چاہتا تھا تو حسب قرارداد مالک ایک رقم مقرر ہو جاتی تھی اُس رقم کی ادائی کے بعد وہ لونڈی یا غلام آزاد سمجھا جاتا تھا اور شریعت اسلامی کی اصطلاح مین ایسی لونڈی یا غلام کو مکاتب کہتے ہین اور اُس معہودہ رقم کی ادائی کے واسطے وہ لونڈی یا غلام جو پیشہ چاہتے اختیار کیا کرتے تھے اور وہ اس اختیار کے مختار سمجھے جاتے تھے لیکن بعض مالک ایسے شریر النفس بھی تھے کہ رقم کتابت جلد وصول کرنے کے خیال سے وضعدار باندیون سے زنا ہی کرانے پر راضی رہتے تھے پس باندیون کے رواج زنا کے یہ ہی دو وجوہ تھے کہ جن مین سے مالکون کے دروازون پر زنا کرانے والی باندیان زیادہ تر مکاتب ہوتی ہونگی جنکی خرچی کو جناب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حلال بتایا ہے چنانچہ **شرح** وقایہ چلپی باب اجارۃ الفاسد مطبوعہ مطبع شاہدرہ دہلی کے صفحہ ۴۲۹

ان ما اخذ تہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم لان اجر المثل الطیب	مین ہے کہ اگر زانیہ خرچی لیکر ٹھیکہ لیتی ہے تو جناب امام اعظم کے نزدیک حلال ہے کیونکہ اجر

مثل پاک کے ہے انتہی **امام** ممدوح کے حلال بتانے کی وجہ اُن مکاتبہ کی مجبوری بمشاہدہ ثابت ہو گی جو اپنے مالکون کے جبر سے زنا کرتی ہونگی اسی بنا پر بنظر ترحم امام صاحب نے اجرت زنا کو حلال بتایا ہے۔

اگرچہ اسلام نے حکم دیدیا تھا کہ اگر تمھاری لونڈیاں پاکدامنی کی خواستگار ہون تو انکو بدکاری

ولا تکرھو فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا	پر مجبور نہ کرو کہ اُس سے تم کچھ دنیا کا فائدہ حاصل

لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم (سورۂ نور) کرو اور جو اُنکو ایسے کام پر مجبور کریگا تو اللہ اُنکے مجبور کرنے پر بڑا بخشنے والا مہربان ہے انتہی محصلا پس امام ممدوح

کے سیاق فتویٰ سے پایا جاتا ہے کہ امام صاحب کے زمانہ تک اس حکم کی تعمیل نہین ہوئی اور برابر ولدالزنا پیدا ہوتے رہے۔

الغرض نابغہ ام عمرو عاص کو زنیہ بھی فرض کیا جائے تو اُنکا زنا بھی وجہ کتابت سے ہوگا جواز روئے اجتہاد اصلا زنا روئے قرآن معتوہ ہے

اسد الغابہ مین نابغہ کی یہ کیفیت لکھی ہے کہ نابغہ کا نام سلمیٰ بنت حرملہ تھا اور یہ عورت بنی خلان بن عتیک بن اسلم بن یذکر بن عنزہ سے تھے اور یہ نابغہ کنیز بننے کے قبل دو شخصون سے اولادین جکی تھی جن سے ایک ایک بیٹا ہوا تھا چنانچہ ایک بیٹا عمرو بن اثاثہ عدوی تھا جو حضرت فاروق کا ہم جد تھا دوسرا بیٹا عتبہ بن نافع بن عبدالقیس فہری تھا پس قومی جنگ مغلوبہ کے بعد نابغہ گرفتار ہوکر مکہ کے بازار عکاظ مین فروخت ہوئی اور اُسکو ہند ام معاویہ کے شوہر اول فاکہ بن مغیرہ نے خریدا اور پھر اُس سے عبداللہ ابن جدعان تیمی نے خریدکر تصرف کیا پس قیاسا معلوم ہوتا ہے کہ رقم کتابت جلد وصول کرنے کے خیال سے ابن جدعان نے ابولہب و امیہ بن خلف و ابوسفیان و عاص بن وائل کو شریک نکاح جماعت کرلیا ہوگا واللہ اعلم بالصواب

باب ششم دربحث نسب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ان جناب کے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے آفت ڈھائی ہے چنانچہ انکے مجہول النسب ہونے کے ثبوت مین اسانید ذیل پیش کیے ہین۔

اکمال فی اسماء الرجال ترجمہ ابوہریرہ مین ہے۔ ابوہریرہ کے نام مین لوگون نے

ھو ابوھریرۃ قد اختلف الناس فی اسمہ ونسبہ واسم ابیہ اختلافا کثیرا۔	اختلاف کیا ہے اور اُن کے باپ کے نام مین بیحد اختلاف ہے انتہے۔

مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ حصکفی کے صفحہ ۲۹ ترجمہ ابوہریرہ مین ہے صحابی بزرگ

الصحابی الجلیل حافظ الصحابۃ اختلف فی اسمہ واسم ابیہ قیل عبد الرحمن بن صخر وقیل ابن غنم وقیل عبد اللہ بن	حافظ الحدیث ان کے اور انکے باپ کے نام مین بیحد اختلاف ہے بعض نے کہا ابوہریرہ کا نام عبدالرحمن بن صخر اور بعض نے

بن عائذ وقیل ابن عامر وقیل ابن عمرو وقیل سکین بن رزمہ وقیل ابن ھانی و قیل شرمل وقیل عامر بن عبد شمس و قیل ابن عمیر وقیل یزید بن عشرہ وقیل عبد نھم وقیل عبد شمس وقیل غنم وقیل عبید بن غنم وقیل ابن عامر وقیل سعید بن الحارث (از تقریب التہذیب)	ابن غنم اور بعض نے عبد اللہ ابن عائذ اور بعض نے ابن عامر اور بعض نے ابن عمرو اور بعض نے سکین بن رزمہ اور بعض نے ابن ہانی اور بعض نے شرمل اور بعض نے عامر بن عبد شمس اور بعض نے ابن عمیر اور بعض نے یزید بن عشرہ اور بعض نے عبد نہم اور بعض نے عبد شمس اور بعض نے غنم اور بعض نے عبید بن غنم اور

بعض نے عامر اور بعض نے سعید بن الحارث لکھا ہے انتہی ان صاحب کے اسما و انساب کے اختلافات اور کتب رجال میں بھی ایسے ہی ہیں اور تصحیح النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مولفہ مولوی محمد حسین ہزاروی شاگرد مولوی سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم کے صفحہ ۲۳۲ معرفۃ اسماء المکنین میں ہے ابو ہریرہ کہ در نام او و نام پدرش زیادہ بر بست قول اختلاف کردہ اند و محمد بن اسحٰق صاحب مغازی عبد الرحمٰن بن صخر اختیار کردہ و حاکم ابو محمد و رزیدہ و تصحیحش نمودہ و نووی در شرح مسلم گفتہ ابو ھریرہ اول من کنی بھذہ الکنیۃ انتہی بلفظہ۔

عرب کا مشہور مقولہ ہے الا با ء مفاخرات الابناء یعنی باپوں کی بزرگی اولاد کی بزرگی کا باعث ہے چونکہ ابو ہریرہ کو اول تو اپنا باپ ہی نہ معلوم ہوگا اور جو معلوم ہوگا بھی تو یا وہ نہایت درجہ کا ذلیل شخص ہوگا یا وہ ایسے بُرے طریق سے باپ بنا ہوگا کہ جسکی کراہت سے کبھی کسی موقع پر اُسکا نام ہی نہ لیا اور جو اظہار نسب کا موقع آ بھی گیا تو بھی اپنی ماں کا نام لیا باپ کا نہ لیا چنانچہ الفائق زمخشری اور العقد ابن عبد ربہ جلد اول صفحہ (۱۴۲) اور معجم البلدان یاقوت حموی جلد دوم ترجمۃ بحرین صفحہ ۷۵ میں ابو ہریرہ سے منقول ہے ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت عمر نے ایک دفعہ مجھے امیر بحرین بنایا اور میں نے بارہ ہزار دینار جمع کیے تھے تو حضرت فاروق نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ اے عدو خدا و مسلمین یا عدو قرآن تو نے اللہ کا مال چرایا اور پھر وہ مال مجھ سے چھین لیا اور

قال الا تعمل یا اباھریرہ قلت لا قال	فرمایا اے ابو ہریرہ پھر امیر بحرین بنتا ہے

ولم قد عمل من هو خیر منک یوسف (وقال) اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم قلت یوسف نبی ابن نبی و انا ابوھریرۃ ابن امیمہ ۔

مین نے کہا نہین عمر نے کہا تم سے بہتر یوسف علیہ السلام تھے پس اُنھون نے دعا کی کہ اے خدا مجھے زمین کے خزانون پر مامور کردے بیشک مین ہوشیار محافظ ہون مین نے کہا وہ پیغمبر ابن پیغمبر تھے اور مین ابوہریرہ ابن امیمہ ہون انتہی پس تعجب ہے کہ ابوہریرہ نے باوجود امیر بحرین ہونے اور کثیر المخاطب حافظ الحدیث ہونے کے اس موقع پر بھی باپ کا نام ترک کرکے مان کا نام بتایا تو بھی امیمہ جو امہ کی تصغیر ہے یعنی بندوڑی اور ظاہر ہے کہ باندیون کا زنا عام تھا دوم مان کی انبیت سے خود منسوب کرنا دال مین کالا کالا ہے ۔مشکوۃ مین بحوالہ ترمذی جو خود ابوہریرہ سے روایت ہے یعنی خود کہتے ہین کہ رسول خدا

قال لی النبی صلعم ممن انت قلت من دوس قال ماکنت اری فی دوس احد افیہ خیرا

نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے مین نے کہا کہ مین قبیلہ دوس سے ہون آپ نے فرمایا مین نے قوم دوس مین ایک بھی نہین دیکھا جو نیک ہو انتہی چونکہ چونکہ انکی مان بھی دوس سے تھین پس وہ بھی نیک نہ تھین اور محققین اہلسنت نے غیر مشہور صحابہ کے بھی اسماء بدون ولدیت کے نہین لکھے اور جنکے نہین لکھے وہ وہی ہین کہ جنکو عنایت سرورکائنات یا حکومت خلفاء راشدین مین کچھ بہرہ نہ تھا لیکن ابوہریرہ سے پانچہزار سے زیادہ اشخاص نے روایت کی ہے اس وجہ سے تمام کتب صحاح و غیر صحاح وکتب فقہ وغیرہ مین زیادہ تر انہی کی مرویات ہین پس ایسے مشہور صحابی کی ولدیت سے کتب اسلامی کا خالی رہنا شبہ سے خالی نہین دوم اُس زمانہ کے عرب اسکے عادی تھے کہ وہ ہرکس وناکس کا نام روایت کے وقت بغیر ولدیت کے نہ لیتے تھے لیکن ابوہریرہ کا نام ونسب آج تک پردہ مین ہے سوم یہ صاحب ایسے باوقار بھی نہ تھے کہ لوگ بہت ادب انکا یا انکے باپ کا نام لینا گستاخی سمجھتے ہون کیونکہ پندرہ سولہ برس کی عمر تک بقول حضرت فاروق اپنی مان کے گدھے چراتے رہے اور ذات صفات اللہ جانے کہ کیا تھی غالباً عرب صحرائی ہونگے اور سنہ ہجری مین قبل فتح خیبر یہ صاحب مسلمان ہوے تو اس وقت یہ نہ کسی علم کے عالم تھے اور نہ کسی

فن کے ماہر نہ امیر نہ امیرزادے نہ پاؤن مین جوتی نہ بدن پر چادر اسی سبب سے یہ اصحاب صفامین داخل ہوے حیات رسول تک بہت عسرت سے بسر کرتے رہے آنحضرت کے انتقال کے بعد جب ہوا پلٹی دیکھی تو جناب علیؑ کے فضائل جو رسولؐ اللہ نے فرمائے تھے وہ شیخین کو عنایت کرنے لگے اسوجہ سے یہ آسودہ اور مالدار ہوے اور خلافت سے ایک شتر سواری کا بھی ملا (اربعین امام رازی) اُسکے بعد انھون نے کچھ اور روپیہ جمع کیا حیثیت ظاہری درست کی زمانہ فاروق مین امیر بحرین ہوے تو انھون نے بہت غبن کی اسپر حضرت فاروق نے لوتھ ڈالدیے اور سب روپیہ چھین لیا۔ اکثر احادیث سازی پر حضرت فاروق کے ہاتھوں پٹتے رہے جب بدولت حدیث سازی امیر معاویہ کے زمانہ مین امیر مدینہ ہوے تو اُسوقت تک اخف الحرکات رہے یعنی جھولی مین کھجورین ڈال کر بازار مین اُنکی گھنگیر لگاتے تھے (دیکھو العقد ابن عبدربہ وغیرہ) چہارم انھون نے ابوہریرہ جیسی ذلیل کنیت قبول واختیار کی جو انکی سبکی عقل پر دال ہے یہ ہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء اہلسنت نے اُنکی حدیث سازی کی شہرت کے سبب سے اُنکی حدیث ترک کردی لیکن تاہم کثیر المخاطب ضرور تھے پس ایسے مشہور زمانہ دمعمر وکثیر المخاطب کے نسب سے لوگون کی لاعلمی ان کے مجہول النسب ہونے کی دلیل قطعی ہے۔

فصل اول در ذہول وترک افعال رسول

متقدمین کی غفلت یا محققین کا ضعف تحقیق اور ابوہریرہ غریب کی خرابی نسب کی تجویز خوب انصاف ہے اجی حضرت گروہ اہلسنت کے مقتدا بڑے ذی ہوش عاشق رسول تھے لیکن آنحضرت کے انتقال ہوتے ہی ایسی عقل ماری گئی کہ خدا کی پناہ اُس غم والم مین صحابہ غیر صحابہ اور بالخصوص شیخین ایسے بدحواس ہوگئے کہ مدینہ چھوڑدیا کفن ودفن رسول کا ہوش نہ رہا تین دن تک لاش مسموم دفن نہوسکی تین دن تک سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت کے رونے پیٹنے سے فرصت نہ ملی اور اُسکے بعد سے اپنے انتقال تک حضرت فاروق ایسے بدحواس رہے کہ نماز مین جہاد کا سامان اور بحرین کا حساب کرنے لگے (بخاری کتاب التہجد باب یفکر الرجل فی الصلوٰۃ اور ازالۃ الخفا مقصد دوم اور حضرت فاروق معمولاً پنجگانہ نماز دوسرے آدمی کے

بتاتے رہنے سے تکبیر و قرأۃ و رکوع و سجود و قیام و قعود ادا کرتے تھے (دیکھو شرح نہج البلاغہ جزء ثانی عشر صفحہ ۵۸) **اور** بکثرت صحابہ نے آنحضرت کے غم جانکاہ مین صلوۃ پنجگانہ ترک کردی اور پھر ایسی بھولے کہ جناب علیؑ کی نماز دیکھنے تک بعض رکن نماز یاد ہی نہ آئے (بخاری از انس)

ما ترك الناس الو با جمعهم كما لم يتركوا شرب الخمر و سائر المعاصي حتى روى ان بعض اصحاب النبي باع الخمر فقال لعن الله فلانا هو اول من سن بيع الخمر (از اصلاح بحوالہ احیاء العلوم)

بہتیرے صحابہ مفارقت رسول کا غم بہلانے کی نیت سے پھر شراب پینے لگے اور جملہ قسم کے معاصی کرنے لگے اور سود کھانے لگے اور روایت کی گئی ہے کہ بعض اصحاب نبی شراب کی تجارت کرنے لگے جسپر حضرت عمر نے لعنت فرمائی اور کہا کہ فلان خمر فروش پہلا شخص ہے کہ جس نے مے فروشی کو سنت قرار دیا انتہی۔

تفسیر درمنثور جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۹ مین ہے کہ جب پیغمبر خدا نے جناب علیؑ کو مقام غدیر خم پر اپنا جانشین بنایا اور اُنکی ولایت کی تشہیر کرائی تو جبریل علیہ السلام آیۂ اکملت لکم دینکم لیکر نازل ہوے تھے اور بخاری کتاب بدء الوحی باب زیادۃ الایمان مرویہ حضرت فاروق سے بھی بجہت نزول آیۂ مذکور عید غدیر کی خوشی منانی چاہیے جس خوشی سے حضرت فاروق کو بھی انکار نہ تھا لیکن غم رسول مین جملہ صحابہ ایسے بھولے تھے کہ اُس دن کبھی خوشی کا اظہار نہ کیا اور اب اُنکے پیرو ایسے بھولے ہین کہ اگر کوئی اسلامی فرقہ عید غدیر منائے تو اسکو وہ مسلمان نہین سمجھتے۔

بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور من غیر ایجاب کی حدیث مرویہ سلمہ بن الاکوعؓ سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کو عشرۂ محرم کے دن یہ منادی کرنے کو بھیجا کہ جس نے آج کچھ کھا لیا ہے وہ شام تک پھر کچھ نہ کھائے اور جس نے نہین کھایا وہ بھی شام تک کچھ نہ کھائے جس کے صریح معنے فاقہ کے پائے جاتے ہین لیکن غم رسول کے سبب اِس حکم کو ایسا فراموش کیا ہے کہ یاد ہی نہین آتا اور جو کسی کو یاد بھی آتا ہے تو وہ روزہ رکھ لیتا ہے فاقہ نہین کرتا۔

بخاری کتاب التہجد باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی مین مرویہ جابر بن عبداللہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت جسطرح قرآن سکھاتے تھے اُسی طرح کوشش و تنبیہ سے استخارہ سکھاتے تھے

ور ایسی ہی حدیث سنن نسائی جلد دوم کیف الاستخارہ مین بھی ہے لیکن غم رسول مین صحابہ سے یہ عمل ایسا ترک ہوا کہ اُنکے جملہ پیرو استخارہ کو زٹل سمجھ گئے اور جواب کوئی کرے تو اُسکو بدعت جانتے ہین اور عامل سے تمسخر کرتے ہین۔

بخاری کتاب الصلوۃ باب الذکر لعبد الصلوۃ مرویہ ابن عباس سے نماز کا ختم تکبیر پر پایا جاتا ہے لیکن عشق رسول مین صحابہ ایسے بھولے کہ بجاے تکبیر کے السلام علیکم و رحمۃ اللہ پر نماز کو ختم کرنے لگے اور اب اُنکے پیرو بھی اُسی بھول مین غلطان ہین۔

سنن ابوداؤد پانچوان پارہ باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ مین عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ آنحضرت ہر رکوع وسجود مین سبحان ربی العظیم بحمدہ اور سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہا کرتے تھے اور یہ عمل قرآن کی آیت سورہ سجدہ رکوع (۳) کے مطابق ہے یعنے انما یؤمن بآیتنا الذین اذا ذکروبھا خروا سجدا وسبحو بحمد ربھم۔ | خدا تعالیٰ فرماتا ہے مومن صرف وہی لوگ ہین کہ جب اُنکو نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ مین گرکر تسبیح وتحمید کرتے ہین انتہی اسی طرح تسبیح کے ساتھ تحمید سورہ مومن رکوع (۶) وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار۔ | مین ہے اور صبح وشام تسبیح وتحمید کر اپنے رب کی اور اذا جاء مین ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ ہے یعنی پس اپنے رب کی تسبیح وتحمید کر اور مغفرت طلب کر غرض قرآن واحادیث سے تسبیح کے ساتھ تحمید واجب معلوم ہوتی ہے لیکن غم رسول مین ایسے دست پاچہ ہین کہ تحمید کو بارہ پتھر باہر کر رکھا ہے حالانکہ ترک تحمید کا کوئی حکم آیت یا حدیث سے نہین پایا جاتا۔

اسی سنن مذکور سے ہر رکن صلوۃ کی تکبیر پر رفع الیدین ثابت ہے مگر جملہ پیروان خلفاء ثلاثہ نے اسکو بھی خیر باد کر رکھا ہے اسی سنن مین وضو مین ایک ہاتھ سے مُنھ دھونا فعل پیغمبر ثابت ہے مگر یہ پیروان خلفاء ثلاثہ پاخانہ کا ہاتھ بھی منھ پر مل لیتے ہین۔

جملہ صحاح وغیرہ مین جمع صلوتین بغیر عذر وابر ومطر وسفر وغیرہ کے جائز اور عمل پیغمبر ہے لیکن مفارقت رسول کے سبب ایسے بھولے ہین کہ جملہ پیروان خلفاء ثلثہ کو یہ سنت یاد ہی نہین آتی صرف مقام عرفات اور مشعر الحرام مین جمع صلوتین کو جائز جانتے ہین اور باقی اوقات مین حرام۔

بخاری کتاب العیدین باب القنوت قبل الرکوع مرویہ انس سے آنحضرت کا پنجگانہ میں قبل رکوع دائما قنوت پڑھنا پایا جاتا ہے اور اسی جامع کے باب الاستسقا سے قنوت کا دائما پڑھنا ثابت ہے لیکن مفارقت رسول میں ایسے مدہوش وبیقرار ہین کہ یہ سنت موکدہ یاد ہی نہین آتی بلکہ دعاے قنوت مین یہ بھی صراحت ہے کہ آنحضرت بعض کفار قریش کا نام لے لیکر اُن پر لعنت کرتے تھے اور اُنکے لیے بددعا کرتے تھے اور خلفا ثلاثہ نے تحصیل خلافت کے بعد اس سنت کو ایسا محو کیا کہ اب انکے پیرو شیطان پر لعنت کرنے کو بھی گناہ جانتے ہین۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علے الخمرہ اور اسیطرح اور کتب صحاح وغیر صحاح اور اُنکی شروح سے ثابت ہے کہ رسولخدا خمرہ یعنی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے تھے جسکی بحث مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی نے اپنے مولفات رسالہ ابطال عامل الحدیث اور کتاب التحدیث اور رسالہ تکریم الخمرہ مین بشرح وبسط کی ہے لیکن اہلسنت اس سنت رسول کو ایسے بھولے ہین کہ اگر کوئی اس سنت پر عمل کرے تو وہ اُسے کافر وبدعتی بتاتے ہین۔ **الغرض** بکثرت صحابہ صلوۃ پنجگانہ کے اکثر رکن ایسے بھولے کہ آج اُن صحابہ کا کوئی مقلد رسولخدا کی سی نماز بلا اختلاف صحاح پڑھکر نہین دکھا سکتا **پس** جبکہ پیغمبر خدا جیسے مقتداے حقیقی کے بعض اعمال جو ظاہر لفظا ہر روزانہ باعلان یا اوقات وایام مقررہ پر کیے جاتے تھے وہ غم رسول مین عمداً یا سہواً ترک ہوگئے تو ابوہریرہ کا نام ونسب کس شمار مین ہے اور نہ اُسکا بھول جانا لائق تعجب لیکن ہم آپ حضرات کی تسکین خاطر کے لیے نسب ابوہریرہ کی تنزیہ پیش کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

فصل دوم در تنزیہ نسب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

جبکہ یہ کلیہ نہین کہ جسکو اپنا باپ معلوم ہو تو وہ ولد الحلال ہی ہوگا تو جسکو اپنا باپ نہ معلوم ہو اُسکے لیے یہ کلیہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ ولد الزنا ہی ہوگا **دوم** سند مزبور مین ابوہریرہ ابن امیمہ ہے جس پر قیاس ہوتا ہے کہ امیمہ ابوہریرہ کے باپ کا ہی نام ہوگا کیونکہ مشرکین عرب اُس زمانہ مین مؤنث صیغون کے نام اولاد ذکور کے رکھ لیا کرتے تھے چنانچہ امیہ طلحہ۔ معاویہ مشہور اسماء ذکور ہین حالانکہ امیہ ذلیل درجہ کی باندی کو کہتے ہین اور طلحہ بدکار عورت کو اور معاویہ اُس

کتیا کو جو مستائی ہوئی ہو یا کتون سے آگے بڑھکر بھونکنے والی ہو اور ظاہر ہے کہ یہ اسمار اُن نامی گرامی مردون کے ہین جو اسلامی دنیا مین مثل آفتاب روشن ہین اور ایسے ہی نام رکھنے کی رسم بت پرستان ہند مین آجتک جاری ہے کہ لڑکون کے نام سیتارام - دیبی سنگ - کالی چرن - لچھمی سنگھ وغیرہ رکھتے ہین حالانکہ یہ سب دیوتا دیبیان مونث گزری ہین چونکہ عرب کے اکثر معبودان باطل بھی مؤنث تھے جیساکہ ان یدعون من دونہ الا اناثا سے ثابت ہے لہذا اُس زمانہ کے لوگ اولاد ذکور کے نام مونث صیغون پر رکھنے مسعود ومبارک جانتے تھے بس اسی قیاس پر ابوہریرہ کے باپ کا نام بھی امیمہ سمجھنا چاہیے -

سوم بالفرض ابوہریرہ کی مان کا نام امیمہ تھا لیکن جبتک اُسکی بدچلنی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہو اُسوقت تک ابوہریرہ کی نسبی خرابی کا احتمال بھی ممنوع ہے -

چہارم جبکہ ابوہریرہ کے ہی اصلی نام مین اختلاف ہے جو کثیر التخاطب اور وسیع الملاقات تھے تو اگر اُنکے مجہول الحال باپ کے نام مین اختلاف ہے تو اُس سے ولدالزنا ہونا کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے چونکہ معرفت شخص کے لیے اسم مشہور کافی ہے اور عدم علم نسب شہرت وامتیاز کے لیے مانع وحارج نہین اسی بنا پر محققین نے ابوہریرہ کے نام ونسب کی زیادہ جستجو نہ کی ہوگی -

پنجم عرب مین انسان کے ساتھ اظہار انبیت کا رواج تھا تو اُس سے ہر جگہ صحت نسب مقصود نہ ہوتی تھی بلکہ عامی اور بے کمال لوگون کی معرفت مقصود ہوتی تھی یا التباس اسمار اب وجد وغیرہ کے سبب سے ہوتی تھی اور جو نفوس بہت کمالات ظاہری یا باطنی یا کسی اور فضل وہنر یا شجاعت وغیرہ سے مخصوص ومتصف سمجھے جاتے تھے اور اُنکا وہ مشہور نام یا کنیت التباس یا اشتراک اسما وغیرہ سے اچھوتا ہوتا تھا تو ایسے لوگون کی نسبت اظہار نسب کی ضرورت نہوتی تھی جیسے امرء القیس - فرزدق ودعبل کے اسمار وتخلص بغیر اظہار نسب کے مشہور ہین بس ایسے ہی ابوہریرہ ہے -

ششم حصۂ اول کے باب سوم فصل دوم مین ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت ابوہریرہ ولدالزنا کو شر الثلاثہ کہتے تھے اور اُسکے جنازہ تک کی نماز نہ پڑھتے تھے پس اگر اُنکو اپنے ولدالزنا ہونے کا علم ہوتا تو وہ ولدالزنا سے ایسا سخت برتاؤ نہ کرتے پس ثابت ہوگیا کہ ابوہریرہ یقیناً ولدالحلال تھے لہذا حضرات شیعہ کے جملہ طاعن نسب محض لغو ومہمل ہین -

تبصرہ درباب کنیات عرب

ابوہریرہ کے ذلیل کنیت اختیار کرنے کا یہ جواب ہے کہ عرب مین کنیت کے تقرر کی کئی صورتین ہین مگر تین بہت مشہور ہین اول اولاد کے نام کی وجہ سے جیسے حضرت حفصہ کے باپ ہونے کی وجہ سے حضرت فاروق کی کنیت ابوحفص دوم ہر شخص کو اختیار تھا کہ جو چاہے کنیت اختیار کرے یا کوئی بادشاہ و رئیس یا بزرگ خاندان اپنے اولاد یا ماتحت کی کنیت مقرر کردے جیسے جناب امیر علیہ السلام کی کنیت آنحضرت نے ابوتراب مقرر فرمائی اور اولاد کے سبب آپ ابوالحسن یا ابوالحسنین مشہور ہوئے تیسری قسم کنیت کی غیر اختیاری بھی ہوا کرتی تھی وہ بلا تخصیص بزرگ خاندان یا احباب یا پبلک کیطرف سے اتفاقاً مقرر ہوجایا کرتی تھی جیسے اَبُوبِکرٌ بکسر باے دوم یعنی کواری کے باپ چونکہ آنحضرت کے نکاح مین سواے آپ کی صاحبزادی کے اور کوئی باکرہ داخل نہین ہوئی اسلیے آپکی کنیت ابوبکر ہے لیکن غلطی سے لوگ بفتح باے دوم ابوبکر کہتے ہین اور بعض محققین کے نزدیک آپکی کنیت ابوبکر بفتح باے دوم ہی صحیح ہے کیونکہ بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی مرویہ حضرت عائشہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے بنی کاب کی ایک عورت ام بکرؔ نامے سے نکاح کیا تھا اور چونکہ آپکا تمام دوستون سے جھگڑا ضلع و جگت ہوا کرتا تھا جیساکہ بیان عثمان غنی مین گذرا پس غالباً یارلوگ ام بکر کی نسبت سے آپ کو ابوبکر کہنے لگے۔ ورنہ کسی کتاب سے ثابت نہین کہ بکر نامی آپکی اولاد تھی یا آپ نے کسی خاندانی بزرگ یا کسی رئیس نے آپکی یہ کنیت قرار دی تھی الغرض جیسے حضرت ابوبکر کی کنیت غیر اختیاری معلوم ہوتی ہے ویسی ہی حضرت ابوہریرہ کی ورنہ ظاہر ہے کہ بکر اونٹ کے بچے کو کہتے ہین اور ہریرہ بلی کو پس کسی ذی فہیم باوقار عزت دار شخص سے توقع نہین ہوسکتی کہ وہ ایسی حیوانی کنیت اختیار کرے۔

فصل سوم در ستر عیوب بافضال علام الغیوب

حصہ اول کے باب اول فصل دوم اقسام نکاح مین بخاری و ابوداؤد کی حدیث مرویہ عائشہ جو لکھی گئی ہے اُس سے واضح ہے کہ صحت نسب کی قرارداد بیان امہات پر موقوف تھی

ورامہات مولود کو جس سے منسوب کر دیتی تھین وہی نسب صحیح سمجھا جاتا تھا خواہ نفس الامر مین
وہ مولود کسی کا ہوتا تھا اور آج بھی فقہاے اہلسنت کے نزدیک صحت نسب امہات کے بیان پر موقوف
ہے۔ اور امہات و فقہار کا یہ توافق مرضی خدا کے مطابق ہے کیونکہ سورۂ محمد مین خدا تعالے نے
ایسے لوگون کی یون تسلی فرمائی ہے۔ اے لوگو ہمنے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے

یاایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اور تم کو قوم و قبیلہ بنایا تاکہ تم پہچانے جاؤ بیشک تم مین خدا کے نزدیک وہ بزرگ ہے جو متقی ہے انتہی

بلاغت کلام یہ ہے کہ خدا تعالے نے ذکر اور انثی فرمایا زوج زوجہ یا ناکح و منکوحہ نہین فرمایا اور
شعوب و قبائل کی شناخت عقد معروف سے وابستہ و مخصوص ہو جاتی پھر ان اکرمکم عند اللہ
اتقکم فرما کر واضح کر دیا کہ خوشنودی خدا یا نجات و مغفرت یہ سب کچھ تقویٰ پر موقوف ہے نکاح
و سفاح یعنی حلال و حرام پر موقوف نہین اور اس ارشاد سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ باب اسلام
حرامی و حلالی دونون کے لیے وا ہے جسکو منظور ہو داخل ہو مگر داخل اسلام ہونے کے بعد جسنے برے
کامون سے تقویٰ اختیار کیا وہ خدا تعالے کے نزدیک بزرگ ہے باقی فاسق و فاجر مغضوب خدا جیسا
کہ ارشاد ہے ان اللہ لا یھدی القوم الفسقین۔ الغرض آیۂ مذکور کے ذریعہ سے
تسلی فرما دینے کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہی بعض معیوب الانساب صحیح الانساب کے ساتھ ساتھ اعمال
صالحہ کی طرف مائل ہو گئے دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ فخر انساب و مطاعن نسب کی وجہ سے جو صدیون
سے قومی فسادات اور کشت و خون ہوتے چلے آتے تھے وہ یکقلم موقوف ہو گئے جسکے سبب سے بچون
کی کثرت موقوف اور زنا معدوم ہوگیا پھر اس خوبی پر یہ اضافہ ہوا کہ عداوتون کے برخلاف ارشاد
بین المؤمنین اخوۃ کے بموجب سب کے سب آپسمین ایک دوسرے کے سچے دوست اور ہمدرد
ہو گئے اور جب اُن لوگون مین ایسی خوبی کی صلاحیت پیدا ہو گئی اور آزمائش خدا مین پورے
اُترنے لگے تو خداے جل ذکرہ نے اُن جملہ معیوب الانساب کی قیامت مین عزت افزائی کا وعدہ

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون۔ فرمالیا یعنی یہ بشارت دیدی کہ جب صور پھونکا جائیگا یعنے قیامت قائم ہوگی اور

تو دوبارہ زندہ کیے جاؤگے اُسوقت نسب صحیح وغیر صحیح اور نسب ادنی و اعلے کی پوچھ پاچھ نہوگی بلکہ پرسش اعمال ہوگی کہ کیا عمل کیا اور کیا نیکی ساتھ لائے۔

دنیا مین اس بشارت وخوشنودی خدا کا یہ ثبوت ہے کہ بغیر امتیاز ولد الحلال وحرام اُن سب کے لیے قرآن مین رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اور اولئك ھم خیر البریہ اور رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور آنحضرت نے بھی بلا تنقید ولادت نکاح و سفاح اُن لوگون کو بھی عمدہ خطابات اور مالی و فوجی عہدے بخشے کہ جنکے مطاعن نسب حضرات شیعہ نے پیش کیے ہین مثلاً حضرت عمر کو خطاب فاروق سے اور عثمان کو خطاب غنی اور طلحہ کو خطاب شہید سے اور خالد کو خطاب سیف اللہ سے سرفراز فرمایا اور معاویہ کو مالی عہدہ دار بنایا اور ہادیًا و مہدیًا کی دعا فرمائی (صحیحین) اور عمرو عاص کو غزوۂ ذات السلاسل اور سریہ وادی الرمل مین فوج کی امارت بخشی اور شیخین جیسے پیارے یارون کو اُنکا ماتحت بنایا (حبیب السیر) اور ان ہی کے واسطے اللھم صل علی عمرو عاص کی دعا دی (روضۃ المناظر) اسیطرح اور بکثرت حضرات کو عہدے اور خطابات عمدہ عنایت کیے پس خدا و رسول کے اس بلا امتیاز نسب کی عنایت پر سواے شیعہ کے اور ہر عقلمند کہہ سکتا ہے کہ اُن بزرگون کے ساتھ آیہ الا ما قد سلف ان اللہ کان غفورا رحیما کا وعدہ پورا ہوچکا اور اُس زمانہ کے سارے ولد الزنا ناسب لدالحلال ہوگئے اور قیامت تک جسقدر معیوب الانساب اُنکا جیسا تقویٰ اختیار کرینگے وہ سب قیامت مین اُنکے ہم درجہ اور معفو ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اُسوقت حضرات شیعہ کو ان جاہلانہ مطاعن نسب کا بدلا ملے گا۔

آمدم برسر مطلب

ہر مولود کی اضافت (اب) بظاہر جلد قطع ہوجاتی ہے اور بمقتضاے فطرت علاقہ ماں کے ساتھ بجہت ایام حمل و رضاعت وپرورش بدیر رہتی ہے اس تعلق کی وجہ خاص یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ ام اصل ولد ہے چنانچہ کتاب مصباح مین ہے وام الشئی اصلہ اور گوسالہ پرستی کے جھگڑے کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام نے جو کہا تھا کہ اے یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی۔ | میرے ماںجاے بھائی مجھے قوم مین ذلیل اور

سرنگون نہ کر تو اس کہنے کی وجہ یہ ہی تھی کہ حضرت ہارون نے اصل کی طرف توجہ دلائی تھی (یعنی میری خفت تمہاری بے عزتی ہے) ورنہ کون نہیں جانتا کہ دونون حضرات ایک ماں اور ایک باپ سے تھے ضرورت خطاب کے وقت ابن عمران یا لفظ اخی کہہ سکتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ صحت نسب کے لیے باپ سے ہی منسوب کرنا ضروری نہین چنانچہ حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی اولاد اور اُنکے جملہ سلسلے اولاد رسول مانے جاتے ہین اسیطرح حضرت مسیح علیہ السلام عیسٰی عمرانی مانے جاتے ہین حالانکہ حضرت مریم علیہا السلام عمران کے ہان حنہ کے بطن سے ہوئین جسکی تصدیق پارۂ تلک الرسل آیۂ اذ قالت امرأۃ عمران سے ہوتی ہے جس قصہ کے فریقین کے جملہ مفسرین گواہ ہین۔

اب ہم اس دعوے کے ثبوت مین اور تین دلائل پیش کرتے ہین۔

دلیل اول المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب اللعان صفحہ (۱۵۶۹) مین ابن عمران سے

عن ابن عمران رجلا لاعن امرأتہ علی عہد رسول اللہ ففرق رسول اللہ بینہما والحق الولد بامہ۔ | روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے لعان کیا پس آنحضرت نے

زوج وزوجہ مین جدائی کرادی اور لڑکے کا الحاق اُسکی ماں سے کر دیا انتہی ظاہر ہے کہ زانی ومزنیہ دونون شریک حال تھے تو شوہر سے جدا کرکے مولود کو زانی ومزنیہ دونون کے زیر پرورش اور اُن دونون سے ہی الحاق کر دینا چاہیے تھا اور جو زانی نامعلوم تھا تو بموجب قاعدہ حنفیہ شوہر ہی سے مولود کا الحاق نسب مان کر شوہر ہی سے حق پرورش دلوانا چاہیے تھا کہ اُسکی حضانت مین تھی اور لعان عورت کے انکار زنا اور شواہد کی نامیسری پر ہوتا ہے لیکن یہ دونون باتین نہین کی گئین اس سے ثابت ہوا کہ ماں استظہار نسب بلکہ اصل نسب ہے اور کل شئی یرجع الی اصلہ اس دلیل کی مؤید۔

دلیل دوم۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی ثمار التنکیت مین ہے رافضی نے کہا کہ

رافضی گفتہ کہ تلقین میت بعد دفن مستحب است کہ گفتہ شود یا عبد اللہ یا ابن امۃ اللہ اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ | دفن میت کے بعد تلقین کرنی مستحب ہے یون کہا جائے اے اللہ کے بندے اے اللہ کی لونڈی کے جنے اُن عقائد کو یاد کرکہ

ان محمد رسول اللہ وان الجنۃ حق (الی ان قال) قال الحافظ ان روی الطبرانی عن ابی امامۃ قال اذا انا مت فلقنونی کما امرنا رسول اللہ صلعم ان تصنع بموتانا امرنا رسول اللہ صلعم اذا مات رجل من اخوانکم فسویتم التراب علی قبرہ فلیقم احدکم علی راس قبرہ ثم لیقل یا فلان ابن فلانۃ فانہ یقول ارشدنا یرحمک اللہ و لکن لاتشعرون فلیقل اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ وانک رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما فان منکرا و نکیرا یاخذ کل واحد منھما بید صاحبہ و یقول انطلق بنا ما نقعد عند من لقن حجتہ فقال رجل یا رسول اللہ ان لم یعرف امہ قال ینسبہ الی امہ حوا یا فلان ابن حوا و اسنادہ صالح۔

جسپر تو نے دنیا چھوڑی تو گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین اور بیشک محمدؐ اُسکے رسول ہین اور جنت حق ہے (یہانتک کہا) ابن حجر کہتے ہین کہ طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے۔ ابوامامہ نے یہ وصیت کی کہ جب مین دنیا سے رحلت کرون تو مجھے اسطرح تلقین کرنا جیسا کہ رسولخدا نے تلقین کا حکم دیا ہے یعنی آنحضرت نے فرمایا جب کوئی تمہارا بھائی مرجائے اور تم اُسکو دفن کرچکو تو چاہیے کہ ایک شخص تم مین سے اُسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر یہ کہے اے فلان فلانی کے جنے پس وہ متوفی سیدھا بیٹھ جائیگا اور کہے گا کہ تم نے مجھے ہدایت کی اللہ تمپر رحم فرمائے ولیکن تم اُسکی کہی نہ سنوگے پس اُسوقت تلقین کرنے والا کہے کہ یاد کر اُس اعتقاد کو کہ جسپر تو نے دنیا کو چھوڑا تو گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اُسکے بندے اور رسول ہین اور تو راضی تھا اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے امام ہونے سے اُسوقت منکر و نکیر کہینگے کہ ایسے شخص پاس بیٹھنے کی ضرورت نہین چلو یہان سے جسنے اپنی حجت کی تلقین پائی (اس ارشاد کو سُنکر) ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میت کی مان کا نام معلوم نہو تو تلقین کے وقت کس کا نام لیا جائے (آنحضرت نے فرمایا تو یون کہے کہ اے فلان حوا کے جنے اسکے اسناد درست ہین انتہی **الغرض** ان جملہ احادیث مین تلقین میت کے وقت مان کی انبیت سے منسوب کرنے کا ارشاد نبوی ہے اور اُسکی یہانتک تاکید ہے

کہ اگر حقیقی ماں کا نام نہ معلوم ہو تو حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ حوا کی نسبت سے منسوب کیا جائے مگر باپ کی نسبت یعنی ابن آدم کہنے کا حکم نہیں پس اگر انساب میں باپ کی ہی اضافت زیادہ معتبر اور ضروری ہوتی تو تلقین کے وقت میت کو باپ سے منسوب کیا جاتا اور جو اضافت ام صحت نسب کے لیے کافی نہوتی تو اضافت بعیدہ یعنی جدہ حوا سے منسوب نہ کیا جاتا۔

تفسیر کشاف زمخشری سورہ بنی اسرائیل تحت آیہ یوم ندعوا کل اناس بامامھم لکھا ہے الامام جمع ام وان الناس یدعون یوم القیامۃ بامامھا وان الحکمۃ فی الدعاء بالامھات دون الاٰباء رعایۃ حق عیسی علیہ السلام واظھار اشرف الحسن والحسین وان لا یفتضح اولاد الزناء یعنی امام ام کی جمع ہے قیامت میں جب بلایا جائیگا تو ماں کے نام سے نہ کہ باپ کے نام سے برعایت عیسی علیہ السلام اور کمال شرافت حسنین علیہم السلام کے سبب سے اور یہ بھی مقصود ہے کہ اولاد زنا کی فضیحت نہو انتہی۔

دلیل سوم مروج الذہب علامہ مسعودی جلد دوم صفحہ ۴ میں عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ایکدن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ناگاہ جناب علیؑ آئے پس میں نے دیکھا کہ آنحضرت کا چہرہ بشاش ہو گیا میں نے کہا یارسول اللہ آپ

عن العباس بن عبد المطلب قال کنت عند النبی صلعم اذ اقبل علی فلما راٰہ اسفر فی وجھہ قلت یارسول اللہ انک تسفر فی وجہ ھذا الغلام فقال یا عم واللہ انما اشد حبا منی ولم یکن نبی الا ذریتہ الباقیۃ بعدہ من صلبہ وان ذریتی من بعدی من صلب ھذا انہ اذا کان یوم القیٰمۃ دعی الناس باسمائھم واسماء امھاتھم سترا من اللہ علیھم الا ھذا وبنیہ فانھم یدعون

اس لڑکے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے چچا خدا کی قسم مجھے اس سے بہت محبت ہے کوئی پیغمبر نہیں گزرا کہ اُسکے صلب سے اُسکی ذریت اُسکے بعد نہ رہی ہو مگر میری ذریت میرے بعد علی کے صلب سے باقی رہے گی اور جب قیامت ہوگی تو بلحاظ پردہ پوشی لوگوں کو اُنکے اور اُنکی ماؤں کے نام سے پکارا جائیگا اور اولاد علی کو صحت نسب کے سبب اُنکے

باسمائھم واسماء اٰبائھم لصحۃ ولادھم۔ | باپون کے نام سے پکارا جائیگا انتہیٰ

اس سند سے معلوم ہوا کہ قیامت مین لوگون کو انکی ماؤن کے بیٹے سے بلایا جائیگا جس سے ثابت ہوا کہ نسبی اضافت ماؤن سے ہونی بھی صحت نسب کے لیے کافی ہے اور دنیا مین بخیال حجاب عورت کا نام نہ لیکر باپ کے نام سے منسوب کرنے کا طریقہ جو جاری ہوگیا ہے توان لوگون نے مزید اخلاق سمجھکر اختیار کیا ہے جو قابل طعن نہین مگر درحقیقۃ باپ سے منسوب کرنا ضروری نہین چونکہ مان سے صحت نسب کی اضافت کو حضرات شیعہ بھی مانتے ہین لہذا حضرت ابوہریرہ اور انکے علاوہ اور جسقدر صحابہ صرف ماؤن کے بیٹے سے پکارے جاتے تھے وہ اس قرارداد خدا ورسول سے سب کے سب صحیح النسب ہو گئے اسیطرح امیہ سے حضرت ابوہریرہ کا نسب صحیح ہوگیا لہذا حضرات شیعہ کے جملہ مطاعن نسب لغو اور مہمل۔

نکتہ در نصیحت شیعہ

اگر حضرات شیعہ کو خدا تعالیٰ ذوق سلیم عطا فرمائے تو وہ اسناد بالا کے معانی ومطالب پر غور فرمائین کہ بفضلہ وکرمہ جملہ اہلسنت وجماعت ایسے مقبول خدا ہین کہ انکے نسبی عیب چھپانے کی خاطر اللہ جل ذکرہ قیامت مین انکو ماؤن کے نام سے بلائے گا اور چونکہ آپ حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم پر سب وشتم کرنا حلال جانتے ہین جسکے سبب خدا تعالیٰ بیحد ناراض ہے بایں وجہ آپکے گروہ پر یہ عتاب ہے کہ انکا ستر عیوب نہ کیا جائیگا بلکہ بنظر رسوائی قیامت مین باپون کے نام سے پکارا جائیگا اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا والاٰخرۃ۔

باب ہفتم در مقدار معصیت لواطت وزنا

احکام حلال وحرام سے خدا ورسول کو اپنی سطوت وحکومت جتانی مقصود نہین بلکہ حلت وحرمت کے احکام مین جسقدر شدت ولینت ہے وہ سب انسان کی ذاتی منفعت اور خیرخواہی کی غرض سے ہے یعنی جو شے یا فعل انسان کے لیے طبعاً یا اخلاقاً زیادہ نفع بخش ہے اسیقدر وہ عام طور سے جائز ومباح وحلال ہے اور جو کم نفع بخش ہے تو اسکی اباحت وجواز وحلت مین ویسے ہی

ترخصات وا حکام ہین پس بعینہا یہی مراتب و درجات کسی شئے یا عمل کے مکروہ و مباح و حرام ہونے بین ہین یعنی جو شئے یا فعل انسان کے لیے بیحد ضرر رسان ہے وہ بمبالغہ و تاکید حرام ہے اور جو اسکی مضرت مین کمی و ضعف ہے تو ویسی ہی اُسکی حرمت و کراہت مین قلت و ضعف ہے جن درجات کا نام مکروہ اور مکروہ تنزیہی و تحریمی اور حرام ہے مثلاً بعض علماء اہلسنت کے نزدیک لحم اسپ و لحم حمار و لحم گوہ حرام ہے اور بعض کے نزدیک مباح اور بعض کے نزدیک حلال اسیطرح مذہب شیعہ مین بے چھلکے کی مچھلی حرام ہے کیونکہ بغیر فلس کے جملہ اقسام کی مچھلیان حرام خور مردار خوار ہوتی ہین جس سے مضرت کا اندلیشہ ہے لیکن اہلسنت کے ہان سب طرح کی حلال اور اہلسنت کے نزدیک مچھلی کا مردہ زندہ سب حلال شیعہ کے نزدیک حرام اسیطرح شیعہ کے ہان طاؤس حرام ہے کہ وہ سانپ نگل جاتا ہے اور اہلسنت کے ہان حلال اور شیعہ کے ہان خرگوش حرام کیونکہ اُسکو حیض آتا ہے اور حیض انسانی عادت کے مشابہ ہے اور انسان کا گوشت کھانا حرام لہذا ابنظر احوط خرگوش کھانا بھی حرام اور اہلسنت کے ہان حلال پس ایسی حلت و حرمت کے معارضے بمقتضاے طبع انسان ہے جو قابل التفات نہین۔

اب رہی زنا کی ممانعت شدید تو اسکا سبب خاص یہ ہے کہ بعض مواقع مین زنا انسان کے تمدن اور بالخصوص تدبیر منزل کیلئے بیحد ضرر رسان ثابت ہوا ہے اور وہ ضرر یہ ہے کہ خلق اللہ مین وقوع زنا سے فساد پھیلتے ہین دشمنی راسخ ہوتی ہے اور بعض دفعہ زنا سے مرد کے روزگار اور عورت کے نفقہ مین نقصان پہونچتا ہے گھر سے بے گھری ہوتی ہے اور مولود از روے قوانین ممالک و ملل اپنے اصلی باپ پر پرورش کا حق نہین رکھتا اور اس خرابی کی شہرت عام کے سبب بے تعلق لوگ بھی اپنے ذاتی تعلقات مین ایسے الزام اور رسوائی کی قابلیت پاکر زانی و مزنیہ سے ناراض بلکہ دشمن جان ہوجاتے ہین دوم عورت ایسی فاحشہ مقاربت سے دو دلی ہوجاتی ہے جسکی اطلاع پر ناکح منکوحہ پر بھروسہ نہین کرسکتا سوم مزنیہ اور ولدالزنا وسائل رزق کے نقصانات شدیدہ یا تبدیل شدیدہ کے سبب اکثر آسائش اور تحصیل کمالات علوم و فنون سے محروم رہ جاتے ہین چہارم بعض مواقع پر رسوائی عام کے علاوہ جانون کا اتلاف بھی ہوجایا کرتا ہے جسکا سلسلہ عداوت قیامت خیز ہوجایا کرتا ہے پس ایسے ایسے وجوہ کی بنیاد پر زانی و مزنیہ

بے وقار ہوجاتے ہین چونکہ تمام ممالک دملل اوراقوام مہذب دنیا مہذب مین زنائے محصنہ ہوجانے
بالا جبرا مان لیا گیا ہے لہذا ان نقصانات کے مقابلہ مین کہا جاتا ہے کہ زنا مطلقاً حرام ہے مگر بنظر
تعمق دیکھا جائے توان نقصانات وتغیرات مذکورہ کے جملہ حدود معاش یا تدبیر منزل کی خرابی
یا اذیت جسمانی تک ختم ہوجاتے ہین باقی دل ودماغ جو مسکن روح حیوانی ونفسانی اور مخزن علوم
وجدانی اور مبدء فنون ونکات اور مہبط انوار تجلیات قدسیہ ہین انکو زنا ولواطت کے ارتکاب سے
بغیر انہماک چندان ضرر نہین ہونچتا اور وقوع زنا ولواطت پر انفعال کے سبب جو روحانی صدمہ
ہونے کی شہرت ہے تو خلق اللہ کی وہی فرضی قرارداد ہے جو خوف یا شماتت ہمجنس کے سبب
سے ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ مقاربات حلال وحرام کی صورت وفعل ونتائج یکسان ہین
یعنے مقاربت حلال کی غرض وغایت تحصیل لذت یا بقائے نسل یا اصلاح مزاج تو یہ سب
باتین مقاربات زنا سے بھی حاصل ہوجاتی ہین۔

اس تمہید سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ زنا غصب حق عباد یعنی قومی گناہ ہے اور جسقدر قومی یا اخلاقی
گناہ ہین انکی ممانعت اسلام وغیر اسلام دونون مین یکسان ہے پس ثابت ہوگیا کہ اگر قرآن و
احادیث مین زنا ولواطت کی ممانعت نہ بھی ہوتی تو بلحاظ حسن معاشرت وتدبیر منزل انکو ترک
کرنا پڑتا ہان غصب حق اللہ واقعی ایسا گناہ ہے کہ اسکا مجرم ومرتکب قطعاً ایمان وعرفان سے
محروم ہوجاتا ہے اور وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مذاق سے دور لہذا
حصۂ اول کے باب سوم فصل دوم میں صاحبان مستدرک وجامع الاصول وکنز العمال
واللآلی مصنوعہ وتلویح شرح توضیح وغیرہم کی جو روایتین لکھی گئی ہین کہ ان صاحبون نے تقبیح
ولدالزنا کی عمومیت سے انکار اور اُسکی شقاوت ابدی سے انحراف اور خباثت نطفہ کے تخیل
سے روگردانی کی ہے بلکہ ولدالزنا کی قضاء وشہادت وامامت ونبوت کو تسلیم کیا ہے
تو حضرات موصوف کا یہ انکار واغراض بے معنی نہین بلکہ حقیقۃً واضحہ وباہرہ کے ساتھ
بہ براہین قاطعیہ مدلل ہے کیونکہ اگر خلق ولواطت وزنا کے مرتکبین مین ازلی وابدی
شقاوت ہوتی تو ایسے لوگ ہمیشہ کفر وجہالت مین پھنسے رہتے اور انکو ایمان وایقان
وعرفان وتقرب احدیت ہرگز حاصل نہ ہوتا اور جب انکو یہ درجات حاصل نہ ہونے

تو دنیا مین نہ اسلام پھیلتا نہ ایسے لوگون کی کوئی تقلید کرتا نہ اتباع اور نہ ایسے اعمال کے حضرات مرجع خلائق بنتے نہ ہادی برحق اور نہ اُنکے لیے رحمۃ اللہ علیہ کی دعائین ہوتین نہ رضی اللہ عنہ کی التجائین اور نہ اُن سے سلسلۂ بیعت چلتا پس ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت

لا یضر مع الایمان معصیۃ کما لا ینفع مع الکفر طاعۃ (تلبیس ابلیس صفحہ ۱۳۵)	ایمان کی موجودگی مین کوئی گناہ ضرر نہین کرتا جیسے حالت کفر مین طاعت نفع بخش نہین ہے

اب مقام غور ہے کہ علماء شیعہ نے یہ خلاف اصول اہلسنت اُنکے بعض مقتدا کے لیے زنا ولواطت کو جو باعث سلب ایمان و عرفان ظاہر کرکے مرتکبین زنا ولواطت کے احترام و فضائل سے انکار اور اُنکی تقلید و اتباع سے عار دلانے کی کوشش کی ہے تو اُنکا یہ جھوٹا دعوی کہانتک درست ہے کیونکہ مذہب اہلسنت وجماعت مین مخنث امام صلوۃ کا اقتدا جائز ہے جیساکہ ہم حصۂ اول و دوم مین ظاہر کرچکے (بخاری کتاب الاذان) اسیطرح ولدالزنا کے جنازہ کی نماز جائز ہے جیساکہ بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات ہل یصلی علیہ مین ہے پس اگر درحقیقت یہ افعال ایسے برے ہوتے جیساکہ شیعہ ظاہر کرتے ہین تو مذہب اہلسنت مین خدا و خلق کا ایسا ناپاک درمیانی واسطہ جائز نہوتا اور نہ ولدالزنا کے جنازہ کی نماز پڑھی جاتی لہذا شیعہ کا دعوی غلط

فصل اول در فضیلتِ مقاربات قدسیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہان قیاس فقہی کی بنا دلالات عقل و نقل یا اجماع صحابہ پر ہے اسمین مقیس علیہ یعنی اصل اور مقیس یعنی فرع اور علت شرعیہ دیکھی جاتی اور پھر ان مقدمات کی ترتیب سے نتیجہ پیدا کیا جاتا ہے اور اُسکے چار قاعدے ہین جنمین سے ایک یہ کہ مقیس علیہ مین کسی شئے یا فعل مین حلت یا حرمت پائی جاتی ہے تو اُسکی فرع یعنی مقیس مین بھی وہی حکم لگایا جائیگا جیسے نکاح دائمی اصل ہے اور حلال اور نکاح موقت یعنی متعہ اُسکی فرع ہے پس وہ بھی حلال چونکہ جماع بعض الامر مین منکوحہ سے حرام نہین اور رانی شش تم سے اسکی حلت مین بہت وسعت ہوگئی تھی اسی وجہ سے بعض صحابہ بحالت صوم وصلوۃ بھی تبرکاً اس فعل کو کرلیا کرتے تھے چنانچہ فضیلت مقاربات کے چند نظائر بصیرت شیعہ کے لیے لکھتے ہین۔

امثلہ مقاربات قدسیہ

تلخیص الصحاح جلد چہارم صفحہ ۴۸ بحوالہ سنن ابوداؤد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت کی خدمت مین صفوان بن معطل کی زوجہ اسوقت حاضر ہوئین کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اسوقت اُنکی بی بی نے کہا یارسول اللہ

فقالت یارسول اللہ زوجی یضربنی اذا صلیت ویفطرنی اذا صمت ولا یصلی الفجر حتی تطلع الشمس۔ | جب مین نماز پڑھتی ہون توصفوان مجھے (جماع نہ کرانے پر مارتا ہے) اور جب روزہ رکھتی ہون تو (جماع) سے افطار کردیتا ہے

اور بغیر سورج نکلے نماز نہین پڑھنے دیتا مراد یہ کہ روزانہ صبح تک مشغول بہ جماع رہتا ہے پس

فقال رسول اللہ صلعم لاتصوم امرأة الا باذن زوجھا۔ | اس واقعہ کو سنکر آنحضرت نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی بغیر اجازت کے

روزہ نہ رکھے انتہی محصلا۔ چونکہ زوجۂ صفوان نے دو شکایتین کی تھین جن مین سے صوم کی رخصت اذن زوج پر مقرر ہوگئی لیکن نماز کے ترک داعادہ کا کوئی حکم اسمین نہین لہذا مقاربۃ کی صلوٰۃ پر تقدیم پائی جاتی ہے۔

نوٹ روزہ کے باب مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے بھی یہی عمل تھا چنانچہ بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی اقضاء رمضان مین ابی سلمہ سے روایت ہے وہ

عن ابی سلمہ قال سمعت عائشہ تقول کان یکون علی الصوم من رمضان فما استطیع ان اقضی الافی شعبان قال یحیی کانت تشتغل بالنبی صلعم۔ | کہتے ہین کہ مین نے حضرت عائشہ سے سُنا کہ مجھپر رمضان کے روزون کی قضا باقی رہتی تھی مین روزے نہ رکھ سکتی تھی حتی کہ شعبان آجاتا تھا یحیی نے کہا کہ

حضرت عائشہ آنحضرت کی خدمت مین روزانہ مشغول رہتی تھین انتہی۔

بخاری کتاب الصوم مین ایک باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیٔ فتصدق علیہ فلیکفر ہے اس سرخی کے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی شخص رمضان مین قصداً جماع کرے

اور اُسکے پاس فدیۂ صوم کے لیے کچھ نہو تو جو ان کہین سے اُسے خیرات ملے تو وہ اُسکو کفارہ مین
دیدے مطلب یہ کہ اُس عمل کے بعد عمداً افطار صوم جرم نہین رہتا چنانچہ باب مذکور مین سلمہ یا سلیمان
بن صخر صحابی کا واقعہ ابی ہریرہ سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ سلمہ یا سلیمان نے آنحضرت سے

اذا جاء رجل فقال یا رسول اللہ ھلکت قال مالک قال وقعت امرأتی وانا صائم۔ | عرض کیا کہ مین ہلاک ہوا آپ نے فرمایا کیونکر اُسنے عرض کیا کہ بحالت صوم مین اپنی

زوجہ پر چڑھ بیٹھا آنحضرت نے فرمایا تجھے ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے اُسنے کہا نہین
آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اُسنے کہا نہین بس آنحضرت چپ رہ گئے
اس عرصہ مین ایک بورا کھجور کا آیا اور آنحضرت نے وہ تھیلا اُس مضطر کو دے کر فرمایا کہ اسے
خیرات کردے اُسنے عرض کیا کہ مدینہ مین مجھ سے بڑھکر کوئی محتاج نہین اس کہنے پر آنحضرت
بے اختیار ہنس پڑے انتہی بس جماع کو صوم پر یہ شرف حاصل ہے کہ مفطر عمد کا کفارہ صاحب
وحی والہام ادا کرتے ہین۔

ہمارے نزدیک صاحب درمختار نے تنقید وانتخاب امام کے باب مین علامت افضلیت

ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا۔ | جو یہ بتائی ہے کہ جس کا سر بڑا اور ذکر چھوٹا
ہو اصغر عضوا کی کرامات مخصص جماع کی علمتون کے سبب سے ہوگی ورنہ اور کوئی معنے سمجھ مین
نہین آتے۔

نسائی جلد دوم صفحہ ۱۳۳ حدیث عائشہ سے پایا جاتا ہے کہ خولہ زوجۂ اوس بن صامت
جو نہایت شکیل وجمیل عفین حب نما و جماع کی تقدیم وتاخیر پر میاں بیوی مین جھگڑا ہوا تو حضرت
اوس نے ظہار کر لیا یعنے یہ قسم کھائی کہ تو میری ماں جیسی ہے وغیرہ جس قسم کے سبب
حضرت خولہ بہت پریشان ہوئین اور اپنے انکار سے پچتائین کیونکہ اُس زمانہ تک ظہار
طلاق مغلظہ عربون مین سمجھی جاتی تھی بس خدا تعالیٰ نے مضطرون پر رحم فرما کر آیہ قد
سمع اللہ قول التی تجادلک نازل فرمایا جس سے قسم ظہار کا شمار قسم لغو مین ہوگیا
اور اس لغویت کی انسداد کے لیے کفارہ مقرر ہوگیا۔

تلخیص الصحاح جلد چہارم مین حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ خولہ بنت حکیم بن امیہ

سلمیہ المعروف بہ ام شریک کا یہ قصہ درج ہے کہ وہ ہروقت بنی سنوری رہا کرتی تھین ایکدن حضرت عائشہ نے جو اُنکا سر جھاڑ مُنھ پہاڑ دیکھا تو پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے اُن بی بی نے کہا کہ مین بناؤ سنگار کس کے لیے کرون میان کو روزہ نماز سے ہی فرصت نہین پس ام المومنین نے بجہت شفقت مادری آنحضرت سے یہ قصہ عرض کیا آنحضرت بہت برہم ہوے اور لوگون کو جمع کرکے خطبہ فرمایا کہ کیا تم لوگ مجھ سے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے ہو مین باوجود نبی مرسل ہونے کے افطار بھی کرتا ہون اور صائم بھی رہتا ہون اور اپنی ازواج کے پاس بھی جاتا ہون پس یہ خطاب پُر عتاب سُنکر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم نے ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے پس اسپر یہ آیت نازل ہوئی لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کہ تمھاری قسموں میں سے جو لغو قسمیں ہیں اُنکے توڑ دالنے میں اللہ تعالےٰ تم سے مواخذہ نہ کریگا انتھیٰ

ان دونون حدیثون اور قرآن کی آیتون سے معلوم ہوا کہ جماع کو وہ شرف حاصل ہے کہ خداے منزہ اور اُسکا رسول اس فعل کے اجتناب کی قسمین زبردستی تڑوا تڑوا کر عورتوں کو آسودہ کرادیتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

مشہور تو یہ ہے کہ کھجور یا نمک یا پانی سے روزہ کھولنے مین زیادہ ثواب ہے لیکن بعض صحابہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع سے افطار مین زیادہ ثواب ہے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر جماع سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے اور اُنھون نے رمضان مین قبل عشا تین لونڈیون سے جماع کیا انتھیٰ۔

وعن ابن عمر فقد کان یفطر بالجماع وانہ جامع ثلثۃ جواری فی رمضان قبل العشاء۔
(مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۳۹۵)

اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ پیغمبر خدا بہ حالت صوم میرے بوسے لیا کرتے اور میری زبان چوسا کرتے تھے انتھیٰ۔

عن عائشۃ ان النبی صلعم کان یقبل وھو صائم ویمص لسانھا (سنن ابوداؤد کتاب الصوم باب الصائم یبلع الریق صفحہ ۲۶۶)

غالباً فقہا رحمہم اللہ نے جو دن رات میں دس بارہ دفعہ جماع کا حکم دیا ہے وہ ایسے ہی فضائل و محامد اور کثرت ثواب کی نیت سے چنانچہ ذخیرۃ المسائل کے صفحہ ۲۹ مین بحوالہ دُر مختار لکھا ہے کہ اُن دونون کو لازم ہے کہ چار دفعہ دن کو

فقیل یقضی علیھما زوجین باربع (مرات

الجماع) فی اللیل واربع فی النھار وقیل باربع وعن انس بن مالک عشر مرات فیھما وفی دقائق ابن فرحون باثنی عشر مرۃ	اور چار دفعہ رات کو جماع کریں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف چار ہی دفعہ اور انس بن مالک فرماتے ہیں کہ دس دفعہ اور امام ابن فرحون

صاحب دقائق فرماتے ہیں کہ بارہ مرتبہ جماع کیا جائے انتہی ان فقہا میں جناب انس بن مالک کی فقاہت زیادہ معتبر ہے کہ یہ عمل رسول کے تجربہ کار بھی ہیں اور صحابی بھی کیونکہ صحاح سے ظاہر ہے کہ یہ دس سال کی عمر سے مدینہ میں بیس سال کی عمر تک دربان پیغمبر رہے اور یہ گنتی بھی کیا کرتے تھے

فصل دوم در ترخصات فقہیہ مشتمل بر شرف مقاربت

نفس جماع کی ایسی عظمتوں پر خیال اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل پر غور کر کے اہلسنت کے بعض فقہاء رحمہم اللہ نے مس و مباشرت و جلق و جماع کو بھی بحالت صوم و صلوٰۃ جائز و مباح قرار دیا حتیٰ کہ ان اعمال حسنہ و افعال محسنہ کے صدور پر غسل و تجدید وضو کی تکلیف کو بھی ساقط کر دیا ہے بلکہ بخیال کثرت ثواب کثرت جماع کی ترغیب و تحریص کے لیے بحالت صلاۃ فرج کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے خواہ اجنبیہ کی کیوں نہ ہو چنانچہ مثال کے طور پر چند اجتہادات فقہاء بصیرت شیعہ کے لیے لکھدیے جاتے ہیں۔

فتاوی قاضیخاں جلد اول کتاب الصوم فصل خامس فیما لا یفسد الصوم میں ہے

ومن الناس من قال لا یفسد صومہ الاستمتاع بالکف ھل یباح لہ ان یفعل ذلک فی غیر رمضان ان اراد الشھوۃ لا یباح وان اراد تسکین الشھوۃ قالوا ترجوا ان لا یکون اثما۔	بعض لوگوں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا اسکے ہاتھ کے کام کرنے سے یعنی جلق سے تو کیا غیر رمضان میں جائز ہے الجواب شہوت تیز کرنے کے خیال سے

جائز نہیں ہاں اگر تسکین شہوت کی غرض سے کیا جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ جلق لگانے والا گنہگار نہوگا انتہی۔ اسی فتاوے کے اسی باب و فصل میں ہے کہ جب کسی چوپایہ سے یا

اذا جامع بھیمۃ ولم ینزل او میتۃ فلم ینزل او ناکح بیدہ ولم ینزل او جامع دون الفرج	میت سے جماع کیا جائے یا جلق لگایا جائے یا سوائے فرج کے اور جائے جماع

ولم ینزل لا یفسد الصوم کیا جائے اور انزال نہو تو روزہ فاسد نہین ہوتا انتہی اسی باب کی فصل ششم میں ہے۔ اسی طرح سوتی ہوئی اور مجنونہ عورت سے جماع

وکذا النائمۃ والمجنونۃ اذا جامعہما زوجہما علیہما القضاء دون الکفارۃ وقال زفر رحمہ اللہ لا یفسد صومہما لان ہما فی معنی النسیان۔	کیا جائے تو دونون پر قضا ہے کفارہ نہین ہے اور امام زفر شاگرد ابو حنیفہ نے کہا کہ ایسی باتون سے روزہ نہین جاتا کیونکہ دونون بھول کے معنی مین ہیں انتہی۔

نوٹ بخاری کتاب الصوم باب اغتسال الصائم مین حسن بصری اور مجاہد سے مروی

وقال الحسن ومجاہد ان جامع ناسیا فلا شئ علیہ۔	ہے ان دونون نے کہا کہ اگر بھولے سے جماع کرے تو اس سے روزہ نہین جاتا انتہی

یہ اجتہاد مذہب شیعہ کے بھی مطابق ہے۔

فتاوی مذکور کی جلد اول کتاب الصلوۃ باب فیما لا یفسد الصلوۃ صفحہ ۶۲

ولو نظر الی فرج المطلقۃ طلاقا رجعیا عن شہوۃ یصیر مراجعا ولا یفسد صلوتہ وفی روایۃ وکذا لو نظر الی فرج امرءۃ بشہوۃ حرمت علیہ امہا وابنتہا ولا یفسد صلوتہ الی ان قال ولو نظر انسان من تحت القمیص وسار الی عورۃ المصلی لا تفسد صلوتہ۔	مین ہے اگر مرد مصلّی حالت صلوۃ میں مطلقہ رجعیہ کی فرج کی طرف دیکھے تو وہ مطلقہ پھر اُسکے نکاح مین داخل ہوجائے گی اور مرد کی نماز فاسد نہوگی اور ایک روایت کے مطابق اگر مرد مصلی بحالت صلوۃ کسی اجنبیہ کی فرج کی طرف بشہوت دیکھے تو اسکی مان

اور بیٹی دونون اُس مصلی پر حرام ہوجائینگی اور مرد کی نماز فاسد نہوگی اور اگر کسی کی نظر عورتین پر پڑجائے قمیص کے تحت سے تو مصلی کی نماز فاسد نہوگی انتہی سراجیہ کتاب الطلاق مین بھی ایسا ہی ہے کہ اگر مصلی کی نظر بشہوۃ مطلقہ رجعیہ کی فرج پر پڑجائے۔ تو وہ پھر نکاح مین داخل ہوجائے گی انتہی جامع الرموز شمس الدین قہستانی میں کتاب النظم سے فقہاء ماسبق کا اجتہاد مندرجہ حاشیہ نقل کیا ہے جسکو صاحب در مختار نے اپنی کتاب الطہارت صفحہ ۱۲ مین ان الفاظ سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اگرچہ پایہ یا میت یا کم سن لڑکی جو قابل جماع

ولا عند وطی بھیمۃ او میتۃ او صغیرۃ غیر مشتھاۃ بان تصیر مفضاۃ بالوطی اذا غابت الحشفۃ ولا ینقض الوضوء فلا یلزم الا غسل الذکر۔

نہ ہو اُس سے جماع کیا جائے اور حشفہ بھی غائب ہو جائے تو اُس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم آتا ہے صرف ذکر دھو ڈالے انتہیٰ

ان اجتہادات کی کسی قدر تائید احادیث صحاح سے بھی ہوتی ہے چنانچہ تلخیص الصحاح جلد چہارم کتاب الطہارت صفحہ ۱۴۱ مین ابی بن کعب سے مروی ہے انھون نے کہا آنحضرت سے عرض کیا گیا کہ اگر مرد قبل انزال عورت سے جدا ہو جائے تو کیا کرے آپ نے فرمایا صرف ذکر دھو ڈالے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے انتہیٰ صحاح سے اس باب مین وجہ اجتہاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک صحابی اپنے کام مین مشغول تھے اور آنحضرت نے اُنکے گھر پر آواز دی اور وہ ناتمام جدا ہو کر حاضر ہو گئے اُس موقع پر دریافت مسئلہ کی ضرورت پڑی تھی۔

نوٹ غالباً ایسی ہی احادیث کی بنیادون پر جناب ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ہوگا کہ جنکا ایک واقعہ دمیری صاحب حیوٰۃ الحیوان نے اپنی کتاب مذکور مین اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک دن ولید مذکور نشہ شراب مین چور مصروف

یقال انہ وقع جاریۃ وھو سکران وجاء المؤذنون یؤذن لہ بالصلوۃ فحلف ان لا یصلی الناس الا ھی فلبست ثیابہ وتنکرت وصلت بالمسلمین وھی جنبۃ سکری۔

بجماع تھا کہ مؤذن نے خلیفہ صاحب کو قیام جماعت کی اطلاع دی بس ولید نے قسم دے کر کہا کہ آج کوئی نماز نہ پڑھائے سوائے اس کنیز کے پس اُس کنیز سے نے ولید کے کپڑے پہنے اور اُسی حالت سکر و جنب مین امام صلوٰۃ بن کر نماز پڑھائی انتہیٰ

چونکہ علامہ دمیری نے اس روایت کے ساتھ مقتدیوں کے اعادہ صلوٰۃ کا ذکر نہین کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ اور کنیز منزل تھوے ہونگے اور مقتدیون نے بھی امامہ سے دریافت کر لیا ہوگا۔

تبصرہ در کشف مسائل شیعہ بہ مذہب شنیعہ

حضرات شیعہ یہ نہ سمجھین کہ ہماری فقہ و احادیث ایسی فضیلتون سے محروم ہین جی نہیں

قبقاب ملاحظہ فرمائیے اُنکے مؤلف صاحب نے بحوالہ استبصار لکھا ہے کہ بواطۂ النساء سے اگر انزال

اذا اتی الرجل المراءۃ فی دبرھا ولم ینزل فلا غسل وان انزل فعلیہ الغسل لا علیھما۔

ہو تو مرد پر غسل ہے ورنہ غسل واجب نہین اور عورت پر دونون صورتون مین غسل

واجب نہین یعنی مرد منزل ہو یا نہو انتہی اور نماز مین ستر عورت صرف قضیب وخصیہ ہے باقی اور جسم یعنی گھٹنے ران چوتڑ دُبر کھلے رہنے پر بھی نماز ہو جاتی ہے خلاصتہ المذاہب شیعہ مین ہے کہ اغلام سے روزہ باطل نہین ہوتا نہ فاعل کا نہ مفعول کا یہ وہی بات ہے رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی حلیتہ المتقین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ عورت کی فرج کی چومنا نہایت عمدہ بات ہے جلاء عباسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اپنی ام ولد کو اپنے کسی عزیز قریب پر مباح اور توضیع کر دینا جائز ہے استبصار کے حوالہ سے لکھا ہے

سالت ابا عبد اللہ عن عاریۃ الفرج قال لا باس

کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کسی سے مستعار فرج کا لین دین کیسا ہے آپنے فرمایا کوئی حرج نہین انتہی بلفظہٖ فافھم فتدبر۔ ان اسانید سے واضح ہو گیا کہ جیسے مزخرفات بعض مسائل اہلسنت کے ہان ہین ایکے ہان بھی ہین بلکہ یہ بڑھکر بات ہے کہ اہلسنت کے ہان ایسے مسائل محتمل الفسق والکفر کے اجتہادی ہین اور آپکے ہان بعض ائمہ معصومین علیہ السلام سے مروی ہین پس آپکے ہان خوبی ہے تو یہ ہے کہ آپ مظلوم ہین ظالم نہین اور فریق ثانی ظالم چنانچہ جب آپ شہید اور مظلوم کی بیکسی پر روتے پیٹتے ہین تو اہلسنت کہتے ہین کہ جناب امام حسینؑ کی شہادت پر خوشی کرنی چاہیے کہ خداے تعالےٰ نے اُنکو بذریعہ شہادت کے درجہ اعلا پر فائز کیا اور جب حضرت عمرؓ و عثمانؓ کی شہادت پر ناچ رنگ خوشی کرتے ہین تو اہلسنت سخت ناراض ہو کر مقدمہ بازی کرتے ہین پس اس بدیہی عمل سے ثابت ہے آپ مظلوم ہین۔

سب سے بڑھکر فضیلت جماع یہ ہے کہ بعض بزرگان اہلسنت نے استجابت دعا اور تقرب احدیت کا وقت بھی اُسی موقع کو تجویز کیا ہے چنانچہ بخاری کتاب بدء الخلق باب صفت ابلیس مین ابن عباس سے مروی ہے انھون نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرنے وقت یہ دعا کرے کہ الٰہی مجھے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا تو اگر

لم یضرہ الشیطٰن ولم یسلط علیہ

اُسکے ہان اولاد ہوگی تو شیطان اُسکا کچھ نہ بگاڑ سکے گا انتہیٰ

صحابہ اور عوام کے مقاربات کے ان فضائل ومحامد سے واضح ہو گیا کہ یہ فعل نفس الامر مین تو برا نہین لیکن بصورت زنا البتہ معیوب وجرم وقوی گناہ ہے مگر ایسا جرم نہین کہ جیسے غضب حق اللہ یعنے شرک بموجب آیہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ شیئا اور بخاری شریف مین ہے کہ گناہ جاہلیت کے

ان المعاصی من امور الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک۔ | کاموں سے ہے لیکن اُس کا مرتکب کافر نہیں ہوتا مگر شرک سے انتہٰے۔

پس شرک ایسی بدترین چیز ہے کہ اس سے ایمان و عرفان و تقرب احدیت وغیرہ سب کچھ غارت ہو جاتا ہے باقی اور کسی گناہ سے کچھ نہیں ہوتا لیکن یقین کر لیا جائے کہ حضرت ابوبکر کی ذات خاص اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اکیلے پیغمبر نے جناب ممدوح کی نسبت یا صدیق ان الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فرمایا ہے جو بیان عفت سید دلیل دوم میں پیش ہو چکا اُن دلائل قاطعہ کے مقابل میں اہلسنت شرک ابوبکر کو اپنے اصول مذہب کے مطابق قبول نہیں کر سکتے۔

بازآمدم برسر مقدار معصیت لواطت و زنا

دنیا میں ظاہرۃً و باطناً اخلاقی گناہ کثرت سے ہیں ان میں اکثر و بیشتر قومی گناہ ہیں اُن ہی میں زنا و لواطت بھی داخل ہے بایں وجہ ان کی مقدار معصیت یہ ہے کہ جب آدمی زنا کرے تو اُس سے

عن ابی ھریرۃ قال اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ کالظلۃ فاذا خرج من ذلک العمل عاد علیہ الایمان (ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۲) | نور ایمان نکلکر زانی ہی کے سر پر مثل سایہ کے ہو جاتا ہے اور جب زنا سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے انتہی۔ اس حدیث کی تائید بخاری کتاب الاشربہ باب قول اللہ

تعالےٰ انما الخمر والمیسر کی حدیث مرویہ ابوہریرہ سے ہوتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب کوئی

قال ابوھریرہ ان النبی صلعم قال لا یزنی حین یزنی مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن۔ | زنا کرے تو خاص اُس وقت مومن نہیں رہتا اور اسیطرح شراب پینے والا شراب پیتے وقت

مومن نہیں رہتا انتہی اگرچہ مومنیت کا وقت زنا مومن سے جدا ہو جانا ایک بے تُک بات ہے لیکن اگر اسکو صحیح بھی فرض کر لیا جائے تو اس ادنیٰ فصل و بعد پر زانی و مزنیہ کو کافر و بے ایمان سمجھ کر اُنسے سو ظنی یا انکی تقلید و اتباع کا ترک دین میں کسقدر اسلام کُش خیال ہے (معاذ اللہ) لہذا حضرات شیعہ کی سخت حماقت ہے کہ وہ بعض بزرگان اہلسنت کے نسب یا اُنکے اعمال میں افعال مذکور پاکر اپنے خانہ زاد عقیدہ کے مطابق نفرت دلاکر الصحابۃ کلھم عدول کا عقیدہ غارت کرتے ہیں اور التقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس کے اصول کو توڑتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ایسا فرض کر لیا جائے تو بہت سے صحابہ

ترک کرنا پڑیگا چنانچہ ایک صحابی کا واقعہ تیسیر الوصول جلد دوم کتاب النکاح باب ۱۳ یعنی فی الاحکام المتفرقہ فصل خامس صفحہ ۳۲۳ مین بحوالہ سنن ابو داؤد و نسائی ابن عباس سے

عن ابن عباس قال جاء رجل الی رسول اللہ صلعم فقال یارسول اللہ ان امرأتی لاترد ید لامس فقال غربھا فقال انی اخاف ان تتبعھا نفسی قال فاستمتع بھا۔

مروی ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری جورو کسی کا ہاتھ نہین روکتی یعنی کسی سے انکار نہین کرتی آپ نے فرمایا اُسے چھوڑدو اُسنے عرض کیا مجھے خوف ہے کہ میرا دل اُسکی

جدائی کا غم کرے آنحضرت نے فرمایا بس تو اُس سے فائدہ اُٹھا انتہی چونکہ اس حدیث سے مزنیۂ زوجہ کے ترک و مفارقت کا حکم قطعی نہین لہذا مقدار معصیت زنا و لواطت ظاہر ہے۔

فریقین مین زنا کی یہ تعریف ہے کہ بغیر اشتباہ حلت اجنبیہ کی فرج مین ذکر داخل کرنا بغیر طلیکہ وہ زن محصنہ ۲ مومنہ ۳ آزاد ۴ عاقلہ ۵ بالغہ ہو بس ان پانچ شروط کے بعد یعنی شہادت کالمیل فی المکحل کی ضرورت ہوگی اور جب چار یعنی شاہدان عادل یعنی متقی پرہیزگار کالمیل فی المکحل کی گواہی بھی دیدین کہ فلان محصنہ و مومنہ و آزاد و عاقلہ و بالغہ نے زنا کیا ہے تو اُسوقت رجم ہوسکے گا اور جوان شروط مین سے ایک میں بھی کمی یا شواہد عادل کے بیانات مین کچھ بھی اختلاف ہوگا تو ہرگز رجم نہ ہوسکے گا جسکے یہ معنی ہین کہ وہ مقاربت زنا قرار نہ پائے گی۔

امتہ مرحومہ کے فقہاء رحمہم اللہ نے بھی خلق خدا کی جان بچانے کے واسطے وہ وہ سامان جمع کردیے ہین کہ تمام جرائم کے ثبوت سے زیادہ مشکل ہے تو زنا ہی کا ثبوت اور کسی کا نہین چنانچہ معیار الحق مولفہ مولوی سید نذیر حسین محدث دہلوی مین ہے کہ نکاح مین امام ابوحنیفہ نے ولی کی شرط کو منسوخ کردیا اور امام مالک نے گواہون کی شرط اور امام شافعی نے مہر کی شرط منسوخ کردی یعنی بغیر ولی و شاہد و مہر نکاح ہوسکتا ہے صرف ایجاب و قبول کافی ہے اور ہر مقلد مسلمان اہلسنت وقت واحد مین تینون ان ائمہ کے اجتہادون پر عمل کرسکتا ہے ان شروط محکم کے منسوخ ہونے کے علاوہ مضبوط نکاح ہوجانے کے بکثرت اور مختلف الفاظ ہین یعنی تو میری ہوگئی و اپنا نفس مجھے دے و میرے ساتھ چل و مرکر میرے گھر سے نکلیو وغیرہ اگر ایسے اور اسی معنی کے اور الفاظ کو عورت نے قبول کرلیا تو بس نکاح ہوگیا اسکے بعد کی مقاربت زنا نہ شمار کی جائے گی پس اب حضرات شیعہ اپنے گریبان مین منھ

ڈال کر سوبچین کہ ضہاکہ و صعبہ و زرقا وہندہ و نابغہ و کاہلیہ و عفراء وامیہ و اروی وغیرہ کے زنا کی نسبت شروط بالاکے مطابق کیا وثیقہ وثبوت ہے وہ پیش فرمائیے تو اُسکے لب آپ کو ڈگری دی جائے گی ورنہ اسّی اسّی کوڑے حدقذف کے پڑین گے **الغرض** جبتک مذہب اہلسنت وجماعت کے اصول وشروط کے مطابق مواد وثبوت میسر نہ آجائے اُسوقت تک آپ حضرات کو کف لسان واجب ہے اور ان چند واہی کتب ولغو اسانید کے بھروسہ پر آپ حضرات نے جو شور مچایا ہے اُن سب کے جوابات معقول پیش ہوچکے جنسے آپکے گروہ پر شکوہ کو سوائے ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوا سچ ہے ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ نیکان برد

فصل سوم درمباشرت حرام وزنائے بعض صوفیہ کرام

زین للناس حب الشھوٰت من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث۔ سورۂ آل عمران مین نے خواہشات نساء واولاد وسونے وچاندی کے ڈھیرون وشاندار گھوڑون وچوپایون وکھیتون کو انسان کی آنکھون مین زینت دی ہے یعنی یہ چیزین انسان کو بالطبع مرغوب کردی ہین پس یہ بالکل سچ ہے ہر کہ شک آردکافر گردد چنانچہ بکثرت کتب سیر وملفوظات ومشاہدات سے ثابت ہے کہ بعض صوفیۂ کرام تارک الدنیا برسون حسن پرستی اورمس ومباشرت امرد واجنبیہ سے کرتے رہے جو امارت دنا ہین بلکہ اُنمین سے بعض مبتلائے زنا بھی ہوگئے اوربعض صوفیہ نے اپنے گروہ کے لیے زنا ولواطت و شرابخواری کو جائز بھی کرلیا لیکن اُس حالت میں بھی بارگاہ احدیت تک اُنکی رسائی رہی اور خلق اللہ اُن سے کسب ایقان وعرفان کرتی رہی بلکہ اُنکے اور اُنکے نام کے وسیلہ سے معتقدین کی رسائی بارگاہ رب العزت تک ہوتی رہی اور حجاب غفلت اُٹھتے رہے اوردیدار خدا کرتے اور کراتے رہے ایسے قصص ہمارے زمانہ کے بعض صوفیہ کے بھی مشہور ہین اور بعض کے چشم دید ہین لیکن اُنکے مریدان خوش عقاد کی جنگ وپیکار اور رجالان عدالت فوجداری کے خوف سے اُن سجادہ نشینون کے نام نامی نہین بتاسکتے ہان بعض کتب اسلامی مین بعض صوفیہ کے جو صفات وعمل وعقائد درج ہین اُن مین سے بعض پیش کیے جاتے ہین تاکہ مقدار معصیت زنا ولواطت کو حضرات شیعہ سمجھ لین اوریقین جان لین کہ بعض اسلامی

ڈھنڈورچیوں نے مذہبی نقارے بجا بجا کر زنا ولواطت کی گپیں جو اُڑائی ہیں وہ محض بے اصل اور لغو ہیں اُنکے سبب سے اکابرین اہلسنت کو آپ حضرات نالائق تقلید واتباع ہرگز نہ سمجھیں اور مہربانی فرما کر اس مہمل جنگ کو موقوف کریں ۔ ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے وارد ؎

ڈاکٹر سید زبیر حسین صاحب امروہی نے اپنے رسالۃ المذاہب میں کتب قدیمہ اہلسنت سے بعض فرق صوفیہ کے صفات لکھے ہیں اُنہیں سے ہم بھی بعض کی یہاں نقل کرتے ہیں اور اُسکے بعد اور کتب سے نقل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ومنهم الحبيبية يقولون ان الله تعالى اذا احب عبدا رفع عنه الخطاب فيحل له كل النعم ويسقط عنه كل العبادات ولا يبقى فى حقه خطر ولا يصلون ولا يصومون ولا يسترون العورة ولا يمتنعون عن الزنا ولا عن اللواطة ولا عن اللهو ولا عن شرب الخمر ولا عن محظورات (المذاهب صفحہ)

صوفیہ حبیبیہ کا قول ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے دوستی کریگا تو اُس سے خطاب یعنی تکلیف اوامر و نواہی کو اُٹھا لیگا اُسوقت اُس بندہ کو تمام نعمتیں حلال ہو جائینگی اور اُسپر سے تمام عبادات ساقط اور اُسکے لیے کسی قسم کی حرمت باقی نہ رہے گی۔ اور یہ لوگ نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ ستر عورت کرتے ہیں اور زنا ولواطت وغیرہ کی غرض کسی فعل حرام سے سیر نہیں ہوتے انتہی اسی فرقہ کی نسبت ڈاکٹر صاحب موصوف ۔ ۔ ۔ رسالہ سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

الصوفية اكثرهم اهل السنة والجماعة ومنهم الحبيبية لا يصلون ولا يصومون ولا يسترون العورة ولا يمتنعون عن الزنا ولا عن اللواطة ولا عن شراب الخمر (المذاهب)

صوفیہ اکثر اہلسنت وجماعت سے ہوتے ہیں اور اُنہیں سے فرقہ حبیبیہ ہے نہ وہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں نہ ستر عورت کرتے ہیں اور زنا ولواطت وشرب خمر سے سیر نہیں ہوتے انتہی محصلاً۔

ومنهم الحورية يقولون باستباحة الرقص والغناء والمبالغة فى الرقص حتى يسقطون على الارض من كثرة الاتعاب ثم يقومون ويغتسلون (المذاهب)

صوفیہ حوریہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ گانا اور ناچنا مباح ہے اور ناچنے میں یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ کثرت تعب سے گر پڑتے ہیں اور پھر اُٹھکر نہاتے ہیں انتہی

ومنهم المتكاسلية وهم قوم رضوا بملأ البطن من

صوفیہ متکاسلیہ یہ لوگ بہت پیٹ بھر کر

الطعام حراما کان او حلالا ویاکلون کثیرا ان وجدوا مغنیا یرقصون ان وجدوا قاریا اختاروا الکسل لا یتعلمون شیئا ولا یتزوجون ولا یعتقدون من مذہبا ولا ینازعون احدا (المذاہب)

کھاتے ہیں خواہ حرام ہو یا حلال اور بہت کھاتے ہیں اگر گانے والا مل جائے تو ناچتے ہیں اور جو قاری مل جائے تو کسل کرتے ہیں اور نہ تحصیل علم و ہنر کرتے ہیں نہ نکاح اور نہ کسی مذہب کے معتقد نہ کسی کے مخالف مذہب۔

سے یہ خاش انتہی۔

ومنہم الاباحیۃ یقولون الاموال کلہا علی الاباحۃ وکذا الفروج ولیس الحلال الا بمجرد الاضافۃ ومجرد الاکتساب ویحبون اموال الناس وفروج نسائہم (المذاہب)

صوفیہ اباحیہ کہتے ہیں کہ سب کا مال اور فروج حلال ہیں اور لفظ حلال محض اپنا یا قبضہ یا اکتساب کا نام ہے اور لوگوں کے مال اور فروج نساء سے محبت و رغبت رکھتے ہیں انتہی۔

ان صوفیہ کرام کی غیرت محکم اور مجاہدات ارفع الدرجات ہیں چنانچہ رسالہ مذکور میں بحوالہ تلبیس ابلیس

قالوا ان رتبۃ الکمال لا یحصل الا من رای اہلہ مع اجنبی فلا تقشعر جلدہ فان تقشعر فہو ملتفت الی حظ نفسہ لم یکمل۔

سبط ابن جوزی لکھا ہے۔ صوفیان مذکور کہتے ہیں کہ کوئی صوفی کمال کو نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنی جورو کو غیر شخص کے ساتھ مشغول دیکھے اور اس کے رونگٹے نہ کھڑے ہوں (یعنی بُرا نہ جانے) اور جو غیرت سے ملوث دیکھ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہوں تو جان لو وہ کامل نہیں ہے انتہی محصلاً۔

صوفیہ شمارخیہ قالوا لا باس بمس النساء الاجانب لانہن ریاحین (مقاصد حریت)

صوفیہ شمارخیہ کہتے ہیں کہ اجنبی عورتوں سے مس و مباشرت میں حرج نہیں کیونکہ عورتیں ریاحین جنت ہیں انتہی۔

اب ہم تلبیس ابلیس باب تلبیس علی الفیر من الصوفیۃ فی صحبۃ الاحداث سے بعض اقوال و حالات صوفیہ نقل کرتے ہیں جو صفحہ (۳۰۰) سے صفحہ (۴۰۰) تک مندرج ہیں۔

بعض صوفی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حلول خوبصورت اشیاء میں ہے۔

ابو عبداللہ ابن حامد صوفی نے کہا کہ بعض صوفی اسکے قایل ہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی کی صفت میں ظاہر ہوا اور اچھی صورتاں میں اسکے حلول کرنے سے انکار نہیں کرتے۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے ایک کتاب موسوم بہ سنن صوفیہ تصنیف کی ہے جسکے آخر باب مین اُن باتون کا ذکر کیا ہے جن اعمال کے بے صوفی کو بلا اختلاف شریعت رخصت ہے اور اس جواز کی توثیق کے لیے

اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ وانہ قال ثلثۃ تجلوا البصر النظر الی الخضرۃ والنظر الی الماء والنظر الی الوجہ الحسن۔ | یہ حدیث لکھی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم خیر کو اچھی صورتون سے طلب کرو اور فرمایا تین چیزین بصارت کو جلا دیتی ہین ایک سبزہ کا دیکھنا دوسرے پانی کا دیکھنا

تیسرے اچھی صورت کا دیکھنا انتہی اور اسی معنی مین ابن عمر کی بھی حدیث ہے۔

ابو البختری صوفی نے کہا کہ مین ہارون رشید کے دربار مین حاضر ہوا کرتا تھا تو مین اُسکے بیٹے قاسم کو بہت گھورا کرتا تھا ایکدن ہارون رشید نے کہا کہ کیون کیا ارادہ ہے مین نے کہا معاذ اللہ میرا ارادہ بد نہین لیکن اچھی صورت دیکھنے کی حدیث ہے یعنی مین حدیث مذکور کی تعمیل کر رہا ہون انتہی ہارون رشید کے اس ٹوکنے پر خیال ہوتا ہے کہ سب صوفی بے لوث نہین ہوا کرتے۔

سبط ابن جوزی کہتے ہین کہ ہمارے اُستاد حافظ محمد ناصر نے کہا کہ ابن طاہر مقدسی نے مرد کے حُسن پرستی کے جواز مین ایک کتاب لکھی ہے۔

خیر نساج کہتے ہین کہ مین مسجد خفیہ مین احرام باندھے ہوے مخارق ابن حسان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب مین سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آیا مخارق اُسکو بے طرح گھورنے لگے مین نے انکے گھورنے کو مکروہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو مین نے کہا کہ آپ حالت احرام اور بلدۂ احرام اور شعر حرام اور مشعر حرام مین شنونون کی سی نظر امرد پر کرتے ہین۔

احمد غزالی کو ایک صوفی نے رقعہ لکھا کہ تم اپنے ترکی غلام کو بہت چاہتے ہو پس انھون نے رقعہ پڑھکر غلام کو ممبر کے پاس بلا اُسکی آنکھون کا بوسہ لیا اور فرمایا جا اس رقعہ کا یہی جواب ہے۔

ابو طیب طبری نے کہا کہ ہمکو اُن صوفیہ کی خبر ملی ہے جو راگ سُنتے ہین اور امردون کو بلاتے ہین اور لباس اوقات اُنکو زیور پہناتے ہین اور خوب آراستہ کرتے ہین اور اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ یہ فعل عین ایمان ہے سبط ابن جوزی کہتے ہین اصل بات یہ ہے کہ یہ گروہ عمدہ عمدہ چیزین اور لذیذ کھانے کھا کھا کر حرکات مذکورہ کے مرتکب ہوتے ہین اور جب غذاؤن سے اُنکے جی بھر جاتے ہین تو ناچ گانا اور خوبصورت لڑکون کی خواہش مین پڑ جاتے ہین اور بعض صوفیہ کی اس سے بھی بدتر خصلتین ہین اور اُسکے

سلسلہ کے پیرو مرشد بھی ایسے ہی تھے انتہی سبط ابن جوزی کی یہ تقریر ہمارے مدعا کو خوب ثابت کرتی ہے کہ جس سے سلسلہ کے پیرون کا بھی حال واضح ہوتا ہے (معاذاللہ)

ابوالکمینت کہتے ہین کہ مین نے مہرجان یہودی کو دیکھا کہ جب وہ مسلمان ہوے تو صوفی بن کر ایک خوبصورت امرد کو ساتھ رکھتے تھے۔

صوفیہ مین اکثر ایسے ہین کہ جن کا مجاہدہ ایک مدت تک برقرار رہا پھر اُن کے نفس نے بدی کی اُنھین مبتلاے زنا ولواطت ہوگئے۔

خیر نساج کہتے ہین کہ مین اُمیہ بن الصلت صوفی کے ساتھ تھا اُنھون نے ایک خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھکر کہا کہ جہان تم ہوگے خدا تمھارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا دیکھتا ہے (یہ کلمات جوش عشق مین نکلے ہین اور بہت بلیغ و پرجوش ہین)

ابوحمزہ نے کہا کہ عبداللہ ابن موسیٰ نامی صوفیون کے سرگروہ تھے اُنھون نے بازار مین ایک خوبصورت لڑکا جو دیکھا تو اُسکے عشق مین از خود رفتہ ہوگئے۔

وفیھم من دعتہ نفسہ الفاحشۃ فقتل نفسہ۔ | **بعض** صوفی ایسے تھے کہ جنکے نفس نے فحش کی طرف بلایا اور وہ ورطۂ ہلاکت مین پڑگئے۔

بعض صوفی ایسے تھے کہ جب اُنکو اُنکے معشوق سے زبردستی جدا کیا تو اُنھون نے اُس معشوق ہی کو مار ڈالا۔

ومن ھؤلاءمن قارب الفتنتہ فوقع فیھا ولم یمنع دعوی الصبر والمجاھدۃ | **بعض** صوفی ایسے تھے کہ جب وہ فتنے مین پڑگئے تو اُنکے صبر و مجاہدہ کا دعوے معصیت سے نہ بچ سکا انتہی۔

صریع الغوانی صوفی کے چند شعر مصنفہ ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ پھول سے رخسارون اور بڑی بڑی آنکھون اور گل بابونہ جیسے دانتون اور رخسارون پر تنہا زلفون اور سینہ کے میوہ ہاے انارون نے مجھے حسین عورتون مین پچھاڑکر گرادیا اسی وجہ سے لوگ مجھے صریع الغوانی یعنی خوبصورت عورتون کا پچھاڑا ہوا کہتے ہین۔

کتاب مذکور مین امرد بازصوفیہ کرام اور غیر متدین و نا پرہیزگار فقراء کے اور بھی قصص

مختلف ابواب وفصول مین ہین جو بنظر اختصار ترک کردیے گئے لیکن باب تلبیس ابلیس علے ذکر العوام صفحہ ۵۱۲ مین اصمعی سے جو روایت ہے وہ بھی قابل غور ہے اصمعی نے کہا کہ مین ابونواس صوفی کے ساتھ تھا دیکھا کہ ایک لڑکا حجر اسود کا بوسہ لے رہا ہے ابونواس نے کہا کہ واللہ مین تو حجر اسود کے پاس جاکر اسکا بوسہ لیے بغیر نہ جاؤنگا مین نے کہا تجھے خدا کی مار خدا سے ڈر تو شہر حرام اور مسجد حرام مین ہے اُس نے کہا مین مجبور ہون یہ کہکر سنگ اسود کے پاس گیا اور لڑکا آیا تو ابونواس نے بڑھکر اپنے رخسار اُسکے رخسار پر رکھکر بوسے لیے مین نے کہا واے ہو تجھپر تو حرم خدا مین ایسا کرتا ہے اُسنے کہا میرا خدا غفور رحیم ہے پھر اُسنے یہ شعر پڑھا جسکا حاصل یہ ہے سے عاشق معشوق کے رخسار سے حجر اسود کے بوسہ کے دینے کے وقت ملگئے اور دونون پر گناہ بھی نہین ہوا انتہی آلمعی [illegible] شہر خیس ہین اگر ابونواس کو پاکباز نیک نفس متقی جانتے تھے تو اصمعی ہرگز نہ روکتے اور نہ حرم خدا خیال کرتے بس یہ صاحب ویسے ہی تھے سے

چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

فتوحات مکیہ مین محی الدین ابن عربی نے ابومحمد بن ابی النصر البقلی معروف شیخ روزبہان سلطان العرفا شیرازی النقوی جن کی تفسیر العرائس مشہور ہے اسکے علاوہ شرح شطحیات وکتاب الانوار فی کشف الاسرار وغیرہ عربی فارسی مین انکی تالیفات ومصنفات موجود ہین ان بزرگ کے کمالات باطنی کی روایات مین ایک قصہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شیخ روزبہان صاحب ایک مغنیہ پر بیحد فریفتہ وازخود رفتہ ہوگئے تھے اور جیسے اپنے وجد مین لا الہ الا اللہ کی ضربین لگایا کرتے تھے ویسی ہی ضربین مغنیہ کے جوش عشق مین لگاتے پھرتے تھے مگر جب مریدون نے پیر مرشد برحق کو محبت مغنیہ مین شیخ فانی پایا تو انکو اپنی شکست بیعت کا غم ہوا چونکہ مشہور ہے سے عشق بازون مین کرامات نہو کیا معنے جسکو جس سے ہی چاہے ملاقات نہو کیا معنے پس وہ مغنیہ واصل بحق ہوئی اور صوفی صاحب بمصداق المجاز قنطرۃ الحقیقہ وصل سے کامیاب ہوے اور اپنی تاحیات وہ مغنیہ شیخ روزبہان کی فیض صحبت سے کامیاب ہوتی رہی۔

چونکہ دنیا مین حُسن ظاہر وباطن دونون بڑے بیڈھب پھندے ہین ان سے وہ بھی نہ بچ سکے جنکی شان مین ہے لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنے وہ (فرشتے) ہرگز اللہ کا گناہ نہین کرتے اور جس طرح حکم دیا جاتا ہے ویسا ہی کرتے ہین پس ایک قصہ ملاء اعلے کا اور ایک خداے قدوس بیچون وبے چگون صاحب شان لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد کا لکھ دیتے ہین

تاکہ شیعون کو بصیرت ہو۔

در منثور و خازن و معالم التنزیل وغیرہ مطبوعہ مصر جلد اول تحت آیہ ببابل ھاروت و ماروت لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ ادریس علیہ السلام مین لوگ سحر کی طرف مائل تھے اور اسکے ذریعہ سے قتل نفوس انسان اور فساد کیا کرتے تھے پس جب فرشتون نے انسان کے جہل وعصیان پر طعن کیا تو خدا تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان جیسی خواہشات تم مین ہو جائینگی تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے اُن فرشتون نے کہا کہ ہم تو آپکی تقدیس وتسبیح کرتے ہین تو خدا تعالی نے فرمایا اچھا تو اپنا ان مقرب تم فرشتے چھانٹ کر پیش کرو تو انھون نے عزا یعنی ہاروت اور عزایا یعنے ماروت کو انتخاب کیا جو فرشتگان صالح سے تھے پس جب یہ فرشتے دنیا کی طرف چلنے لگے تو اللہ تعالی نے اُنہین بنی آدم کی سی خواہشات پیدا کردین اور یہ عراق ایران کی طرف نازل ہوئے یہان ایک زہرا نامی حسین عورت ملکہ تھی اسپر دونون فریفتہ ہوگئے اور اُس سے اپنی خواہش بد صورت ظاہر کی زہرا نے کہا اچھا اس بُت کی پرستش کرو تو تمھارا مقصد پورا ہوگا ان دونون فرشتون نے پرستش غیر اللہ سے انکار کیا دوسرے دن زہرا نے ایک شخص کی نسبت کہا کہ اسے قتل کردو تو پھر ان فرشتون نے انکار کیا تیسرے دن جو زہرا آئی

ثم عادت فی الیوم الثالث معہا قدح خمر لما کان فی انفسہما من المیل الیہا لما فیہا فراودھا عن نفسہا فعرضت علیہما ماقالت بالامس فقالا الصلوۃ لغیر اللہ عظیم وقتل النفس عظیم واھون الثلاثۃ شرب الخمر فشربا فلما انتشا واقعا بالمرأۃ فزنیا بہا فراھا انسان فقتلا خوف الفضیحۃ وقیل انہما سجدا الخ

تو اسکے ہاتھ مین قدح شراب تھا چونکہ دونون اُس کی طرف مائل تھے پس انھون نے زہرا کو طلب کیا تو اُسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شراب پیو گے تو تمہاری مراد بر آئے گی پس عزا اور عزایا نے مشورہ کیا کہ پرستش غیر اللہ اور قتل نفس دونون گناہ عظیم ہین لیکن شراب نوشی ہلکا گناہ ہے پس اُن دونون نے شراب پی اور

جب نشہ چڑھا تو یہ دونون اُسکی طرف چل پڑے اور دونون نے زہرا سے زنا کیا اور ایک شخص اُن فرشتون کے زنا کو دیکھ رہا تھا تو فرشتون نے اُس شخص کو قتل کرڈالا خوف فضیحت کے سبب سے اور کہا گیا ہے کہ اُن فرشتون نے صنم کو بھی سجدہ کیا ان کبائر کے سبب سے اُنکا نام ہاروت وماروت مشہور ہوگیا انتہی محصلاً۔ اگر درحقیقت زنا ایسا ہی بُرا ہوتا جیسا کہ بعض علماء اہلسنت اور جملہ شیعہ

بتاتے ہین تو وقوع زنا کے بعد ہاروت ماروت کی طرح زہرا بھی مبتلاے عذاب ہوتی لیکن اُسکا زنا ایسا مقبول ہوا کہ آسمان پر بلا کر قیامت تک کے لیے اُسے منور کر دیا گیا سچ ہے کہ کسی کے کیے گھی کے جلے اور کسی کے کیے پتھر پڑے ۔

دوسرا واقعہ خداے قدوس اور حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی کا ہے جو عجیب تر ہے چونکہ آپ کا حُسن ظاہر و باطن نہایت صبیح و ملیح اور نہایت آراستہ و پیراستہ نظر فریب اور دلکش تھا اور ادھر اللہ جمیل و یحب الجمال مسلمہ ہے باین وجہ خدا تعالیٰ

قال لی یا غوث الاعظم نم عندی کنوم العروس ترانی بلاواسطہ (ملہمات غوثیہ کے ترجمہ اسرار حقانیہ الہام نمبر ۲۵ مترجمہ عبدالحق سہارنپوری)

نے حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی سے ارشاد فرمایا کہ اے غوث الاعظم تو میرے پاس دلہنون کا سا سونا سو رہ تو میرے جمال با کمال کو بلا حجاب دیکھ لیگا

اگرچہ قرآن مین لا تدرکہ الابصار و لا بل رکہ الابصار ہے اسیطرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسے اولوالعزم پیغمبر سے فرما دیا لن ترانی یعنی اے موسیٰ تم ہرگز نہ دیکھ سکوگے اور ایسا ہی ہوا بھی کہ حضرت موسیٰ بیری کی جھاڑی پر جمال باکمال کی صرف روشنی دیکھ بیہوش ہو گئے اور چونکہ حضرت غوث پاک پر دل آگیا تھا بس جسے پیا چاہے وہی سہاگن گیا سانورا کیا گورا اپنا جمال دکھا دیا سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم چونکہ حضرت غوث کی شان الا اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ہے اور خداے قدوس کی شان یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید پس کسی بندے کی مجال نہین جو یہان طباعی دکھا سکے ؏ قلم اینجا رسید و سر بشکست ۔

متقدمین اہلسنت کا یہ عقیدہ تھا کہ تمام صلحا و اولیاء اللہ سے صحابہ کا درجہ زیادہ ہے اسیطرح صحابیات اور بالخصوص ازواج رسول کا لیکن حضرت غوث پاک کی عظمت نذر و نیاز کے سبب جیسی دیکھی اور سُنی جاتی ہے ویسی نہ کسی صحابی کی دیکھی جاتی ہے نہ ازواج رسول کی بلکہ دنیا مین جسقدر لائف و ملفوظات و فضائل و مناقب و قصائد مدحیہ حضرت غوث کے پائے جاتے ہین نہ کسی صحابی و صحابیات کے پائے جاتے ہین نہ حضرت عائشہ کے اس سے یقین ہوتا ہے کہ اہلسنت حضرت عائشہ صدیقہ کو زوجہ بشر جان کر وسیلۂ نجات نہین جانتے اور حضرت غوث صمدانی کو ناموس یزدانی جان کر اُن کو ذریعہ بخشش مانتے ہین ۔

آمدم برسر مطلب

صوفیہ کرام مین بہت سے مقدس نفوس ایسے بھی گزرے ہین کہ اگر انکے نفس نے بدی کا ارادہ بھی کیا تو انھون نے اپنا جسم کاٹ ڈالا اور بعض نے اپنے تئین ہلاک کر دیا اور بعض نے اپنے تئین طرح طرح کے مصائب مین ڈالا اور بے حد سخت مجاہدات کیے اور بعض مبتلاے زنا و لواطت بھی ہو گئے لیکن دونون اقسام کے نیک و بد صوفیون کے نور ایمان و عرفان و تقرب احدیت مین فرق نہین آیا دونون طرح کے حضرات برابر للٰہیت کی تعلیم دیتے رہے اور سلسلۂ بیعت بدستور جاری رہا اور لوگ اُن سے ہر حالت مین کسب ایقان و عرفان کرتے رہے اور آجتک بھی ایسا ہی دیکھا اور سُنا جاتا ہے پس ثابت ہو گیا کہ غصب حق اللہ بھی ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ جسکے صدور سے انسان نور ایمان و عرفان سے بدنصیب ہو جاتا ہے اور مردود بارگاہ رب العزت اور اسکے علاوہ جسقدر اور گناہ ہین وہ اکثر و بیشتر قوی ہین جو قابل عفو ہین لہذا یہ ہی قیاس صحابہ کے اعمال شنیعہ و نسب فضیحہ پر کرنا چاہیے کہ انکا اسلام قبول کرنا ہی ایسا تھا کہ وہ اُنکے تمام عیوب نسبی و قولی و فعلی کو کھا گیا تھا اور اُن مین سے ہر ایک سے وعدہ خدا تعالی تھا انی نشئتم فقد غفرت لکم

فصل چہارم در صدور کرامات بامارات زنا و لواطت

اگر نفس الامر مین زنا ایسا ہی برا ہوتا جیسا کہ جہلا رشیعہ نے بعض صحابہ اور بعض ابوین صحابہ کی نسبت خیال کیا ہے تو امارات زنا سے صدور کرامات اولیا د اللہ ہرگز نہ ہوتین چنانچہ مثال کے طور پر دو حضرات کے کرامات بیان درج کیے جاتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالی حضرات شیعہ کو فہم عطا فرمائے تاکہ ایسی فاحشہ مخالفت کا سدباب ہو جائے - اور ان کو بھی چودہ خانوادہ مین سے کسی ایک کی بیعت نصیب ہو جائے تو مذہب اہلسنت کی قدر ہو۔

لواقح الانوار قلمی جلد دوم مولفہ علامہ عبدالوہاب شعرانی مین حضرت شیخ محمد شربنی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کے بعد عارف باللہ حضرت شیخ علی ابوخودہ رضی اللہ عنہ کی کرامات لکھی ہین ازانجملہ یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ صاحب اپنے غلامون سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگون سے کہو کہ شیخ لواطت امرد کیا کرتا ہے اور اسی کتاب مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱۸ مین ان جناب کی یہ کرامت لکھی ہے کہ حضرت

کان رضی اللہ عنہ اذا رأی امرأة او امرداً	شیخ صاحب کسی عورت یا امرد کو دیکھتے تو
راودتہ عن نفسہ وحسس علی مقعدتہ سواء	اسیر فریفتہ ہوجاتے اور اُسکی مقعد وفرج کو
کان ابن امیر او ابن وزیر ولو کان بحضرتہ	ہاتھ لگاتے خواہ وہ امیرزادہ ہوتے یا وزیرزادے
والدہ او غیرہ ولا یلتفت الی الناس ولا	اگرچہ اُنکا باپ بھی موجود ہوتا یا کوئی غیر شخص
علیہ من احد وکان اذا حضر السماع یحمل	وہ کسی کی پروانہ کرتے تھے اور نہ کوئی
المنشد ویجری بہ کالحصان۔	اس حرکت سے شیخ صاحب کو منع کرتا تھا

اورجب مجلس سماع مین جاتے تو قوال کو اُٹھا لیتے اور اُسکو گھوڑے کی طرح بھگائے پھرتے تھے انتہی محصلاً۔

اور قلمی نسخہ میں روایت بالا کی جاے یہ لکھا ہے بعض ثقہ لوگون نے خبردی کہ شیخ علی ابوخودہ

واخبر بعض الثقات انہ دخل یوما علی بعض	ایک روز اپنے کسی دوست کے ہان گئے
اصحابہ فترکہ صاحبہ وانصرف ثم دخل فوجدہ	اور وہ کسی ضرورت سے باہر گیا جب واپس
یقبل زوجتہ فرجع فاخبر الناس فقال لہ	آیا تو اس نے دیکھا کہ شیخ ممدوح اس کی
الشیخ خناقة تاخذ روحک فطلعت الخناقة	زوجہ سے بوس وکنار کررہے ہین پس وہ
قال لہ الخادم اذھب بنا فقال حتی نحضر	دوست یہ رنگ دیکھکر واپس گیا اور لوگون
دفنہ فلا فنہ ثم انصرف۔	کو خبردی کہ شیخ صاحب میری جورو سے

ایسا ایسا کررہے ہین پس جناب شیخ نے اُس دوست سے کہا کہ تجھے خناق ہوجائے ایساکہ تیری روح کو پکڑے پس تھوڑے عرصہ مین اُسے خناق ہوا اُنکے خادم نے کہا کہ آپ اُس مریض کے ہان چلیے شیخ ممدوح نے فرمایا کہ اُسکے دفن مین شریک ہونگے پس شیخ ممدوح نے بعد فوت اُسکو دفن کیا اور واپس آئے انتہی ان دونون روایتون سے زناے محصنہ بھی ثابت ہوا اور قتل نفس انسان بھی جو اشد عصیان ہین مگر تاہم اُن کی للّٰہیت وتقرب احدیت مین فرق نہ آیا۔

اسی لواقح میں امام شعرانی نے حضرت شیخ محمد بوصیری رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت لکھی

اخبرنی شیخ شہاب الدین دیسطی قال انکرت	ہے۔ شعرانی فرماتے ہین کہ شیخ شہاب الدین
علیہ صبرةً فاتانی فی المنام وضربنی بعصا	ویسطی نے مجھسے کہا کہ ایکمرتبہ مین نے شیخ

شادۃ علی مرافقی وعلی رکبتی حتی مکثت نحوشہرا وانا لااقدر ان اصل رجلی ولا ارفع یدی فمن ذلک الیوم ماتعرضت لہ ومن مددہ الخفی انہ اذا مر علیہ احد من المخنثین الذی یفعل فیہ الفواحش یقولہ تعال ثم یمسح بیدہ علی مقعدتہ فیتوب لوقتہ ولوکان ما بونا شفی من مرضہ ذلک وکذلک اذا مرت علیہ زانیۃ یفعل معہا نظیر ذلک او امرد تمیل الیہ النفوس وتارۃ یقبلہ اویقبل المرأۃ فلا تعود المرأۃ تزنی ولا احد ینظر الی ذلک الامرد بشہوۃ الی ان یلتحی وکذلک اذا مر شارب خمر او من یبیع الحشیش یقول تعالی فما یطعم شیئا او یسقیہ شیئا او یبصق فی فمہ فلا یصیر یفعل شیئا من ذلک واخبرنی شخص انہ مر علیہ دائم الی المرأۃ من بنات الخطا یزنی بہا وارسل لہا الخمر والفاکہۃ فقال لہ تعالی فمسح علی ذکرہ فحول اللہ عنہ محبۃ الزنا من ذلک الوقت فی تلک المرأۃ وغیرہا۔

ممدوح پہ اعتراض کیا تو مین نے خواب مین دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور اُنھون نے اس زور سے میرے گھٹنون پر لکڑیان مارین کہ مین ایک ماہ تک ایسا پڑا رہا کہ مجھ مین طاقت نہ تھی کہ مین ہاتھ پاؤن ہلا سکون پس اُس روز سے مین نے اُن پر کبھی اعتراض نہین کیا اور اُن بزرگ کی باطنی مدد ایسی تھی کہ جب کسی مخنّث کے پاس جاتے تو اپنے ہاتھ سے اُس مخنّث کی مقعد کو ہاتھ لگاتے تو وہ مخنّث اُسی وقت سے فعل بد سے توبہ کرتا تھا اگرچہ وہ خلقی ہی مخنث کیون نہوتا تو وہ بھی شفا پاتا تھا اور اسی طرح جبکہ مزنیہ کے پاس جاتے تو اُسکی فرج کو ہاتھ لگاتے اسیطرح اگر کسی لڑکے کو دیکھتے کہ جسکی طرف لوگون کے دل میل کرتے ہین تو بھی ایسا ہی کرتے تھے اور کبھی مزنیہ کے بوسے لیتے تھے تو یہ عورت زنا کی طرف کبھی رغبت نہ کرتی تھی اور نہ کوئی اُس لڑکے کی طرف نظر شہوت سے دیکھتا تھا یہانتک کہ وہ صاحب ریش ہوجاتا تھا اور اسی طرح جب وہ کسی شرابی یا بھنگڑ کے پاس جاتے تو اُس سے فرماتے کہ اوبس پھر وہ ہرگز کوئی چیز نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا پھر جناب ممدوح اُسکے مُنھ مین تھوک دیتے تھے بس پھر وہ شخص شراب نہ پیتا تھا اور ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت شیخ ممدوح ایک شخص کے پاس گئے جو اُسوقت وہ کسی فاحشہ کے پاس جارہے تھے جو ملک خطا کی رنڈی تھی تاکہ وہ اُس سے

زنا کرے اور اُس کے قبل وہ شخص اُس فاحشہ کو شراب اور میوہ بھیج چکا تھا پس شیخ ممدوح نے اُس شخص سے فرمایا کہ آؤ پھر اُسکے ذکر پر ہاتھ پھیرا تو خدا تعالیٰ نے اُسکے دل سے اُسی وقت زنا کی رغبت نکال دی پھر اُس کو نہ اُس عورت کی اور نہ کسی اور عورت کی طرف رغبت ہوئی انتہی محصلاً۔

ملاحظہ کیا حضرت شیخ علی ابو خودہ اور حضرت شیخ محمد بوصیری رضوان اللہ علیہم سے بذریعہ امارت زنا و لواطت ایسے مفید معجزات صادر و ظاہر ہوتے کہ خلق اللہ اُن بداعمالیوں سے مجتنب اور تائب ہو جاتی تھی لیس کیا تعجب ہے کہ حضرات خوات بدری و ابو الیسر و حمل بن مالک و عمرو بن حمزہ و خالد بن ولید و مغیرہ بن شعبہ اور اسی طرح ذات النحیین و سبطار و حمامہ و اُمیہ و زرقا و ممنیہ و صعبہ و سمیہ و نابغہ و ام مہزول و ام خارجہ و کاہلیہ و امیمہ و عفراء و ضہاکہ و اروی و بندہ و عناق کہ جنکے اسانید زنا حصۂ اوّل و دوم مین منجانب شیعہ وغیرہ بیان ہوے اور اسیطرح حضرات عفان و عبید اللہ و مغیرہ جد سیف اللہ و حضرت فاروق و ابن عمر و عبد اللہ ابن المبارک و قاضی یحیٰی بن اکثم و طوس و ابو جہل کے اسانید بابونیت منجانب شیعہ وغیرہ بیان ہوے ان سب ذکور واناث کے زنا و لواطت بھی ایسی ہی پر تاثیر ہون کہ جن کے وسیلۂ عمل سے خلق اللہ شرب خمر و زنا و لواطت سے مجتنب ہو جاتی ہو اور لوگ راہ ہدایت پہ آجاتے ہوں۔

مسلمہ فریقین ہے کہ جب مشیت خدا کسی بداعمالی کو روکنا اور ترک کرانا چاہتی ہے تو اپنے خاص بندون کو ایسے معجزات و کرامات عطا کرتی ہے کہ جن کی برکت سے مشیت کا منشا پورا ہو چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین ساحرون کا زور ہوا تو اُنکو دفعیہ سحر کے لیے عصا عنایت ہوا اسیطرح حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ مین امراض کی کثرت تھی تو جناب ممدوح کو اُسکے دفعیہ کے لیے اندفاع امراض کا معجزہ عنایت ہوا چونکہ قبل اسلام شرب خمر اور زنا لواطت عام طور پر مباح اور معیوب نہ سمجھا جاتا تھا اور حضرات مروتہ الصدر بلکہ صحابہ و صحابیات تمام اقطاب و اولیاء اللہ سے افضل و مکرم بعقیدہ اہلسنت مانے ہوے ہیں پس ضرور ہے کہ اسمار محتشان الیہم و داعی اسلام اقطاب وقت و اغیاث زمان مین بن کر اپنی فاعلیت و مفعولیت سے

گمراہون کو راہ ہدایت پر لاتے ہون گے اور اپنے طریق عمل سے بخشش کراتے ہون گے اور بداندیشون کی کوتاہ بین آنکھین اُن معجزات وکرامات کو آجتک وہی حیوانی لا یعنی زنا و لواطت سمجھ رہی ہین جس حماقت مین حضرات شیعہ زیادہ حصہ کے حق دار اور حقیقت سے بیخبر افسوس صد افسوس رباعی

سرمد غم عشق بوالہوس را نہ دہند سوز دلِ پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

فیصلہ قطعیہ درباب زنا و لواطت

اگرچہ ہم حصۂ اول کے باب اول مین جملہ عرب اور بالخصوص صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم کی بیگناہی پر آیہ یٰسین شریف لتنذر قوماً ما انذر آباؤھم فھم غافلون لکھ چکے ہین اور اس کے علاوہ قرآن مجید مین ان ہی حضرات کی شان والا نشان مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور اولٰئک ھم المفلحون وغیرہ آیات نازل ہوچکی ہین جس پر قرینہ پایا جاتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہین کہ جن کے فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان (سورہ رحمٰن) گناہ قیامت مین نہین پوچھے جائینگے لیکن اب ہم ایسا قطعی فیصلہ کردیتے ہین کہ مخالفین کو نسبی اعتراض کا موقع ہی نہ رہے اور بعقیدۂ اکثر اہلسنت تمام نسل آدم بلا لحاظ سنی وشیعہ سب ولد الزنا قرار پا جائین ؎

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

سورۂ نساء کی پہلی آیت مین ہے خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو تم کو نفس واحد سے پیدا کیا اور اُس مین سے اُس کی زوجہ کو پیدا کیا انتہیٰ **بکثرت** مفسرین اہلسنت اور بالخصوص تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ کی بائین پسلی سے حضرت حوا پیدا ہوئین اور بعض تفاسیر اہلسنت مین ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم کی ران سے پیدا ہوئین **بہرحال** حضرت حوا کی صفت حضرت آدم کے جزو بدن سے ہوئی لہذا حضرت حوا شریعت موجودہ کے مطابق حضرت آدم صفی اللہ پر

حرام تھین۔

بکثرت کتب اور تواریخ طبری مین ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد مین بہن کا نکاح بھائی سے ہوتا تھا جو شریعت موجودہ کے مطابق زنا سے صریح ہے اور پھر اُن ہی سلاسل نسب سے ہزار ہا دیار وامصار آباد ہوے اور ہوتے رہتے ہین اور ہونے رہین گے اور اُن ہی کی نسلون سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ومرسلین اور اُنکے اوصیا ہوے جنکی نبوت ورسالت پر ایمان لانا شرط اسلام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابتداے آدم سے قیامت تک سبقدر انسان ہون گے وہ سب صحیح النسب نہ ہون گے۔

مشکوٰۃ میں بحوالہ بخاری ومسلم ابوہریرہ سے روایت ہے انھون نے کہا آنحضرت نے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ کتب علی ابن آدم حصتہ من الزناء ادرک ذلک لا محالتہ فزنا العین النظر وزنا اللسان المنطق والنفس تمنی وتشتھی والفرج یصدق ذلک ویکذبہ۔ (شرح کنز مکتوم صـ۱۵۳)	فرمایا کہ خدا نے اولاد آدم کے لیے زنا کا حصہ لکھا ہے پس اُسکو آنکھ کا زنا پہونچیگا تو وہ نامحرم پر نظر کرتا ہے اور زبان کا زنا تو وہ کلام شہوت آمیز کرتا ہے اور فرج اُس کو سچا کرتی ہے یا جھوٹا انتہی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدم صفی اللہ کی نسل کا زنا تقدیری ہے جس بنا پر نہ کوئی عامی بچا نہ عالم نہ کوئی قطب نہ غوث نہ کوئی نبی بچا نہ رسول ان سب دعوون کی سندین تو طاقت بشری سے خارج ہین لیکن افضل المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین کے اقدام زنا کی ایک معتبر شہادت پیش کردیتے ہین جس کو محمد بن اسمعیل بخاری امام زمان نے اخراج کیا ہے چنانچہ بخاری کتاب الطلاق باب من طلق وھل یواجہ الرجل امرأتہ بالطلاق مین حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہین کہ ہم رسول خدا کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک باغ کی طرف چلے جسکا نام شواط تھا حتی کہ ہم دو باغون کے درمیان پہونچے آنحضرت نے فرمایا تم لوگ ہین ٹھہر جاؤ

وقد اُتی بالجونیۃ فانزلت فی بیت فیہ نخل فی بیت امیمۃ بنت النعمان بن شراحیل ومعھا دایتھا حاضنۃ لھا فلما دخل	اور خود بدولت اندر داخل ہوے اور جونیہ بلائی گئی تھی پس ایک خانہ باغ مین جو امیمہ بنت نعمان بن شرحبیل کا تھا

علیہ النبی قال ھبی نفسک لی قالت وھل تھب الملکۃ نفسھا للسوقۃ قال فاھوی یدہ یضع یدہ علیھا لیسکن فقالت اعوذ باللہ منک فقال قد عُذْتِ بمعاذٍ ثم خرج علینا فقال یا ابا اسید اکسھا رازقیین والحقھا باھلھا۔

اُس مین اُتاری گئی اور اُس کے ساتھ اُس کی محافظ یا پالنے والی بھی تھی پس آنحضرت اُس کے پاس گئے اور فرمایا تو مجھے اپنا نفس ہبہ کردے یعنی تو مجھ سے نکاح کرلے جوینہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک عورت ملکہ ہوکر ایک بازاری شخص کو اپنا نفس ہبہ کردے (اس تشنیع سننے کے بعد بھی) آنحضرت نے جوینہ کی طرف ہاتھ بڑھایا یعنے زبردستی کی جوینہ نے کہا اعوذ باللہ منک آنحضرت نے فرمایا تونے اُس سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے پھر آنحضرت نکلکر ہمارے پاس آئے اور فرمایا اے اوسید جوینہ کا عمدہ کپڑے دے کر یا بنا کر اس کے گھر پہونچا دو انتہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا نے باعانت اوسید باغ کی سیر کے بہانہ سے جوینہ کو بلایا اور وہ نکاح کے پیغام وکلام سے بیخبر تھی بلکہ اُسکو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کس نے بلایا ہے اور کس واسطے بلایا ہے ورنہ وہ شاہ عرب کی نسبت بازاری لفظ نہ کہتی اور پیغمبر خدا اگر اُس کے بیحد مشتاق نہ ہونے تو جوینہ کے سوقی کہتے ہی اجتناب کرتے زبردستی نہ کرتے اور اعوذ باللہ کہنے کی نوبت نہ آتی اور جو اُسکے حسن ظاہر پر فریفتہ نہ ہوتے تو مسلمانون کے بیت المال سے اُسکو ایک پیسہ نہ دیتے بلکہ بے عزت کرکے نکالدیتے فی الحقیقت اس حدیث شریف سے واحد علی شاہ بادشاہ مرحوم اور شاہزادگان دہلی کے بعض قصے یاد آگئے اور ہان جوینہ کے ملکہ کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی رئیس عرب کی جورو بھی تھی اور کتب تواریخ وسیر واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت سے اپنی جان بچانے والیان یعنی اعوذ باللہ منک کہنے والیان اور بھی عورتین ہین جن مین سے بعض کے اسمائے گرامی اسی حصہ کے باب اوّل کی فصل چہارم در حلّت بعض امہات المومنین مین لکھ چکے پس اجنبیہ ومحصنہ ومنکوحہ غیر کو دھونس بتلے سے پیغمبر معصوم کا آبادی سے دور نا جائز طور پر بُلانا اور انکا نکاح پر زبردستی کی نیت کرنی اور پھر بیت المال اسلامی سے اُجرت دیدا مین لباس فاخرہ بنوادینا اہلسنت کے نزدیک افضل المرسلین کے لیے جائز ومباح وحلال مان لیا گیا

تو اہلسنت کے مقبولہ صحابہ اور اُن کی مستورات کے لیے زنا و لواطت کو حضرات شیعہ جو گناہ
وجرم و عصیان سمجھے ہین وہ کون سے اصول مذہب اہلسنت سے ہمارے نزدیک شیعہ کی حماقت کے سوا اور
کوئی جواب نہین غالباً اسلاف و اخلاف اہلسنت کے اس عقیدہ کی بنیاد پر صاحب تلویح نے جو لکھا ہے

ولهذا ليستحق ولد الزنا جميع الكرامات التي يستحقها ولد الرشدة من قبول عبادته و شهادته وصحة قضائه وامامته وغير ذلك۔ (تلويح شرح توضيح فصل النهي امامن الحسيات جلد اول صـ۲۲۱)

که ولد الزنا اُن تمام بزرگیون کا مستحق ہوا کرتا ہے کہ جنکا ولد الحلال مستحق ہوا کرتا ہے ان ہی وجوہ سے ولد الزنا کی عبادت و شہادت و قضا و امامت وغیرہ یعنی ولدیت و غوثیت و نبوت و رسالت جائز ہے انتہی۔

چونکہ آدم صفی اللہ سے موجودہ شریعت کے مطابق زنا صادر ہوا اور وہ اُنکی نسل مین پھیلا جو
آجتک ہے اور حدیث مشکوٰۃ سے انسان کا زنا تقدیری ثابت ہو چکا جس سے کُل اولیا و انبیا
وصوفیہ فطرۃ مجبور تھے اور ہین لہذا زنا و لواطت ہرگز جرم نہین اور حضرات شیعہ جو اسکو جرم و
حرام وگناہ بتاتے ہین وہ جھک مارتے ہین دوم حضرت حوا کے جزو آدم ہونے کے علاوہ شریعت آدم
مین بہن کا بھائی سے نکاح جائز تھا تو وہ حکم خدا امتہ مرحومہ کے لیے جرم وگناہ نہین ہوسکتا کیونکہ قانون
خدا قابل تبدیل نہین چنانچہ سورۂ احزاب مین ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور سورۂ روم مین
ہے لا تبدیل لخلق اللہ اور سورۂ یونس مین ہے لا تبدیل لکلمات اللہ پس قرآن مجید کی ان آیات
کے بموجب آدم صفی اللہ کی شریعت اگر آسمانی تھی تو وہ امتہ مرحومہ کے لیے حرام نہین ہوسکتی ورنہ آیات
بالا کو الحاقی ماننا پڑے گا جو فریقین کے جملہ اسلاف و اخلاف کے عقاید کے خلاف و معارض ہے
لہذا بوجوہ بالا ولد الزنا یا زانی و مزنیہ کو حقیر و ذلیل جاننا یا شر الثلاثہ سمجھنا قانون خدا کی تحقیر کرنا ہے
پس جبکہ مذہب اہلسنت کے اصول عقائد کے مطابق ولایت و نبوت و رسالت کا عہدۂ جلیلہ
ولد الزنا پر مباح اور خلق اللہ پر اُس حرامی نبی و امام و رسول کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا شرط
اسلام اور اُسکی اطاعت واجب ہے تو لیعد کی نئی قرارداد کے حرامی اور مصنوعی ولد الزنا حضرات کی
تقلید پر انساب کی جھوٹی خرابی اور بناوٹی الزام محض لغو و مہمل اور اُس مقدس نفس خیر الثلاثہ کیلئے
داخل نار ہونے کا حکم لگانا تشریع ہے اور ایسے معیوب الانساب کے اتباع و تقلید سے عار دلانا مخالف

عقل و نقل اہلسنت ہے اور چونکہ تمام اہلسنت جبریہ ہین کیونکہ اُنکے نزدیک بموجب آیت واللہ خلقکم وما تعملون جو کچھ کرتاہے خدا کرتا ہے پس اُنکے کسی بُرے سے بُرے فعل کی گرفت نہین ہوسکتی جو تکلیف سے معفو ہے اسی پر قیاس ہوتا ہے کہ قیامت مین اُنسے پرسش اعمال نہو گی جسکے یہ معنی ہین کہ نہ نیکی کا صلہ ملے گا نہ جرم کی سزا۔

ہفوات شنیعہ از کتب شیعہ

شیعہ کا دعویٰ ہے کہ جملہ انبیاء و اوصیاء و رسول جملہ اصلاب طاہرہ وارحام زکیہ سے بہ تزویج جائز و بنکاح صحیح پیدا ہوے نہ سفاح و زنا سے اور خلق منہا زوجہا سے یہ مراد ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے حضرت حوا پیدا ہوئین نہ کہ اُنکی پسلی یا ٹانگون سے اور جو حضرت حوا کی پیدائش حضرت آدم کے کسی عضو سے مان لی جائے تو آیہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم وغیرہ احکام سب لغو یا الحاقی کیونکہ لاتبدیل لخلق اللہ اور لاتبدیل لکلمات اللہ وغیرہ آیات قرآن مین بغیر تصحیف و تحریف موجود ہین۔

اسیطرح حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد مین حقیقی بہن کا حقیقی بھائی سے نکاح ہونا غلط ہے کیونکہ فریقین مین متفق علیہ احادیث ہین کہ حضرت آدم صفی اللہ سے پہلے بیشمار آدم گذرے ہین پس اُن مین سے کسی آدم کی نسل کے ستر جوڑے باقی تھے اُنکی اولادون سے حضرت آدم صفی اللہ نے اپنی اولادون کے نکاح کیے اور بعض ائمہ معصومین علیہ السلام کی احادیث مین ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ نے اپنی اولاد کی شادیان اولاد جنات سے کین بہر حال آدم صفی اللہ کی نسل نکاح سے پھیلی نہ کہ سفاح سے اور بعض احادیث مین ہے کہ حضرات شیث و یافث ابنان آدم علیہ السلام کے واسطے باہتمام خاص دو عورتین آدم کی طرح بغیر ابوین پیدا ہوئین اور بعض احادیث مین ہے کہ دو حورین جنت سے دنیا مین آئین اور اُنکی ابنان ممدوح سے تزویج ہوئی اور اپنے اپنے بنی عم کی اولاد سے شادیان ہوتی رہین اور اولاد حضرت صفی اللہ پھیلتی رہی پس سنت اللہ کے تبدیل نہ ہونے کا ارشاد جو قرآن مجید مین ہے تو وہ ازدواج کی نسبت ہے نہ زنا و سفاح کی نسبت۔

الجواب

اگرچہ آیت مین نفس واحدہ کی خلقت کے بعد منہا زوجہا ہو جس سے حضرات شیعہ کا دعوی رد ہوسکتا ہو لیکن ولادت حوا اور نسل صفی اللہ کی نسبت شیعہ کا اعتقاد بہت خوشنما اور اخلاقاً بہت عمدہ معلوم ہوتا ہو مگر ہمارا خدا او رسول و قرآن فریق ثانی سے جدا ہی پس نہ معلوم کہ شیعہ کے اس عقیدہ مین شریک ہونے کے بعد آج نہین تو زمانہ آئندہ مین خلفاے ثلاثہ پر کیا بُری بن جائے اور پھر مروجہ اسلام بھی باقی نہ رہے۔ لہذا مناسب بلکہ انسب ہی کہ شیعہ کے اس عقیدے کو دور سے سلام کیا جائے۔

خاتمہ در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم

آنحضرت نے فرمایا ہی کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع یعنی جھوٹ بولنے کے لیے یہی بات کافی ہی کہ جو کچھ سنے وہ لوگون سے بیان کردیا کرے پس یہ خاص حالت حضرات شیعہ کی ہی کہ تحقیق کا مادہ نہین صحابہ کی مخالفت مین جو جو اناپ شناپ زٹل قافیے سنتے ہین بصورت طعن اُنکو جھٹ اپنی تالیفات و تصنیفات مین ٹھونس کر شائع کردیتے ہین اور رمِ ایال کی خبر نہین رکھتے انہی وجوہ سے علماء اہل سنت کثرہم اللہ افضالہم نے تاکید فرمادی ہی کہ کتب شیعہ نہ دیکھی جائین مجالس حسین علیہ السلام مین نہ جایا جائے ایسے تذکرون سے پرہیز کیا جائے بیٹا بیٹی کا لین دین ترک کیا جائے کیونکہ ان سے خلا ملا ہونے مین حدود سنیت سے تجاوز کرنا پڑتا ہی یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم سے سوءظنی پیدا ہوتی ہی چند یار و بے مددگار یعنی ائمۂ طاہرین معروف بہ ائمۂ اثنا عشر کی خاطر خلق خدا کو دشمن بنانا پڑتا ہی ایک رسول اللہ کی خاطر تمام مخالفان اہل بیت کو ترک کرنا پڑتا ہی جس سے زندگی تلخ اور دنیا خراب ہوجاتی ہی۔

اب صحابہ کی شان کو دیکھو کہ آنحضرت نے کفار سے فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم اور حضرات شیعہ حدیث موصوف کے منشاء کے خلاف اہل سنت کو صحابہ ہی کی تقلید و اتباع سے روکتے ہین لیکن بفضلہ کوئی اہل سنت ایماندار تقلید و اتباع صحابہ سے باز نہین رہ سکتا کیونکہ سلف سے اہل سنت کا یہ عقیدہ چلا آتا ہے کہ اصحاب محمد تمام امت سے ادلعلی اصحاب محمد صلعم کانوا افضل ھذہ | افضل ہین دلون کے پاک علم مین گہرے

الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ واقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرتھم فانھم کانوا علی الھدی الصراط المستقیم (ابن الصلاح)	تکلف سے بری خدا نے اپنے پیغمبر کی رفاقت اور دین کی استواری کے لیے انکو پسند کر لیا اُنکی بزرگی مانو جہان تک ہوسکے اُنکے قدم بقدم چلو اون کے اخلاق و عادات سیکھو کیونکہ وہ راہ مستقیم پر تھے انتہی۔

پھر صحابہ مین بھی بالخصوص حضرات شیخین کہ جنکے محامد و فضائل سے کتب اسلامی مالامال ہین چنانچہ احادیث وغیرہ کی کتب کثیرہ مین اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر موجود ہی اور صواقع خواجہ نصر اللہ کابلی کہ جسکا ترجمہ بتفاوت یسیر تحفۂ اثنا عشریہ مؤلفہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی شائع ہو چکا ہے اُس مین لکھا ہی۔ آنحضرت نے فرمایا

قال رسول اللہ صلعم حب ابی بکر و عمر و شکرھما واجب علی امتی وقال علیہ السلام ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر و عمر و عثمان و علی کما فرض علیکم الصلوۃ والزکوۃ والصیام والحج۔	ابو بکر و عمر کی محبت اور اُنکا شکریہ میری امت پر واجب ہی اور فرمایا کہ تم پر ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی محبت ایسی ہی فرض ہی جیسے تم پر نماز روزہ زکوۃ و حج فرض ہی انتہی۔

تحفۂ اثنا عشریہ مین حضرت انس سے روایت ہی۔ اُنھون نے کہا آنحضرت نے فرمایا ابو بکر

روی ابن عدی عن انس عن النبی صلعم انہ قال حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضھما کفر ھکذا رواہ ابن عساکر عن جابر۔	و عمر کی محبت ایمان ہی اور اُن سے بغض کرنا کفر ہی اور ایسی ہی روایت ابن عساکر نے جابر سے کی ہی انتہی

اگرچہ محدثین اہل سنت نے ایسی احادیث کی صحت سے انکار کیا ہی لیکن صاحبان صحاح کی کتب کے فتوا کے مطابق ہین اسی سبب سے بعض فقہاء نے احادیث مذکورہ کی بنیاد ون پر یہ

من انکر امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر وقال بعضھم ھو مبتدع والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافۃ عمر فی اصح الاقوال	اجتہاد و اضافہ کیا ہی کہ جو شخص ابو بکر کی امامت سے انکار کرے وہ کافر ہی اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بدعتی ہی لیکن صحیح یہ ہی

صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۲۲۷۔ | کہ وہ کافر ہے اور ایسا ہی خلافت عمر کا منکر بنا بر قول اصح کافر ہے واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین فقط۔

اشد ضروری التماس خیر اساس
بہ عالیخدمت جمیع مذاہب آسمانی

کیون پیارے بھائیو جسقدر اسانید ردہفوات شیعہ کے حصۂ اول ودوم مین لکھے گئے ہین کیا یہ شرمناک مخرب اسلام مہلک شریعت محمدی نہین ہین کیا یہ اسانید اہلسنت کی کتب صحاح وتواریخ وتفاسیر معتبرہ وغیرہ مین نہین ہین اور جو باور نہو تو اُنکے پتون پر اصل سے مقابلہ کرلو۔ اگر ہون تو جو سزا اس مولف کے لیے آپ حضرات تجویز فرمائین اُسکی تعمیل کے لیے مین بخوشی حاضر ہون۔

بھلا ایمان سے کہو کہ اللہ جل ذکرہ کے امین ومعتمد رسول ایسے ہی دغاباز زانی بے عقل ہوتے ہین کہ جیسے اہلسنت کی کتب مذہبی سے ثابت ہوتے ہین۔

ایمان سے بولو کہ جب رسول اللہ نہ رہے تو اہلسنت کی مقبولہ صحابہ کی عظمت کب باقی رہ سکتی ہے افسوس کہ مخالفت شیعہ مین اہلسنت نے اُلٹی گنگا بہائی کہ رسول کی بدنامی مین اپنے خلفاء وصحابہ کی عزت سمجھی دیکھو انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کے خلاف مین جو حسبنا کتاب اللہ کا دعوٰی کیا گیا تھا یہ اُسکا نتیجہ ہے بس اب بھی یہی بہتر ہے کہ اہلسنت موجودہ شعار سے توبہ کرین اور جملہ توہین پیغمبر کے اسناد اپنی کتب اور مجالس وعظ سے خارج فرمادین تاکہ عذاب سب وشتم کا باب خلفاء ثلاثہ پر بند ہوجائے ورنہ آیۂ مبارکہ کے معنی پر غور فرمالین۔

قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی ومن اھتدی۔ | (اے پیغمبر) کہدو کہ ہر شخص (وعدہ خدا کا) انتظار کررہا ہے تم بھی انتظار کرو پس عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ سیدھے رستہ پر چلنے والے کون ہین اور ہدایت یافتہ کون فقط

نام کتاب	کیفیت	
الکاظم	سوانح عمری امام ہفتم جسمین آپکے مبارک حالات آپکے علوم اعجاز و کرامتین علم مغیبات۔ آپکی زباندانی علم منطق الطیر۔ آپکے پُراثر حرز وغیرہ تفصیل درج ہین۔	[illegible]
انیس المتہجد	نماز شب پڑھنے والونکے لیے بیش بہا تحفہ ہے مؤلفہ جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ ممتاز الافاضل۔	۲
جامع عباسی پنج باب	مختار سرکار شریعتمدار آقا سید محمد باقر صاحب قبلہ دام ظلہم العالی	۵
اخسار	مناظرے مین یہ کتاب عدیم المثال ولاجواب ہی۔ حجم ۴۶۰ صفحہ۔	[illegible]
محاربہ حق و باطل	اسمین دکھایا ہے کہ جناب امیر کا جہاد کس قاعدہ سے ہوتا تھا اور خلفائے ثلثہ کی لڑائیان کس طریق پر جس کے معائنہ سے حق باطل مین کچھ شک نہین رہتا۔	۲
عقائد الشیعہ	بچونکی ابتدائی تعلیم کے لیے یہ رسالہ نہایت کار آمد مفید ہے	۲
وسیلۂ مغفرت وہدایۃ النسوان	عورتون اور بچون کے لیے نماز و روزہ طہارت و نجاست وغیرہ کے متعلق ضروری احکام و مسائل۔ علمائے کرام کی توثیق سے مزین ہے۔	۲
ایضاح الفرائض	علم میراث کے متعلق اُردو رسالہ ہے	۸
ذکر معراج محمدی	مؤلفہ حکیم معشوق علیخان صاحب شاہجہانپوری۔ ضرورت معراج کو بدلائل ثابت کیا ہی	۲
نصر المومنین	در ردّ یہود۔ مؤلفہ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ مرحوم	۶
چشم پر نم	معروف بہ بیاض بیگم۔ نہایت رقت آمیز نوحہ جات ہین	۵
جواہر المصائب	اسمین نہایت صحیح و مستند روایات درج ہین جسکو حضرات علمائے کرام نے پسند فرماکر اپنی توثیق سے مزین فرمایا ہے۔	۲
الجوہر	کمسن بچونکی تعلیم کے لیے عمدہ رسالہ	
خورشید محشر	جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی کا دیوان	

المشتہر۔ سید نور الحسن۔ مالک مطبع نور المطابع وکٹوریہ سٹریٹ